حلال انڈسٹری سے متعلق

تحقیقی مقالات

جلد اول

تالیف

اراکین شعبۂ شرعی تحقیق، سنحا پاکستان

مفتی یوسف عبدالرزاق

مفتی شعیب عالم

ڈاکٹر مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی (Ph.D.)

مفتی محمد احسن ظفر

ترتیب وتخریج:

مفتی مرغوب عزیز الرحمن

ناشر:

شعبۂ شرعی تحقیق، سنحا پاکستان

جلد اول .... ایک نظر میں

فہرست مضامین

پیش لفظ

یہ اللہ رب العزت کی سنت ہے کہ ہر صدی میں اس کی ضرورتوں کے مطابق ویسے انسان پیدا فرماتے ہیں جو اس صدی کی انسانی ضرورتیں مکمل کر سکیں۔ موجودہ دور میں جہاں سائنس نے کافی ترقی کی وہاں دین کا ایک اہم شعبہ حلال و حرام بھی پروان چڑھا۔ حلال کھانا اور حرام سے بچنے کا حکم تو روز اول سے ہے اور مسلمان معاشرے میں عادتاً اس پر عمل بھی چلتا آرہا ہے لیکن بیسویں صدی میں اس شعبے نے بہت جدید شکل اختیار کر لی ہے اور ایک مکمل حلال کا نظام وجود میں آگیا ہے۔

گزشتہ پچاس سالوں میں عالمی تجارت کثرت سے پھیلی، مسلمانوں نے ہجرتیں کثرت سے کیں اور دنیا بھر میں پھیل گئے جس کے نتیجے میں حلال غذا کا تقاضہ ہر طرف پیدا ہوا، نتیجے میں انڈسٹری نے اس تقاضے کو پورا کرنے کی جب کوشش کی تو کھربوں ڈالروں کی ایک نئی مارکیٹ وجود میں آگئی جسے دیکھنے کے بعد دنیا بھر کی ریاستیں متحرک ہوئی اور پہلی بار ریاستی سطح پر حلال تصدیقات کا نظام مرتب کرنا شروع کر دیا گیا جس میں قرآن وسنت کی روشنی میں حلال معیارات لکھے گئے، حلال کی توثیق دینے والے ریاستی ادارے وجود میں آئے، حلال تصدیقات جاری کرنے کا رواج عام ہوا وغیرہ۔

بندہ گزشتہ پندرہ سال سے اس شعبے سے منسلک ہے، بس اللہ نے دل میں ڈالا

کہ بحیثیت عالم، مفتی اللہ نے اگر اس میدان میں کام کرنے کا موقع دیا ہے تو اسے ذمہ داری سمجھتے ہوئے، زندگی کا مقصد بناتے ہوئے اس شعبے میں جو ممکن ہو خدمات دینی چاہئیں جیسے مفسرین، محدثین، فقہاء کرام کی محنت کا آج ہم فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ لہذا، سب سے پہلے اپنے ادارے میں شعبہ شرعی تحقیق کا قیام عمل میں لایا اور ہفتہ وار فقہی مجلس کا انعقاد شروع کیا تاکہ حلال و حرام سے متعلق جدید پیش آمدہ مسائل پر غور وخوض کیا جائے اور قرآن وسنت کی روشنی میں رہنمائی فراہم کی جائے۔ الحمد للہ یہ ادارہ علماء کرام ہی چلا رہے ہیں، لہذا ترتیب یہ رہی کہ مختلف موضوعات وقتاً فوقتاً ادارے کے ہر ممبر کے سپرد کئے گئے، مقالہ تیار ہونے پر دیگر ممبران اس کا مطالعہ، تصحیح ترتیب میں معاونت کرتے اور اس طرح اس مقالے کو حتمی شکل دے کر آن لائن جاری کر دیا جاتا۔

موضوعات کا انتخاب کچھ اس طرح کیا گیا کہ مقامی، عالمی مجالس میں جن موضوعات پر حلال کے حوالے سے گفتگو ہوتی تھی اسے بہت باریکی سے نوٹ کرنا شروع کر دیا اور جہاں جہاں ضرورت محسوس ہوئی ان موضوعات پر قرآن وسنت کی رہنمائی کو جمع کرکے پیش کرنا شروع کر دیا مثلاً: اکثر لوگ الکوحل کے مسئلہ پر بات کرتے، لیکن اصل مسئلہ کیا ہے، کسی کو معلوم نہیں تھا، لہذا قرآن وسنت کی روشنی میں فقہاء کرام کی عبارات کو مضمون کی شکل میں پہلی بار اداراتی سطح پر ہم نے شائع کروایا، حلال معیارات بناتے ہوئے کن شرعی اصولوں کا لحاظ رکھنا لازم ہے اس

حوالے سے لکھ کر رہنمائی کرنے کی کوشش کی، اجزاء ترکیبی میں حلال وحرام کو پرکھنے کا شرعی ضابطہ جمع کر کے مقالے کی صورت میں شائع کیا گیا۔

اسی طرح ایک یونیورسٹی میں لیکچر کے دوران فوڈ سائنس ڈپارٹمنٹ والوں سے گزارش کی چونکہ حلال وحرام بحیثیت مسلمان ویسے ہی ہمارے لئے ضروری ہے لہذا طلبہ وطالبات کو شرعی غذائی احکامات سے متعلق بھی آگہی دے دی جائے تو انڈسٹری کا بہت تعاون ہو جائے گا اور خصوصیت کے ساتھ مسلمان معاشرے میں خالص حلال اشیاء میسر ہوں سکیں گی۔

اس فکر کو سراہا گیا لیکن یہ تقاضہ آگیا کہ حلال پر مرتب لیٹریچر کہاں ہے؟ واقعی اس وقت موجودہ دور کی ضروریات کے حوالے سے مرتب شدہ حلال وحرام پر لیٹریچر مرتب بالکل نہیں تھا۔ لہذا گزشتہ تین سال ہدف مقرر کر کے مواد جمع کرنا شروع کر دیا جس کے نتیجے میں کوئی پندرہ سے زائد مقالات لکھے گئے اور کوئی پانچ مکمل کتابیں ''حلال وحرام'' کے موضوع پر مرتب ہوئیں اور تحقیق کا کام مستقل بنیادوں پر ادارتی سطح پر قائم ہو گیا، ساتھ ساتھ انگریزی، عربی زبانوں میں ترجمہ کا کام بھی شروع کروا دیا تاکہ یہ فکر عالمی سطح تک پہنچ سکے۔

سن 2019-2020 میں علمی حلقے کی توجہ اس موضوع پر ہوئی، نتیجہ میں کئی لوگوں نے اپنے پی ایچ ڈی کے موضوع کے لئے حلال وحرام کا انتخاب کیا۔

اسی مناسبت سے اس وقت آپ کے ہاتھ میں انہیں مقالات کے مجموعہ کی پہلی

جلد ہے جسے مزید مدلل انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاکہ قاری اور محقق دونوں برابر اس سے استفادہ حاصل کرسکیں۔

بارگاہ الٰہی میں دعاء ہے کہ جس طرح اللہ جل شانہ نے محدثین و فقہاء کی خدمات کو شرف قبولیت بخشا کہ وہ آج تیرہ سو سال بعد بھی ہمارے لئے رہنمائی کا سرچشمہ ہیں، ہماری اس شعبے کی مناسبت سے خدمات کو ویسے ہی قبول فرمالے تاکہ ہماری محنت صدیوں تک امت کے لئے رہنمائی کا کام دے سکے اور ہمارے لئے صدقہ جاریہ بن جائے۔آمین بحرمة سید المرسلین۔

یوسف عبدالرزاق
مدیر شعبہ شرعی تحقیق سنحا پاکستان
14نومبر2020

پہلا باب

حلال کا مروجہ نظام

- پاکستان میں حلال کا مروجہ نظام (مفتی یوسف عبدالرزاق)
- حلال مارکیٹ کے چیلنجز (مفتی یوسف عبدالرزاق)

پاکستان میں حلال کا مروجہ نظام

(ایک تحقیقی جائزہ)

پاکستان میں حلال سرٹیفکیشن کی تاریخ بہت زیادہ پرانی نہیں لیکن الحمد للہ آج جہاں پاکستان کھڑا ہوا ہے وہ اس قابل ہے کہ حلال کی دنیا میں ایک کلیدی کردار ادا کر سکتا ہے۔

پاکستان میں پہلا حلال کا ڈرافٹ 1996 میں چند صفحات پر تیار کیا گیا تھا جس پر نظر ثانی 2006 سے 2010 کے درمیان باقاعدہ شروع ہوئی اور گزشتہ 7 سالوں میں دو بنیادی معیارات تیار کر کے حلال نظام میں داخل کر چکا ہے۔ پاکستان میں معیارات بنانے والا ادارہ پاکستان سٹینڈرڈ اینڈ کوالٹی کنٹرول اتھارٹی(PSQCA) نام سے کام کر رہا ہے جس میں حلال کے معیارات بنانے والی ایک مستقل کمیٹی ہے جو کم و بیش 45 افراد پر مشتمل ہے جس میں تمام شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے ماہرین کی مکمل نمائندگی ہے۔

چونکہ حلال معیارات کی بنیاد شریعت ہے لہذا اس کمیٹی میں 8 سے 10 مفتیان کرام بھی مستقل اپنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں اور اس کمیٹی کی جو ایک خاص بات ہے وہ یہ کہ اس کے تمام ممبران رضاکارانہ طور پر اپنا وقت دیتے ہیں تاکہ یہ عمل ان کے لئے اللہ کی رضاء کا سبب بن سکے اور یہ ہی وجہ ہے کہ ہر ممبر مکمل شخصی آزادی رکھتے ہوئے اپنی اپنی رائے پیش کرتا ہے۔اور اس ادارے کی یہ بات قابل تعریف

ہے کہ وہ کبھی کوئی بھی پالیسی اراکین پر مسلط کرنے کی کوشش نہیں کرتا بلکہ بحیثیت معاون صرف اپنا کردار نبھاتا ہے۔

بندہ بھی الحمد للہ گزشتہ 7 سال سے اس کمیٹی کا رکن ہے اور اس وقت بحیثیت وائس چیئرمین حلال سٹینڈرائیزیشن کمیٹی (NSC Halal) کی خدمات دے رہا ہے۔اپنے تجربے کی روشنی میں یہ کہہ سکتے ہیں کہ حلال کے لیے شرعاً مطلوب صلاحیتوں کے حامل افراد پر مشتمل کمیٹی شاید دنیا میں کہیں اور موجود ہو۔

پاکستان میں رائج حلال کا عملی نظام دو حصوں پر مشتمل ہے:

- مصنوعات بنانے والے ادارہ کا معیار
- حلال تصدیقی ادارہ کا معیار

حلال تصدیق کرنے والا ادارہ حلال مصنوعات بنانے والی کمپنی پر PS:3733 نافذ العمل کرواتا ہے اور ریاستی ادارہ PNAC حلال تصدیقات جاری کرنے والے ادارے پر PS:4992 نافذ العمل کروائے گا۔چونکہ پاکستان میں ریاست سے پہلے پرائیویٹ سیکٹر نے سن 2005 سے خدمت کو سرانجام دینا شروع کر دیا تھا لہذا ریاست نے ان کی خدمات کو سراہتے ہوئے انہیں کام کرنے کی اجازت دی ہوئی ہے لیکن اس نظام کے تحت ان پر نظر بھی رکھی ہوئی ہے۔ جسے اکریڈیٹیشن کے عنوان سے جانا جاتا ہے۔ یاد رہے پاکستان میں ابھی تک ایکریڈیٹیشن لازمی قرار نہیں پائی بلکہ اختیاری ہے البتہ پاکستان حلال اتھارٹی بل کی منظوری کے بعد جیسے ہی یہ نیا حلال کا ادارہ فعال ہو گا تب امکان ہے کہ عملی طور پر ایکریڈیٹیشن لازمی قرار پائے۔

PS:3733 کا تعارفی جائزہ(1)

یہ معیار ان تمام اداروں کے لئے ہے جو کسی بھی مقام پر کھانے پینے کی اشیاء کی تیاری میں شامل ہوتی ہیں۔

جن عالمی معیارات سے انتظامی امور میں اسکی تیاری میں مدد لی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں(2):

- ISO/IEC Guide 1, Standardization and Related Activities — General Vocabulary,
- CODEX STAN l, General standard for the labelling of Prepacked foods,
- CAC/RCP l, Recommended international code of practice general principles of food hygiene,
- CAC/RCP 58, Code of hygienic practice for meat,
- ISO 22000, Food safety management systems - Requirements for any organization in the food chain.

---

(1) PS:3733-2016, Pakistan Standard specification for Halaal food management system requirements for any organization in the food chain (3^{rd} revision).

نوٹ:اب PS3733-2019 آچکا ہے۔

(٢) سنن الترمذي ت بشار (٤/ ٣٤٨) * عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الكلمة الحكمة ضالة المؤمن، فحيث وجدها فهو أحق بها. ترجمہ: حکمت کی بات مومن کی کھوئی ہوئی چیز ہے لہٰذا اسے جہاں بھی پائے وہی اس کا مستحق ہے۔*الترمذی،أبو عيسى ،محمد بن عيسى ،سنن الترمذي ت بشار الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م،شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي –

- ISO 22005, Traceability in the feed and food chain - General principles and basic requirements for system design and implementation.
- ISO 9001, Quality management systems-Requirements.

اور جن عالمی معیارات سے شرعی امور میں مدد لی گئی وہ مقامی مفتیان کرام کی رہنمائی کے ساتھ ساتھ بنیادی MS1500 ملائیشین معیار اور SMIIC کے حلال معیارات ہیں۔

اس معیار میں دو بنیادی حصے ہیں۔

1-شرعی احکامات بصورت معیارات[3] 2-انتظامی معیارات

- شق نمبر 3 میں شرعی اصطلاحات کا تعارف ہے جیسے حلال، حرام، نجس، مکروہ تحریمی، تنزیہی، مشبوہ، حرام جانور، حرام پرندے، مردار، حرام مشروبات، جلالہ،، بری بحری جانوروں کی تعریفات ذکر کی گئی ہیں۔
- ذبح کی اقسام، طریقہ کار، جانوروں کے حقوق، فارم سے لے کر مذبح خانے تک کے دوران تمام مراحل کو متعین کرتا ہے۔
- مشینی ذبیحہ، جانور کو ذبح سے پہلے کسی بھی قسم کا کرنٹ لگانا، گولی مارنا، گیس کے ذریعہ

(۳) (التيسير بشرح الجامع الصغير،جلد۱ص۳٤۱) ❊(أن لكل شيء دعامة) بالكسر عمادا يقوم عليه ويستند إليه (ودعامة هذا الدين الفقه) أي هو عماد الإسلام والمراد بالفقه علم الحلال والحرام . ❊ (المُنَاوِي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف،(المتوفى: ۱۰۳۱هـ) التيسير بشرح الجامع الصغير، الطبعة: الثالثة، ۱٤۰۸هـ - ۱۹۸۸م، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي - الرياض).

بے ہوش کرنا جسے سٹننگ (Stunning) کہا جاتا ہے کو قطعاً ممنوع قرار دیتا ہے، جب کہ ذابح کا مسلمان ہونا لازمی شرط ہے۔اور یہ بھی واضح کرتا ہے کہ ایسا گوشت بھی ملک میں درآمد نہیں کیا جاسکتا۔

یہ تعریفات واحکامات شق 3 سے 9 تک ہیں، اس کے بعد شق 9 سے 13 تک انتظامی امور پر بحث ہے۔

- شق 9 تقاضہ کرتی ہے کہ کمپنی ایک حلال دستاویز مرتب کرے (Halal Manual) جس میں ادارے کی حلال سے متعلق واضح پالیسی ذکر کی جائے اور تمام ریکارڈ حلال معیار کے مطابق مرتب و محفوظ رکھے جائیں تاکہ حلال کے نظام کو یقینی بنایا جاسکے جو تیار شدہ اشیاء کے حلال ہونے کا ضامن بن سکے۔[4]

آگے چل کر ان افراد سے متعلق شرائط ذکر کی جاتی ہیں جو اس ادارے میں حلال نظام کو فعال کرنے میں اپنا کردار انجام دیں گے جیسے حلال نظام کا ذمہ دار MR (ادارے کا نمائندہ) صرف مسلمان ہو اور اسے دینی بنیادی تعلیمات سے واقف ہونا ضروری ہوہے اور ساتھ ساتھ اس نے حلال معیار کی ٹریننگ بھی لی ہوئی ہو وغیرہ۔

- اجزاء ترکیبی کی خریداری سے پروڈکٹ کی تیاری کے مراحل سے گزرنے کے بعد سے

(٤) [البقرة: ٢٨٢] ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ إِلَى أَجَلٍ مُسَمًّى فَاكْتُبُوهُ﴾

ـــ (سنن الترمذي ت شاكر جلد٣ص٥١٢) ❊حدثنا محمد بن بشار قال: أخبرنا عباد بن ليث صاحب الكرابيسي البصري قال: أخبرنا عبد المجيد بن وهب، قال: قال لي العداء بن خالد بن هوذة: ألا أقرئك كتابا كتبه لي رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: قلت: بلى، فأخرج لي كتابا: «هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم، اشترى منه عبدا أو أمة، لا داء ولا غائلة ولا خبثة، بيع المسلم المسلم.

لے کر اس کے سٹور کرنے اور ترسیل تک کے تمام مراحل میں جہاں جہاں حرمت کے خطرات پیدا ہو سکتے ہیں ان تمام ممکنات (Halal Control Points) کو پہلے سے تلاش کرنا اور وقت سے پہلے اس کے لیے تدبیر بنانے کا بھی یہ معیار تقاضہ کرتا ہے، جسے شرعی اصطلاح میں سد ذرائع بھی کہا جاتا ہے۔[5]

- انٹرنل آڈٹ:
- خود احتسابی کا عمل تاکہ ادارے کی کمزوریاں کوتاہیاں سامنے آتی رہیں اور اسکی رپورٹ ٹاپ مینجمنٹ کو پیش کی جائے تاکہ وہ فوری فیصلے کر کے پروڈکٹ کی حلت پر سوالیہ نشان آنے سے پہلے وہ عیب دور کر سکیں[6]۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مشہور قول ہے "اپنا

---

(٥) (الموسوعة الفقهية الكويتية،جلد٢٤ص٢٧٦) *السد في اللغة: إغلاق الخلل. والذريعة: الوسيلة إلى الشيء يقال: تذرع فلان بذريعة أي توسل بها إلى مقصده، والجمع ذرائع.
وفي الاصطلاح: هي الأشياء التي ظاهرها الإباحة ويتوصل بها إلى فعل محظور.
ومعنى سد الذريعة: حسم مادة وسائل الفساد دفعا لها إذا كان الفعل السالم من المفسدة وسيلة إلى مفسدة. * (الموسوعة الفقهية الكويتية، (مجموعة من المؤلفين)جماعة من العلماء تصدرها وزارة الأوقاف، ، ،الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دارالسلاسل - الكويت..الأجزاء ٢٤ -)

(٦) (الموسوعة الفقهية الكويتيةجلد ١٧ص٢٢٦) *مشروعية الحسبة- شرعت الحسبة طريقا للإرشاد والهداية والتوجيه إلى ما فيه الخير ومنع الضرر. وقد حبب الله إلى عباده الخير وأمرهم بأن يدعوا إليه، وكره إليهم المنكر والفسوق والعصيان ونهاهم عنه، كما أمرهم بمنع غيرهم من اقترافه، وأمرهم بالتعاون على البر والتقوى، فقال تعالى:﴿وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان﴾ (١)
وقال جل شأنه: ﴿ولتكن منكم أمة يدعون إلى الخير ويأمرون بالمعروف وينهون عن المنكر وأولئك هم المفلحون﴾ (٢)

احتساب کرلو قبل اس کے کہ تمہارا احتساب کیا جائے اور روز قیامت اس شخص کا احتساب ہلکا ہوگا جس نے دنیا میں اپنا احتساب رکھا"[7]

یہی مقصد اس آڈٹ کا ہوتا ہے کہ ادارہ جب خود اپنے احتساب کا عمل کرتا ہے اور کمزوریاں تلاش کرتا ہے اور انہیں دور کرتا ہے تو جب انکا کوئی دوسرا ادارہ آڈٹ کرتا ہے تو وہ آسان ہو جاتا ہے کیونکہ اکثر کمزوریاں پہلے سے ہی دور کی جاچکی ہوتی ہیں۔

- احتیاطی تدابیر اختیار کرنے کے بعد ان کو دیکھتے رہنا اور ان سے ملحق مقاصد کی رسائی کو مد نظر رکھنے کا بھی یہ نظام تقاضا کرتا ہے۔
- جس مقام پر پروڈکٹ تیار کی جارہی ہے وہاں صفائی ستھرائی کو یقینی بنانے پر زور دیتا ہے، جو اہم شرعی تقاضا بھی ہے۔[8]

حلال تصدیق شدہ مصنوعات مارکیٹ میں کس طرح رکھی جائیں کہیں ان کے برابر میں کوئی حرام یا نجس شے تو نہیں بیچی جارہی اس سے متعلق بھی ہدایات جاری کرتا ہے۔

---

(٧) سنن الترمذي ت شاكر (٤/ ٦٣٨) * ويروى عن عمر بن الخطاب، قال: " حاسبوا أنفسكم قبل أن تحاسبوا، وتزينوا للعرض الأكبر، وإنما يخف الحساب يوم القيامة على من حاسب نفسه في الدنيا.

(٨) (جامع معمر بن راشد (١١/ ٢٩٦) * أخبرنا عبد الرزاق، عن معمر، عن أبي إسحاق، عن جري النهدي، عن رجل، من بني سليم، عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: «التسبيح نصف الميزان، والحمد يملؤه، والتكبير يملأ ما بين السماء والأرض، والصوم نصف الصبر، والطهور نصف الإيمان». *معمر بن راشد، معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي (المتوفى: ١٥٣هـ) الجامع (منشور كملحق بمصنف عبد الرزاق) الطبعة: الثانية، ١٤٠٣ هـ، ناشر: المجلس العلمي بباكستان، وتوزيع المكتب الإسلامي ببيروت.

- پروڈکٹ تیار کرنے کے بعد اسکی پیکنگ، لیبلنگ سے متعلق بھی ہدایات جاری کرتا ہے تاکہ صارف اس پروڈکٹ کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح جان سکے کہ وہ کیا خرید رہا ہے ؟وہ شے کب تیار ہوئی؟ اسکی ختم ہونے کی میعاد کب کی ہے اور اگر وہ گوشت خرید رہا ہے تو کب ذبح ہوا، کب پیک ہوا؟ کب تک قابل استعمال ہے، کس جانور کا ہے اور کون سے ادارے سے حلال تصدیق شدہ ہے یہ تمام معلومات پیکیجنگ سے متعلق دینے کا تقاضا کرتا ہے۔

حلال تصدیقی ادارے کے ذمہ ہے کہ وہ اس کمپنی کا آڈٹ (احتساب) کرے اور اس معیار کی ہر شق کی عمل داری کو یقینی بنائے۔[9]

(٩) (صحيح مسلم (١/ ٩٩) *وحدثني يحيى بن أيوب، وقتيبة، وابن حجر، جميعا عن إسماعيل بن جعفر، قال ابن أيوب: حدثنا إسماعيل، قال: أخبرني العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا فقال: «ما هذا يا صاحب الطعام؟» قال أصابته السماء يا رسول الله، قال: «أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني».
*مسلم بن الحجاج ، أبو الحسن القشيري، النيسابوري، (المتوفى: ٢٦١هـ) صحيح مسلم ، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

— (صحيح مسلم (٣/ ١٢٢٨) *حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، وأبو كريب، وإسحاق بن إبراهيم، واللفظ لابن أبي شيبة، قال إسحاق: أخبرنا، وقال الآخران: حدثنا أبو أسامة، عن الوليد بن كثير، عن معبد بن كعب بن مالك، عن أبي قتادة الأنصاري، أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «إياكم وكثرة الحلف في البيع، فإنه ينفق، ثم يمحق».

PS:4992 کا تعارفی جائزہ[10]

یہ معیار ان اداروں کے لئے اصول و قواعد متعین کرتا ہے جو ریاست کا معاون بن کر اور ولایت کا حق استعمال کرتے ہوئے حلال کی تصدیقات جاری کرتے ہیں۔

جن عالمی معیارات سے اسکی تیاری میں مدد لی گئی ہے وہ درج ذیل ہیں:

- ISO 9000:200 5, Quality Management Systems - Fundamentals and Vocabulary
- ISO/IEC 17000:2004, Conformity Assessment - Vocabulary and General Principles
- ISO/IEC 17021:2011, Conformity Assessment - Requirements for bodies providing audit certification of management system
- ISO/IEC 17065.2012, Conformity Assessment - Requirements for bodies certifying products, processesand services
- ISO 19011, Guidelines /or quality and/or environmental management systems auditing,
- ISO 22000, Food safety management systems -

(10) PS:4992-2016(R), Pakistan Standard For Conformity Assessment - Requirements for Bodies Providing Halaal Certification (1st Revision).

Requirements for any originations in the food chain,

- ISO/TS 22003, Food safe4t management systems - Requirements for bodies providing audit and certification of food safety management systems

- اس کی شق نمبر 3 اصطلاحات سے متعلق ہے جو حلال سرٹیفکیشن، معاہدہ،[11] محتسب،[12] ماہرین شریعت[13] و سائنس، وغیرہ کو شریعت و سنت سے واقفیت کرواتے ہیں اس کے علاوہ ایک حلال تصدیقی ادارے کے کتنے کردار ہوتے ہیں اس پر بات کرتا ہے۔
- شق 4 غیر جانبداری ، اہلیت[14]، ....

(١١) (تفسير البغوي إحياء التراث٥ / ٢) *يا أيها الذين آمنوا أوفوا بالعقود، أي: بالعهود،--- قال ابن مسعود رضي الله عنه: هي عهود الإيمان والقرآن، وقيل: هي العقود التي يتعاقدها الناس بينهم. *البغوي ، أبو محمد ، الحسين بن مسعود الشافي،(المتوفى : ٥١٠هـ) معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي، الطبعة : الأولى ، ١٤٢٠ هـ، الناشر : دار إحياء التراث العربي -بيروت.

(١٢) (صحيح مسلم (١/ ٩٩) * وحدثني يحيى بن أيوب، وقتيبة، وابن حجر، جميعا عن إسماعيل بن جعفر، قال ابن أيوب: حدثنا إسماعيل، قال: أخبرني العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا فقال: «ما هذا يا صاحب الطعام؟» قال أصابته السماء يارسول الله، قال: «أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني»(

(١٣) تفسير القرطبي (١٠/ ١٠٨) (فسئلوا أهل الذكر)---وقال ابن عباس: أهل الذكر أهل القرآن وقيل: أهل العلم، والمعنى متقارب.*القرطبي،أبو عبد الله محمد بن أحمد (المتوفى: ٦٧١هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة.

(١٤) الموسوعة الفقهية الكويتية (١٥٢, ١٥١ /٧) *الأهلية مصدرصناعي لكلمة (أهل)

شفافیت، رازداری[15]، اور ادارے کی مختلف ذمہ داریوں سے متعلق حدود و قیود سے متعلق ہے۔

اسی شق کے ماتحت چند شقیں شرعی ذمہ داری اور قانونی حیثیت سے متعلق ہیں۔

- شق 6 سے ادارتی ڈھانچے سے متعلق شرائط ہیں جن میں قابل ذکر ایک شرط یہ بھی ہے کہ حلال تصدیقی ادارہ کی ملکیت، انتظامی اختیارات اور چلانے والے مسلمان ہی ہوں۔[16]

ومعناها لغة - كما في أصول البزدوي -: الصلاحية...أهلية الوجوب:سبق أن معنى أهلية الوجوب: صلاحية الشخص لوجوب الحقوق المشروعة له وعليه معا، أو له، أو عليه.

(١٥) (سنن الترمذي ت بشار(٤٠٥ / ٣) ❊حدثنا أحمد بن محمد، قال: أخبرنا عبد الله بن المبارك، عن ابن أبي ذئب، قال: أخبرني عبد الرحمن بن عطاء، عن عبد الملك بن جابر بن عتيك، عن جابر بن عبد الله، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إذا حدث الرجل الحديث ثم التفت فهي أمانة .

❊ سنن أبي داود ت الأرنؤوط (٧/ ٢٣٢) ❊ عن جابر بن عبد الله قال: قال رسول الله –صلى الله عليه وسلم–: "المجالس بالأمانة ...الخ. ❊أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو، الأزدي السجستاني، (المتوفى: ٢٧٥هـ)، سنن أبي داود، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م ، الناشر: دار الرسالة العالمية.

(١٦) (التفسير الألوسي = روح المعاني (٣/ ١٦٨) ❊وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكافِرِينَ عَلَى الْـمُؤْمِنِينَ سَبِيلًا أي يوم القيامة وحين الحكم كما قد يجعل ذلك في الدنيا ابتلاء واستدراجا، وروي ذلك عن علي كرم الله تعالى وجهه وابن عباس رضي الله تعالى عنهما، أو في الدنيا أي لم يجعل لهم على المؤمنين سلطانا تاما بالاستئصال، أو حجة قائمة عليهم مفحمة لهم، وحكي ذلك عن السدي. ❊الألوسي ، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني (المتوفى: ١٢٧٠هـ) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، الطبعة: الأولى، ١٤١٥ هـ، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت .

❊ (بدائع الصنائع فى ترتيب الشرائع ، ج :٢،ص: ٥٠٠، ٥٢٢، ٥٢٤-) ❊لأنها من باب الولاية وفي جعلها حجة على المسلم إثبات الولاية للكافر على المسلم،وهذا لا يجوز...لأن الكافر ليس من أهل الولاية على المسلم لأن الشرع قطع ولاية الكافر على المسلمين

یہ خصوصی شرط ڈالنے کی بنیادی وجہ شریعت کا حکم ہے۔ جسے مختصراً سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں۔

حلال و حرام کا تعلق دین کے کس شعبے سے ہے

حلال و حرام کا تعلق دیانات کے باب سے ہے۔جیسا کہ مختلف فقہ کی مشہور کتب میں مذکور ہے۔

فإن من الديانات الحل والحرمة (ردالمحتار)[17] ومن الديانات الحل والحرمة.(البحرالرائق)[18] أي من الديانات (الحل والحرمة). (العناية)[19]

قال الله تعالى: (ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا) وقال صلى الله عليه وسلم:الإسلام يعلو ولا يعلى..... لاتقبل شهادة للكافر على المسلم ...ولا ولاية للكافر فلاشهادة له عليه...''

ترجمہ :- شہادت ولایت سے تعلق رکھتی ہے اوراس(کافر) کی شہادت کو مسلمان کے خلاف حجت بنانے میں اسے مسلمان پر ولایت دینالازم آتاہے جو کہ جائز نہیں.....اس لیے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت کی اہلیت حاصل نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ شریعت نے کافر کی ولایت مسلمان پر ختم کردی ہے،اللہ تبارک وتعالی کا فرمان ہے: اور ہر گزنہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔'' اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے:اسلام بلند رہتا ہے اور کوئی اس سے بلند نہیں ہو سکتا.....کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف غیر مقبول ہے کیونکہ اسے مسلمان پر ولایت حاصل نہیں ہے تو اسے مسلمان کے خلاف شہادت دینے کا حق بھی نہیں۔)

(١٧) ابن عابدين، الشامی،محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز الدمشقی الحنفي، المتوفى: ١٢٥٢هـ ١٩٩٢م، رد المحتار، الطبعة: الثانية، ١٤١٢هـ - كتاب الحظر والاباحة، ج٦ص٢١٣، دار الفكر-بيروت.

(١٨) ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم المصري، (المتوفى: ٩٧٠هـ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، الطبعة: الثانية -ج٨، ص٢١٣، كتاب الكراهية،فصل في الأكل والشرب، دار الكتاب الإسلامي.

(١٩)البابرتي، محمد بن محمد بن محمود، (المتوفى: ٧٨٦هـ)، العناية شرح الهداية،كتاب الكراهية، باب الأكل والشرب،ج١٠ص١١، دار الفكر.

فقہاءامت فرماتے ہیں کہ حلال و حرام کا تعلق اسلام کے سب سے نازک ترین شعبہ دیانات سے ہے، جسے اردو میں ''دینیات'' بھی کہتے ہیں۔

دیانات کسے کہتے ہیں؟

دیانات اللہ اور اس کے بندے کے مابین خالص مذہبی بنیاد پر قائم ہونے والے حقوق کو کہتے ہیں جسے حقوق اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

(وشرط العدالة في الديانات) هي التي بين العبد والرب.(درمختار)[٢٠]

اگر ہم PS:4992 پر اجمالی نظر ڈالیں تو یہ معیار ادارتی ڈھانچہ کا تعین کرتا ہے جسے قانونی حیثیت رکھنا ضروری ہے، شخصی ادارہ یہ خدمات سرانجام نہیں دے سکتا۔ ادارے کے پاس ایسے قابل افراد کا ہونا ضروری ہے جو شرعی و تکنیکی ماہرین ہوں، آڈٹ (احتساب) کرنے والے افراد کی خود کیا تعلیم ہو، ادارے میں ذمہ داریوں کا صحیح تعین ہو اور ہر ذمہ دار اپنے شعبے میں تجربہ و تعلیم رکھتا ہوں۔ ملازمین کی وقت کے ساتھ ساتھ اور بھی ٹریننگز (تربیت) کا اہتمام ہوتا رہے۔ ایک غیر جانب دار کمیٹی بنائی جائے جو غیر جانبدار رہ کر اس ادارے کی سالانہ سرگرمیوں پر سال میں ایک بار جمع ہو اور مکمل رپورٹ طلب کرے۔ تاکہ ادارے کی کارکردگی شفاف رہے۔

احتساب کا عمل کیسے ہو، کتنے دنوں پر مشتمل ہوں، کون سے افراد کس انڈسٹری کے احتساب کرنے کے اہل ہیں، احتساب کی رپورٹ کیسے بنانی ہے، اس رپورٹ کو

---

(٢٠) الحصكفي، علاءالدين، محمد بن علي بن محمد الحِصْني الحنفي، (المتوفى: ١٠٨٨هـ)، الدر المختار شرح تنوير الأبصار وجامع البحار، الطبعة: الأولى، ١٤٢٣هـ- ٢٠٠٢م، كتاب الحظر و الاباحة، ص٦٥٢، دار الكتب العلمية.

پڑھنے اور اس کی بنیاد پر فیصلہ کرنے والے افراد کون ہوں اور کیا اہلیت رکھتے ہوں، کن بنیادوں پر ان کے حق میں فیصلہ دیا جائے کن بنیادوں پر منع کر دیا جائے، قبول ہونے کی صورت میں حلال تصدیقی ادارہ اپنالوگو (شہادت الحلال کی علامت) کیسے اور کن شرائط کے ساتھ فراہم کرے، معاہدہ ہونے کی صورت میں حلال تصدیقی ادارے اور صانع کے مابین کیا کیا حقوق محفوظ ہونگے اور انکی مکمل قانونی حیثیت ہوگی، معاہدہ کی مدت کا تعین ہوگا اور اس مدت میں کئی بار اس ادارے کا احتساب ہوگا اور بغیر اطلاع کئے بھی یہ احتساب کا عمل دہرایا جائے گا تاکہ حلال کے نظام پر واقعی عمل ہو رہا ہے اس امر کو یقینی بنایا جائے۔

مذکورہ بالا معاییر پر عمل ہو رہا ہے یا نہیں یہ ریاستی ادارہ Pakistan National Accreditation Council دیکھتا ہے اور عمل پائے جانے کی صورت میں ایک تصدیق جاری کرتا ہے اس ادارے کے حوالے سے جو عالمی طور پر قبول کی جاتی ہے اور اس ادارے کی اہلیت و قابلیت کی بھی علامت ہوتی ہے۔

ہمارے ادارے نے بھی اس مرحلے سے گزر کر ایکریڈیٹیشن حاصل کی ہے اس تجربہ کی بنیاد پر یہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعی ایک بہترین نظام ہے جو اپنے اہداف حاصل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

خلاصہ بحث

اس وقت پاکستان حلال کے میدان میں اترنے کی مکمل تیاری میں ہے جو عالمی تمام معیارات سے اگر زیادہ نہیں تو کم بھی نہیں، پاکستان میں وفاق میں پاکستان حلال

اتھارٹی بل کی منظوری کے بعد دو صوبوں پنجاب اور کے پی کے میں بھی باقاعدہ صوبائی سطح پر حلال اتھارٹیز کا قیام عمل میں لایا جارہا ہے[21]، بظاہر لگتا ہے آنے والے چھ ماہ میں یہ تمام ادارے فعال ہوکر اپنا اپنا کام شروع کردیں گے جو عالمی حلال غذا کی ضرورت پوری کرنے میں کافی معاون ثابت ہوگا اور ساتھ ساتھ اپنے ملک کی معیشت میں بھی اہم کردار ادا کرنے کا ذریعہ بنے گا انشاءاللہ۔

یوسف عبدالرزاق خان

چیف ایگزیکٹیو، سنحا پاکستان

پیر، 20 نومبر، 2017

(21) 2021 میں اب سندھ اور بلوچستان میں بھی ادارے قائم ہوچکے ہیں۔

حلال مارکیٹ کے چیلنجز

اور

انڈسٹری کی ناقص حکمت عملی

آج سے کوئی 18 سال پہلے میرے ایک دوست نے مجھ سے سوال کیا کہ یہ سامنے بل بورڈ پر جو اشتہار ہے اس میں کیا پیغام چھپا ہوا ہے؟ میرے پاس کوئی معقول جواب نہ تھا کیوں کہ میں نے کبھی اشتہار میں پوشیدہ معانی پر غور نہیں کیا تھا۔ میرے اس دوست نے اس ایک اشتہار کا کم و بیش پندرہ منٹ تجزیہ کیا اور الفاظ، انداز، رنگ وغیرہ ایک ایک شے کا مفہوم سمجھایا، یہ سب سن کر مجھے بہت اچھا لگا اور اس کے اس پورے لیکچر کو میں نے یاد کر لیا۔ وہ دن اور آج کا دن، جب بھی کوئی اشتہار نظر سے گزرتا ہے تو میں اس کا پورا تجزیہ کرتا ہوں۔ میرا یہ شوق اب میری عادت بن چکا ہے اور کئی بار میں اشتہار دیکھ کر صحیح اندازہ لگالیتا ہوں کہ اس اشتہار کا مقصد صرف اپنی پروڈکٹ کی تشہیر ہی ہے یا کسی نئے مدمقابل آنے والی کمپنی کا انجانا خوف ہے۔

میں اپنے منصب اور مشاغل اور مصروفیات کے علاوہ ایک صارف بھی ہوں جسے روزمرہ کی ضروریات خرید کر استعمال کرنا ہوتی ہیں لہذا جیسے ہی ضرورت بدلتی ہے تو مجھے یہ فیصلہ بھی کرنا ہوتا ہے کہ آیا اب میری ضرورت موجودہ پروڈکٹ پوری کر سکتی ہے یا مجھے کسی دوسری پروڈکٹ کو تلاش کرنا ہوگا اور پرکھنا بھی ہوگا اور فیصلہ

بھی لینا ہو گا کہ آیا پہلے والی پروڈکٹ درست تھی یا نئی والی میری ضرورت کے عین مطابق ہے؟

اس چیلنج نے مجھے بہت کچھ سکھا دیا ہے، پروڈکٹ کے اشتہار سے لے کر اس پروڈکٹ کے نتائج حاصل کرنے تک میں پروڈکٹ کا مستقل امتحان لیتا ہوں اور پختہ نتائج حاصل کرنے کے بعد ہی اس پروڈکٹ کو اپنی زندگی کا حصہ بنالیتا ہوں۔

"اشتہارات کو کیسے دیکھا جائے" سیریس لکھنے کا مقصد ہمارے ملک کی کمپنیوں کو یہ بتانا مقصود ہے کہ مجھ جیسے آپ کے کسٹمر آپ کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں، وہ آپ کی پروڈکٹ کو کس نظر سے دیکھتے ہیں، آپ کے اشتہارات کا ان پر اچھا یا برا کیا اثر پڑتا ہے، وغیرہ۔

پاکستانی چوکلیٹ بمقابلہ غیر ملکی حرام چاکلیٹ:

کچھ عرصہ قبل ملائیشیا میں ایک معروف چاکلیٹ بنانے والی کمپنی کے بارے میں اطلاع آئی کہ اس چاکلیٹ میں خنزیر کے اجزاء پائے گئے ہیں، اس خبر نے تو ایک آگ لگادی، مسلمان صارف اس خبر کو سن کر بہت ہی پریشان ہوا۔ ملائیشیا کی خبر کے اثرات پاکستان میں بھی شدت سے نظر آئے۔ پاکستان میں اس کمپنی کی سیل پر بہت برا اثر پڑا اور صارفین نے خوب منفی مارکیٹنگ کی، سوشل میڈیا پر تو طوفان آیا ہوا تھا اور ہر ایک اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے اس پوسٹ کو شیئر کر رہا تھا۔

خلاصہ یہ کہ اس خبر نے مارکیٹ سے اس چاکلیٹ کی ڈیمانڈ اچھی خاصی کم کر دی لیکن ساتھ ساتھ مارکیٹ میں ایک خلاء بھی پیدا ہونا شروع ہو گیا کیونکہ معیاری چاکلیٹ ہمارے ملکوں میں اکثر ملٹی نیشنلز کمپنیاں ہی بناتی ہیں۔

اس خلاء کو پر کرنے کے لئے ایک لوکل کمپنی نے ایک نئ چاکلیٹ مارکیٹ میں بھیج دی، کاروباری لحاظ سے پروڈکٹ کو لانچ کرنے اور مارکیٹنگ کرنے اور خلا کو پر کرنے کا یہی بہترین وقت تھا۔

جس کمپنی پر خنزیر کے اجزاء شامل کرنے کا الزام لگا تھا، وہ ایک ملٹی نیشنل کمپنی تھی لیکن اس کے ملازمین پاکستانی تھے، لہذا انہوں نے پہلے پہل تو اس مسئلہ کو اتنی سنجیدگی سے نہیں لیا لیکن جب سیل نیچے آئی تب جا کر ایک ادارے سے حلال سرٹیفکیشن کروالی جس کا اعلان زیادہ سے زیادہ فیس بک وغیرہ پر کیا گیا۔ وقت چونکہ بہت سے مسائل کا خود حل ہوتا ہے لہذا وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بات پرانی ہونے لگی اور سیل کچھ بہتر ہوئی لیکن دوسری کمپنی اس وقت میں اتنا حصہ مارکیٹ کا لے چکی تھی جسے یہ چھوڑنا نہیں چاہتے تھے لہذا پہلے والی کمپنی نے کم بیک (comeback) کرنے کا فیصلہ کیا، ایک عجیب سماں کراچی کی سڑکوں پر دیکھنے کو ملا۔ کم و بیش ساٹھ ساٹھ فٹ کے اس چاکلیٹ کے اشتہارات لگا دیے اور کمال یہ ہوا کہ دوسری کمپنی نے اس کے ہر اشتہار سے پہلے یا بعد اپنا بھی اتنا ہی بڑا اشتہار لگا دیا یعنی دونوں کمپنیوں نے ایک ہی پروڈکٹ کے لئے ایک ہی مارکیٹنگ اپنا لی جس کی کم از کم میں تحسین (appreciate) نہیں کرتا، ایک کسٹمر کی حیثیت سے مجھے دونوں کی حکمت عملیاں غلط نظر آئیں جس کی وجوہات مندرجہ ذیل ہے:

آپ ذرا غور کیجیے:

- کمپنی A پر کس چیز کا الزام لگا تھا؟
- جواب:۔اس کی چاکلیٹ میں حرام اجزاء کی آمیزش کا الزام تھا۔
- کمپنی B نے کس الزام کا فائدہ اٹھاتے ہوئے مارکیٹ میں جگہ بنائی؟
- جواب: A کی چاکلیٹ میں حرام اجزاء کی آمیزش کا الزام تھا۔
- لوگوں نے کمپنی A کو کیوں چھوڑا اور کمپنی B کو کیوں اختیار کیا؟
- جواب: A کی چاکلیٹ میں حرام اجزاء کی آمیزش کا الزام تھا اور کمپنی B لوکل تھی اور اس پر کوئی الزام بھی نہ تھا۔
- یعنی سارا مسئلہ چاکلیٹ میں حرام اجزاء کے شامل ہونے کی وجہ سے پیدا ہوا، اس کا مطلب یہ ہوا کہ جس مارکیٹ میں دونوں کمپنیاں کام کر رہی ہیں وہاں کا مسلمان صارف حلال و حرام کے معاملہ میں بہت حساس ہے، تو دونوں کمپنیوں کو اصولا پہلے کیا کرنا چاہیے تھا؟
- جواب: کمپنی A کو جیسے ہی حلال کا سرٹیفکیٹ ملا تھا تو اسے عوام کو مطلع کرنا چاہیے تھا، کہ پاکستان میں تیار ہونے والی چاکلیٹ حلال سرٹیفائیڈ ہے یعنی اسکے تمام اجزاء ترکیبی حلال ہیں اور یہ اطلاع وہ تمام اشتہارات میں حلال کا بڑا سا لوگو لگا کر کرتی تاکہ اس کے کسٹمر کا اعتماد دوبارہ جیتا جا سکتا اور انہیں مطمئن کیا جا سکتا۔
- کمپنی B نے اس موقع پر جب فائدہ اٹھایا تو اسے سب سے پہلے عوام کو یہ اطلاع دینی چاہیے تھی کہ چاکلیٹ کھانا نہ چھوڑو۔ یہ لو میری چاکلیٹ۔ جو حلال سرٹیفائیڈ ہے لیکن ایسا انہوں نے بھی نہیں کیا۔

کمال کی بات یہ کہ دونوں میں سے کسی ایک نے بھی اپنے بڑے بڑے

اشتہارات میں حلال کا لوگو نہیں لگایا، حالانکہ سارا مسئلہ ہی حلال و حرام کی وجہ سے بنا تھا، پروڈکٹ کی پیچھے چھوٹا سا لوگو لگا کر مارکیٹنگ ٹیم خود مطمئن ہو گئی تھی کہ ہم نے پروڈکٹ کے حلال ہونے کے اعلان کا حق ادا کر دیا حالانکہ اطمینان کسٹمرز کا مقصود تھا نہ کہ مارکیٹنگ ٹیم کا۔

میرے خیال میں بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ مارکیٹنگ پڑھاتے ہوئے ہمارے مسلمان معاشرہ کی حساسیت کو مد نظر نہیں رکھا جاتا ہے۔

اور اس بنیادی مسئلہ کی وجہ یہ ہے کہ ہماری مارکیٹنگ کی تعلیم میں حلال و حرام کی اہمیت نہ ہونے کے برابر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری انڈسٹری کروڑوں روپے اشتہارات پر تو خرچ کرتی ہے لیکن پروڈکٹ کو حلال سرٹیفائیڈ کروانے اور حلال کی تشہیر پر توجہ نہیں دیتی اور جو حلال سرٹیفائیڈ ہو جائے وہ حلال لوگو اپنی پروڈکٹ کے فرنٹ پر لگانا پسند نہیں کرتے حالانکہ یہ پروڈکٹ کی ویلیو (value) بڑھانے والا نشان ہے جو کسٹمر کو مطمئن کرتا ہے لیکن شاید ابھی تک ہماری انڈسٹری کی نظر میں کسٹمر کی وہ اہمیت ہی نہیں جس کا وہ حق دار ہے۔

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا پاکستان

جمعہ، 09دسمبر، 2016

دوسرا باب

حلال سرٹیفکیشن سے متعلق مقالات

- شرعی مشیر کی اہلیت اور ذمہ داریاں (مفتی یوسف عبدالرزاق)
- حلال کے معاملات میں غیر مسلم کی گواہی (مفتی یوسف عبدالرزاق)
- حلال وحرام کے شعبے میں غیر مسلم کا ممکنہ کردار (مفتی یوسف عبدالرزاق)

شرعی مشیر کی اہلیت اور ذمہ داریاں

کسی بھی حلال تصدیقی ادارے میں شرعی مشیر کا ہونا بہت ضروری ہے، کیونکہ پورا ادارہ کھڑا ہی حلال کی تصدیق کی بنیاد پر ہے لہذا جب تک اسے کسی مستند عالم یا مفتی کی خدمات میسر نہیں ہوں گی اس وقت تک اس کے سرٹیفکیٹ کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہو سکتی۔اسی طرح جب تک کوئی شخص مستند عالم یا مفتی نہ ہو وہ کسی بھی ادارے کے لئے مفید ثابت نہیں ہو سکتا۔ مستند عالم یا مفتی اس کو کہتے ہیں جس نے کسی معتبر ادارے یا استاذ سے دینی تعلیم حاصل کی ہو جسے معیارات کی زبان میں identification and traceability کہا جاتا ہے جس کے ذریعہ اس انسان کی اہلیت کو پرکھا جاتا ہے، محض عربی دان ہونا یا مطالعہ کی بنیاد پر اپنے نام کے ساتھ سکالر کا لفظ لگانا دینی ودنیاوی خیانت شمار ہوتی ہے۔

اسی نکتہ کو مد نظر رکھتے ہوئے پاکستان کے معیارات حلال تصدیقی اداروں کے لئے یہ شرط لگاتے ہیں کہ ان کا شرعی مشیر پاکستان کے پانچوں دینی وفاقوں میں سے کسی ایک سے ضرور سند یافتہ ہو جیسے زندگی کے دوسرے شعبوں سے منسلک افراد اپنے اپنے شعبوں میں سند یافتہ ہوتے ہیں۔عام شعبہ جات میں بھی محض تجربے یا مطالعے کے بنیاد پر کسی کو سرجن، انجینیر، چارٹڈ اکاؤنٹنٹ نہ سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی معتبر ادارے ایسے کسی فرد کی تقرری کرتے ہیں۔

اس موضوع کا انتخاب کرنے کی وجہ کچھ عرصہ سے حلال دنیا میں شریعہ سے منسلک مسائل ہیں جنہیں سننے کے بعد اندازہ ہوا کہ ہر حلال تصدیقی ادارے کے پاس مستند اور جید علماء و مفتیان نہیں ہیں، جس کی دو بنیادی وجوہات میری رائے میں ہو سکتی ہیں:

یا تو باصلاحیت افراد کی کمی ہے یا پھر حلال تصدیقی اداروں کی لاپرواہی ہے، تیسری کوئی صورت نظر نہیں آتی۔

میں سمجھتا ہوں کہ اگر باصلاحیت افراد اداروں میں بھرتی کر لئے جائیں تو بہت سارے مسائل خود بہ خود حل ہو جائیں گے۔

ایک عالم، مفتی کی بنیادی تعلیم کیا ہو؟

ایک عالم، مفتی کو عربی زبان، علم نحو، علم صرف، علم منطق، علمِ فلسفہ، علم حکمت، علم کلام، علم ادب وانشاء، علم بلاغت، معانی، بدیع، علم عقیدہ وایمانیات، علم تجوید، اصول تفسیر، تفسیر، اصول حدیث، حدیث، سیرت النبی، تاریخِ اسلامی، اصول فقہ، فقہ، کی تعلیم کا حامل ہونا لازمی ہے[22] اور اگر وہ مفتی کا منصب حاصل کرنا چاہتا

---

(٢٢) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)١ / ٣٥) * فالشرعية علم التفسير والحديث والفقه والتوحيد، وغير الشرعية ثلاثة أقسام: أدبية، وهي اثنا عشر كما في شيخي زاده. وعدها بعضهم أربعة عشر: اللغة والاشتقاق والتصريف والنحو والمعاني والبيان والبديع والعروض والقوافي وقريض الشعر وإنشاء النثر والكتابة، والقراءات والمحاضرات ومنه التاريخ. ورياضية. وهي عشرة: التصوف والهندسة والهيئة والعلم التعليمي والحساب والجبر والموسيقى والسياسة والأخلاق وتدبير المنزل. وعقلية: ما عدا ذلك كالمنطق والجدل وأصول الفقه والدين والعلم الإلهي والطبيعي والطب والميقات والفلسفة والكيمياء كذا ذكره بعضهم اهـ.

ہے تو اسے فتوی اور اصول فتوی بھی الگ سے سیکھنے پڑیں گے اور سیکھنے کے بعد کسی تجربہ کار استاذ کی نگرانی میں کچھ وقت گزارنا ہوگا تاکہ عملی میدان کی بھی تربیت حاصل کر سکے، جسے عام زبان میں عملی میدان کا تجربہ (Experience) کہا جاتا ہے۔[23]

ان علوم کے سیکھنے کا دورانیہ چھ سال سے بارہ سال تک کا ہوتا ہے جس میں صرف علوم وفنون ہی نہیں پڑھائے جاتے بلکہ ذہنی تربیت بھی کی جاتی ہے تاکہ مثبت فکر اور سوچ کا حامل ہو سکے، جس کے بعد اس میں یہ ملکہ پیدا ہو جائے کہ وہ جدید مسائل کو شریعت کے اوزان میں پرکھ سکے اور کوئی بھی فیصلہ کرتے وقت شریعت کے ہر ہر پہلوں کو ذہن میں رکھتے ہوئے فیصلہ کر سکے۔

آڈٹ کیا ہوتا ہے، کیسے ہوتا ہے؟ اس کی معلومات اسے حاصل ہونی چاہیے۔ یہ معلومات نہ ہونے کی صورت میں حلال تصدیقی ادارہ اپنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے شرعی مشیر کو آڈٹ اور دیگر وہ اضافی کورسز کروائے جو حلال کے نظام سے متعلق ہیں۔ اس کے علاوہ ملکی و غیر ملکی حلال کانفرنسوں میں بھیجے تاکہ اسکی سوچ و فکر میں اضافہ ہو سکے وغیرہ۔

اگر اس معیار کو سامنے رکھتے ہوئے حلال تصدیقاتی ادارے شرعی مشیر کو بھرتی کریں تو بہت سارے مسائل سے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔

---

(۲۳) (أصول الإفتاء وآدابه، الأصل الأول: شروط المفتيص١٥٢) *لايجوز الإفتاء لمن لم يتعلم الفقه لدى أساتذة مهرة، وإنما طالع الكتب الفقه بنفسه، كما لايجوز الإفتاء لكل من تعلم الفقه لدى الأساتذة؛ حتى تحصل له ملكة يعرف به أصول الأحكام وقواعده وعلله، ويميز الكتب المعتبرة من غيره.

شرعی مشیر کی ذمہ داریاں

شرعی مشیر کا بنیادی کام حلال تصدیقی ادارے کو شرعی رہنمائی فراہم کرنا ہوتا ہے جو اکثر فیصلہ سازی کے عمل کا حصہ بھی ہوتا ہے۔اس لیے اس کی ذمہ داری ہے کہ وہ سمجھے کہ:

اس ادارے کی قانونی حیثیت کیا ہے؟

اس ادارے کے مالکان کون ہیں؟

جی ہاں یہ جاننا بہت ہی ضروری ہے۔وجہ یہ ہے کہ اگرادارہ غیر مسلم کی ملکیت ہے اور وہ شرعی مشیر مقرر کر رہا ہے تو شرعی مشیر ایسے ادارے میں خدمات دینے سے فورا منع کر دے گا کیونکہ وہ جانتا ہو گا کہ حلال و حرام کا تصور خالص مذہبی معاملہ ہے اور اس پر عمل کرنا صرف مسلمانوں پر ضروری ہے لہذا حلال کی تصدیق صرف اور صرف مسلمان ہی کر سکتا ہے۔[24] یہ تفصیلات کمپنی کے میمورینڈم آف ایسوسی ایشن میں باآسانی مل سکتی ہیں۔

---

(٢٤)(الاختیار لتعلیل المختار،ج٣ص١٠٩) ❊«ولا نفاذ لقول الكافر على المسلم كما في الشهادة». ترجمہ:-شہادت کی طرح کافر کا قول بھی مسلمان کے خلاف ناقابل نفاذ ہے-❊الموصلي، عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي البلدحي،(متوفى ٦٨٣ هـ)، الاختيار لتعليل المختار، تاريخ النشر: ١٣٥٦ هـ - ١٩٣٧ م، مطبعة الحلبي – القاهرة.

— (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٦/ ٢٨٠) ❊لاتقبل شهادة للكافر على المسلم ---ولا ولاية للكافر فلاشهادة له عليه...'' "کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف غیر مقبول ہے کیونکہ اسے مسلمان پر ولایت حاصل نہیں ہے تو اسے مسلمان کے خلاف شہادت دینے کا حق بھی نہیں۔

اس حلال تصدیقی ادارے کی پالیسیاں کیا ہیں؟ اگر خلاف شرع کوئی پالیسی پائی گئی تو کیا وہ ادارہ شرعی مشیر کے کہنے پر اسے تبدیل کرنے کا پابند ہوگا؟

یہ بھی اہم نکتہ ہے، مثال کے طور پر ادارہ مالی پالیسی میں لکھتا ہے کہ "کلائنٹ نے اگر تیس دن کے اندر پیسے نہ دیے تو اس پر مخصوص مقدار میں سود وصول کیا جائے گا تو اس پالیسی میں دو خطرناک باتیں آجاتی ہیں:

الف: حلال تصدیقی ادارہ سود کا لین دین کرتا ہے۔

ب: سود گناہ کبیرہ ہے لیکن وہ ادارہ اس گناہ کا اعلان کر رہا ہے۔

جب حلال تصدیقی ادارہ خود ایک حرام کام میں مبتلا ہے اور اس کا اعلان تک کر رہا ہے تو ایسے ادارے کے حلال سرٹیفکیٹ کی کیا حیثیت رہ جاتی ہے؟ بلکہ علی الاعلان گناہ کبیرہ کرنے والے مسلمان کی تو شرعا گواہی قابل قبول نہیں ہوتی اور شریعت کی اصطلاح میں اسے "فاسق" کہا جاتا ہے۔[25]

(۲۵) (التفسير المظهري، ج۱ ص۴۲۷) ❊ فلا يقبل شهادة الفاسق اجماعا لان العدالة شرط في الرواية حيث قال الله تعالى إِنْ جاءَكُمْ فاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا– ففى الشهادة بالطريق الاولى والعدالة هو إتيان الواجبات والاجتناب عن الكبائر وترك الإصرار على الصغائر.❊ المظهري، القاضي مولوي محمد ثناء الله الهندي الفاني فتي النقشبندى الحنفي العثماني المظهري، (متوفى ۱۲۲۵ هـ) التفسير المظهري، الطبعة: ۱٤۱۲ هـ، الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان.

حلال تصدیقی ادارہ میں فیصلہ سازی میں اس کا کردار کیا ہے اور کتنا ہے؟

شرعی مشیر کو اپنی حدود کا جاننا بہت ضروری ہے، خدانخواستہ فیصلہ سازی میں اسے حصہ نہیں دیا جاتا تو اس کا شرعی مشیر ہونا فائدہ مند نہیں ہو سکتا کیونکہ معاملہ حلال و حرام کا ہے اور کسی چیز کے حلال و حرام کا فیصلہ کرنے کا حق شرعی مشیر کو ہی ہوتا ہے کیونکہ وہ اس میدان کا ماہر ہوتا ہے۔

حلال تصدیقی ادارہ جو ٹیم آڈٹ پر بھیج رہا ہے وہ شرعی گواہی کی شرائط مکمل کر رہی ہے؟

حلال تصدیقی ادارہ کن حلال معیارات پر کام کر رہا ہے اور وہ کیا ہیں؟

جن اداروں میں صرف ضرورت پوری کرنے کے لئے شرعی مشیر رکھے جاتے ہیں وہاں اکثر دیکھنے میں آیا ہے کہ انہوں نے ان معیارات کو پڑھا تک نہیں ہوتا۔ ان معیارات کو پڑھنا شرعی مشیر کی ذمہ داری ہے اور اگر کوئی ایسی چیز اسے نظر آئے جس پر سوال اٹھ سکتا ہے تو اسکی تفصیلات اسے معلوم ہونی چاہئیں۔

ٹاپ مینیجمنٹ اور سٹاف کی ذہن سازی

ایک شرعی مشیر کے ذمہ داری ہے کہ وہ جس ادارے سے منسلک ہے اس کی انتظامیہ اور دیگرا سٹاف کی ذہنی تربیت بھی کرتا رہے تاکہ اس ادارے سے منسلک افراد بنیادی مسائل سے واقف رہیں جیسے:

انتظامیہ کی دل میں حلال کی اہمیت ہو اور وہ ہر قسم کے ان فیصلوں سے دور رہیں جو خلاف شریعت ہیں تاکہ ادارے کی ساکھ پر کوئی حرف نہ آسکے۔

بقیہ افراد کی ذہنی تربیت کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کے دل میں بھی اس کام کی اہمیت برقرار رہے گی، اللہ کے آگے جواب دہی کا احساس زندہ رہے گا اور حلال و حرام کے بنیادی مسائل سے ہر شخص واقف رہے گا۔

روزمرہ کے امور میں شرعی مشاورت دینا

کسی ادارے کو حلال تصدیق دینے کے بعد کام ختم نہیں ہو جاتا بلکہ ان اداروں کی روزانہ کی بنیاد پر کی جانے والی R&D سے متعلق اجزائے ترکیبی پر اپنے ادارے کے ماہرین کی رائے پر شرعی حکم بتانا بھی شامل ہے کہ وہ جزء ترکیبی حلال ہے یا مشبوہ یا حرام؟

یہ چند گزارشات تھیں ، جن پر عمل کیا جائے تو بہت سی وہ مشکلات جن کا شروع میں تذکرہ کیا گیا، ان کو پیش آنے سے یا پیش آنے کے بعد ان پر کنڑول کیا جاسکتا ہے۔ اللہ رب العزت ہمیں صحیح طریقہ سے رہنمائی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

مفتی یوسف عبد الرزاق

چیف ایگزیکٹو سنحا پاکستان

17 جنوری 2017ء

حلال کے معاملات میں غیر مسلم کی گواہی

مقصد تحریر

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّلَا تَتَّبِعُوْا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ ۭاِنَّه لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ [البقرة]

ترجمہ: اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ اور پیروی نہ کرو شیطان کی بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح۔ [ترجمہ از معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ]

قرآن کریم نے انسان کو مختلف ناموں سے مخاطب کیا ہے، بعض مقامات پر اے لوگو، بعض جگہ اے ایمان والو، پھر ان دونوں قسم کے خطابوں میں کبھی خاص کسی قوم سے خطاب ہے، کبھی جمیع انسانیت سے اور کبھی خاص گروہ کو مخاطب کر کے پوری انسانیت سے، اسی وجہ سے علماءِ امت نے صدیوں کی محنت کے نتیجے میں قرآنی اسالیب کے لیے قوانین واصول وضع کئے ہیں جن کو سمجھنا بہت ضروری ہے، تاکہ لوگ ان اصولوں کی مدد سے قرآن کی تعلیمات کو صحیح طریقے سے سمجھ سکیں اور گمراہی سے بچ سکیں۔

مندرجہ بالا آیت کو موضوع بحث بنانے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ ایک سفر کے دوران مختلف اسلامی ممالک کے ان ذمہ دار افراد سے ملاقات ہوئی جو حلال فوڈ کے شعبے سے تعلق رکھتے تھے اور وہ اس آیت میں عربی زبان کے ظاہری الفاظ:

"يَا أَيُّهَا النَّاسُ "یعنی اے لوگو! کو بنیاد بنا کر حلال و حرام کے متعلق غیر مسلموں کی شہادت کا جواز تلاش کر رہے تھے، جو بحیثیت مسلمان میرے لئے بہت تعجب کی بات تھی۔

ان کا دعویٰ اور طریقہ استدلال یہ تھا کہ آیت میں چونکہ پوری انسانیت سے خطاب ہے، یعنی:

اے لوگو! کھاؤ زمین کی چیزوں میں سے حلال پاکیزہ! اور پیروی نہ کرو شیطان کی! بیشک وہ تمہارا دشمن ہے صریح"۔

لہذا، غیر مسلم بھی حلال و حرام میں مخاطب ہوئے اور جب وہ مخاطب ہیں تو یہ کہنا کہ حلال و حرام کا شعبہ صرف مسلمان ہی چلا سکتے ہیں صحیح نہ ہو گا، بلکہ غیر مسلم بھی اس شعبے کو چلا سکتے ہیں۔

اگرچہ مذکورہ عربی الفاظ میں مسلم و غیر مسلم سب داخل ہیں، لیکن اس کی یہ تشریح کرنا کہ اس سے کفار کو حلال کے حوالے سے شہادت دینے کا جواز بھی حاصل ہو جائے درست نہیں، کیونکہ قرآن و سنت کی وہی تشریح معتبر ہو گی جو قرآن و سنت کے اصولوں کے مطابق ہو گی۔

الحمد للہ! زندگی کے کم و بیش بیس سال علومِ وحی کو پڑھنے پڑھانے، سمجھنے سمجھانے میں گزرے ہیں اور شعبہ حلال و حرام سے دس سال سے وابستہ ہوں، پاکستان میں حلال فوڈ کے حوالے سے پہلا تربیت یافتہ آڈیٹر ہونے کا اعزاز رکھتے ہوئے

اور پاکستان میں سب سے پہلے حلال سرٹیفکیشن کی بنیاد رکھنے والی ٹیم کا حصہ ہوتے ہوئے اس بات کو میں نے بہت سنجیدگی سے لیا اور اسی وقت یہ فیصلہ کر لیا کہ اس آیت کی تحقیق مفسرینِ قرآن سے معلوم کرکے لوگوں تک پہنچاؤں گا تاکہ ہم سب اس آیت کا صحیح مفہوم سمجھ کر صحیح طریقے سے عمل کر سکیں۔ اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے، لکھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

متعلقہ مفید معلومات

اس قرآنی پیغام کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے ہمیں مندرجہ ذیل معلومات جمع کرنا ضروری ہے:

1. اے لوگو! کا خطاب قرآن کریم میں کتنی بار آیا اور اس کے مقاصد کیا ہیں؟
2. اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟
3. اس آیت کا خطاب عام ہے یا خاص؟
4. اس آیت میں کن امور سے متعلق احکامات نازل ہوئے؟
5. یہ دعویٰ کہ غیر مسلم حلال و حرام کے شعبے میں شہادت کا اہل ہے، اس آیت سے ثابت ہوتا ہے یا نہیں؟
6. حلال و حرام کے شعبے میں شریعت غیر مسلم کو کیا اور کس حد تک اختیار دیتی ہے؟

(1)"اے لوگو!" کا خطاب قرآن کریم میں کتنی بار آیا اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

"اے لوگو" کا خطاب قرآن کریم میں کم و بیش بیس مرتبہ آیا ہے جسکی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

(1)[البقرۃ: 21]،(2)[البقرۃ: 172]، (3)[النساء: 1]،(4) [النساء: 170]، (5)[النساء: 174]،(6) [الأعراف: 158]،(7) [یونس: 23]،(8)[یونس: 57]، (9)[یونس: 104]،(10)[یونس: 108]،(11) [الحج: 1]،(12) [الحج: 5]، (13) [الحج: 49]، (14) [الحج: 73]،(15) [النمل: 16]،(16) [لقمان: 33]، (17)[فاطر:3]،(18)[فاطر:5،6]،(19)[فاطر:15]،(20)[الحجرات:13].

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ انبیاء کی بعثت ہوتی ہی تب ہے جب انسان اپنے حقیقی خالق کو بھول بیٹھتا ہے اور شرک و کفر شروع کر دیتا ہے تو اللہ رب العزت فوراً اس کی پکڑ نہیں فرماتے بلکہ اسے موقع فراہم کرتے ہیں تاکہ بندہ اپنے حقیقی خالق کی طرف لوٹ آئے، کیونکہ اللہ رب العزت کی ذات سراپا رحم ہے تو اپنے بندوں سے خطاب میں بھی رحمت کی صدا بلند فرماتے ہیں کہ گمراہی چھوڑ دو! لوٹ آؤ! آخرت کا حساب سخت ہے، وغیرہ۔

ان آیات میں "اے لوگو!" کی جو صدا نظر آتی ہے اس میں حسب ترتیب چند امور یہ ہیں:

1. اطاعت کی ترغیب اور ناکامی سے بچانا۔ [سورہ البقرۃ، آیت نمبر 21][26]
2. قیامت کی سختی سے آگاہ کرنا اور اس سے بچنے کا طریقہ بتانا جو کہ تقویٰ ہے۔ [سورۃ الحج آیت: 1][27]
3. لوگوں کی طرف سے آپ ﷺ کی حیثیت پر اٹھائے گئے اعتراضات کا جواب دینا۔ [سورۃ الحج، آیت 49][28]
4. لوگوں کے سوالات کا مثالوں کی ساتھ جواب دینا کہ انہیں تشفی ہو جائے اور قیامت کے دن عذر نہ کریں کہ ہمیں کچھ معلوم ہی نہ تھا۔ جو انسان اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت میں لگے ہوئے ہیں انہیں بھی انتہائی پیار سے سمجھانا کہ جنہیں معبود بنا بیٹھے ہو وہ تو ایک مکھی تک نہیں بنا سکتے۔

[سورة الحج، آیت ٧٣] (٢٩)

5. حضرت سلیمان علیہ السلام کا اپنی امت سے خطاب [سورۃ النمل، آیت 16][30]
6. اللہ تعالیٰ کا اپنے احسانات یاد دلوانا [سورۃ الفاطر، آیت 3][31]

---

(٢٦)﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ﴾.

(٢٧)﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ﴾ .

(٢٨){ قُلْ يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا أَنَا لَكُمْ نَذِيرٌ مُبِينٌ}

(٢٩) ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ ضُرِبَ مَثَلٌ فَاسْتَمِعُوا لَهُ إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ لَنْ يَخْلُقُوا ذُبَابًا وَلَوِ اجْتَمَعُوا لَهُ وَإِنْ يَسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْئًا لَا يَسْتَنْقِذُوهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ وَالْمَطْلُوبُ﴾.

(٣٠) ﴿وَوَرِثَ سُلَيْمَانُ دَاوُودَ وَقَالَ يَاأَيُّهَا النَّاسُ عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّيْرِ وَأُوتِينَا مِنْ كُلِّ شَيْءٍ إِنَّ هَذَا لَهُوَ الْفَضْلُ الْمُبِينُ﴾.

(٣١)﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللَّهِ يَرْزُقُكُمْ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ فَأَنَّى تُؤْفَكُونَ﴾.

7. اپنے کئے گئے وعدوں کے حق اور سچ ہونے کا یقین دلانا۔ [سورۃ القمان، آیت 33][32]

8. اپنی بے نیازی کا اعلان [سورۃ الفاطر، آیت 15][33]

9. انسان کو اس کی تخلیق سے متعلق یاد دلانا [سورۃ الحجرات، آیت 13][34]

مندرجہ بالا آیات پر ایک مجموعی نظر

قرآن کریم میں ان مقامات پر انسانیت کو اس کی بندگی میں آنے کی دعوت تو ضرور دی گئی ہے، مگر کہیں بھی اے لوگو کے خطاب سے غیر مسلمانوں کو شرعی احکامات کا اہل نہیں بنایا گیا کیونکہ اہلیت کے لئے ایمان شرط ہے، اسی لئے ان گیارہ آیات میں ایمان کی دعوت تو سب کو دی گئی ہے مگر شرعی احکام اور شرعی حقوق نہیں دیئے گئے ہیں۔

(2) اس آیت کا شان نزول کیا ہے؟

"اے لوگو!" کا خطاب شان نزول کی مناسبت سے تو خاص قبیلہ ثقیف و خزاعہ وعامر ابن صعصعہ و بنی مدلج کو ہے جنہوں نے اپنے اوپر از خود وہ چیزیں حرام کی تھیں جو اللہ نے حلال کی ہیں اور کچھ وہ چیزیں حلال کی تھیں جو اللہ نے حرام کی ہیں۔ جیسا

---

(٣٢) ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمْ وَاخْشَوْا يَوْمًا لَا يَجْزِي وَالِدٌ عَنْ وَلَدِهِ وَلَا مَوْلُودٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَالِدِهِ شَيْئًا إِنَّ وَعْدَ اللهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَيَاةُ الدُّنْيَا وَلَا يَغُرَّنَّكُمْ بِاللهِ الْغَرُورُ﴾.

(٣٣) ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَى اللهِ وَاللهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ﴾.

(٣٤) ﴿يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾.

کہ مفسرین نے اس کی تفصیل میں ذکر کیا ہے، مثلاً مشرکین عرب بتوں کے نام سانڈ چھوڑ دیتے تھے پھر ان جانوروں کا گوشت کھانا یا ان سے کسی طرح کا بھی نفع اٹھانا حرام سمجھتے تھے یا کسی مخصوص کھانے پر اپنی طرف سے پابندیاں عائد کر کے اسے حرام قرار دے لیتے تھے۔ یہی صورت کسی حرام چیز کو حلال قرار دینے کی ہوتی تھی جیسے یہود نے سود کو حلال قرار دیا تھا (ابن کثیر)[35]

---

(٣٥) تفسير ابن كثير ت سلامة (٢/ ٤٦٧) *{فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا (١٦٠) وأخذهم الربا وقد نهوا عنه وأكلهم أموال الناس بالباطل وأعتدنا للكافرين منهم عذابا أليما (١٦١) لكن الراسخون في العلم منهم والمؤمنون يؤمنون بما أنزل إليك وما أنزل من قبلك والمقيمين الصلاة والمؤتون الزكاة والمؤمنون بالله واليوم الآخر أولئك سنؤتيهم أجرا عظيما (١٦٢) يخبر، تعالى، أنه بسبب ظلم اليهود بما ارتكبوه من الذنوب العظيمة، حرم عليهم طيبات كان أحلها لهم، كما قال ابن أبي حاتم: *حدثنا محمد بن عبد الله بن يزيد المقري، حدثنا سفيان بن عيينة، عن عمرو، وقال: قرأ ابن عباس: "طيبات كانت أحلت لهم".

وهذا التحريم قد يكون قدريا، بمعنى: أنه تعالى قيضهم لأن تأولوا في كتابهم، وحرفوا وبدلوا أشياء كانت حلالا لهم، فحرموها على أنفسهم، تشديدا منهم على أنفسهم وتضييقا وتنطعا. ويحتمل أن يكون شرعيا بمعنى: أنه تعالى حرم عليهم في التوراة أشياء كانت حلالا لهم قبل ذلك، كما قال تعالى: ﴿كل الطعام كان حلا لبني إسرائيل إلا ما حرم إسرائيل على نفسه من قبل أن تنزل التوراة﴾ [آل عمران: ٩٣] وقد قدمنا الكلام على هذه الآية وأن المراد: أن الجميع من الأطعمة كانت حلالا لهم، من قبل أن تنزل التوراة ما عدا ما كان حرم إسرائيل على نفسه من لحوم الإبل وألبانها. ثم إنه تعالى حرم أشياء كثيرة في التوراة، كما قال في سورة الأنعام: ﴿وعلى الذين هادوا حرمنا كل ذي ظفر ومن البقر والغنم حرمنا عليهم شحومهما إلا ما حملت ظهورهما أو الحوايا أو ما اختلط بعظم ذلك جزيناهم ببغيهم وإنا لصادقون﴾ [الأنعام: ١٤٦] أي: إنما حرمنا عليهم ذلك؛ لأنهم يستحقون ذلك بسبب بغيهم وطغيانهم ومخالفتهم رسولهم واختلافهم عليه. ولهذا قال: ﴿فبظلم من الذين هادوا

صاحب روح المعانی لکھتے ہیں:

يا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلالًا نزلت في المشركين الذين حرموا على أنفسهم البحيرة والسائبة والوصيلة والحام- كما ذكره ابن جرير وابن عباس رضي الله تعالى عنهما- وقيل: في عبد الله بن سلام وأضرابه حيث حرموا على أنفسهم لحم الإبل لما كان حراما في دين اليهود، وقيل: في قوم من ثقيف وبني عامر بن صعصعة وخزاعة وبني مدلج حيث حرموا التمر والأقط على أنفسهم.(٣٦)

یہ ہی تفسیر مندرجہ ذیل مفسرین نے کی ہے:

حرمنا عليهم طيبات أحلت لهم وبصدهم عن سبيل الله كثيرا﴾ أي: صدوا الناس وصدوا أنفسهم عن اتباع الحق. وهذه سجية لهم متصفون بها من قديم الدهر وحديثه؛ ولهذا كانوا أعداء الرسل، وقتلوا خلقا من الأنبياء، وكذبوا عيسى ومحمدا، صلوات الله وسلامه عليهما.

وقوله: {وأخذهم الربا وقد نهوا عنه} أي: أن الله قد نهاهم عن الربا فتناولوه وأخذوه، واحتالوا عليه بأنواع من الحيل وصنوف من الشبه، وأكلوا أموال الناس بالباطل. قال تعالى: {وأعتدنا للكافرين منهم عذابا أليما} *ابن كثير، عماد الدين أبو الفداء إسماعيل بن عمر البصري ثم الدمشقي (المتوفى: ٧٧٤هـ)، تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) الطبعة: الأولى - ١٤١٩ هـ،ج١ص٣٤٧،الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون - بيروت.

(٣٦)روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، (ج١ص٤٣٦).

مقاتل بن سلیمان، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن،[37] تفسیر بغوی،[38] الجامع لأحکام القرآن[39] غرائب القرآن ورغائب الفرقان[40] تفسیر روح المعانی [41] مظہری،[42]۔

(3) "يَا أَيُّهَا النَّاسُ" میں پہلا خطاب جن لوگوں سے کیا گیا، وہ لوگ کون تھے؟

جن لوگوں سے خطاب ہوا وہ لوگ قریش کے مشرکین تھے۔

وكان لهم على قوم من قريش الكشاف عن حقائق غوامض

---

(٣٧)مقاتل بن سليمان،أبو الحسن مقاتل بن سليمان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى: ١٥٠هـ) ،تفسير مقاتل بن سليمان سوره البقرةآيت: ١٦٨ ج١ص٤١ ، الطبعة: الأولى – ١٤٢٣ هـ-الناشر: دار إحياء التراث – بيروت.

(٣٨) البغوي ، أبو محمد ، الحسين بن مسعود الشافي، (المتوفى : ٥١٠هـ) ، الطبعة : الأولى، ١٤٢٠ هـ، سوره البقرةآيت: ١٦٨ (ج١ص١٩٨) الناشر : دار إحياء التراث العربي –بيروت.

(٣٩) القرطبي،أبو عبد الله محمد بن أحمد (المتوفى: ٦٧١هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ – ١٩٦٤ م، ج٢ص٢٠٧،، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة.

(٤٠) النيسابوري، نظام الدين حسن بن محمد بن حسين القمي المعروف بنظام الأعرج، (المتوفى: ٨٥٠هـ) تفسير النيسابوري = غرائب القرآن ورغائب الفرقان ، الطبعة: الأولى – ١٤١٦ هـ، ج١ص٤٤٦ الناشر: دار الكتب العلميه – بيروت.

(٤١) معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي ، (ج١ص٤٣٦).

(٤٢)المظهري، محمد ثناء الله ،التفسير المظهري،الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان.

التنزيل، تفسير النسفي (مدارك التنزيل وحقائق التأويل).[٤٣]

(4) اس آیت کا خطاب عام ہے یا خاص؟

حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا قول "البحر المحیط" نے نقل کیا ہے کہ: "اے لوگو!" یہ عام خطاب ہے ہر اس شخص کو جو اپنے اوپر ان چیزوں کو حرام قرار دیتا ہے جو اللہ رب العزت نے حرام قرار نہیں دیئے۔

قال الحسن: نزلت في كل من حرم على نفسه شيئا لم يحرمه الله عليه. (البحر المحيط في التفسير)[٤٤]، (فتحُ البيان في مقاصد القرآن)[٤٥]

(5) اس آیت میں کن امور سے متعلق احکامات نازل ہوئے؟

اس آیت کو سمجھنے کے لئے اس کے بعد کی دونوں آیات کو بھی سامنے رکھنا ہوگا تب پورا موضوع سمجھ آئے گا:

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلَالًا طَيِّبًا وَلَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُبِينٌ﴾ [البقرة: ١٦٨]

---

(٤٣) الزمخشري، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، (المتوفى: ٥٣٨هـ -الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل) (،الطبعة: الثالثة - ١٤٠٧هـ،ج١ص٣٢٢ الناشر: دار الكتاب العربي – بيروت

(٤٤) الأندلسي، أبو حيّان محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيّان، (المتوفى: ٧٤٥هـ) البحر المحيط في التفسير، الطبعة: ١٤٢٠ هـ- ج٢ص٩٩ الناشر: دار الفكر - بيروت

(٤٥) صديق حسن خان، أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن بن علي ابن لطف الله الحسيني البخاري القِنَّوجي (المتوفى: ١٣٠٧هـ)، فتح البيان في مقاصد القرآن، عام النشر: ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م-ج١ص٣٣٤، الناشر: المَكتبة العصريَّة للطبَاعة والنّشْر، صَيدَا – بَيروت.

اے لوگو جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے (شرعی) حلال پاک چیزوں کو کھاؤ (برتو) اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو فی الواقع وہ تمہارا صریح دشمن ہے۔(ترجمہ از بیان القرآن)

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا لِلّٰهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [البقرة: ١٧٢]

اے ایمان والو جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ تعالیٰ کا شکر کرو، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرتے رہو۔(بیان القرآن)

﴿إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾. [البقرة: ١٧٣]

تم پر مردہ اور (بہا ہوا) خون اور سور کا گوشت اور ہر وہ چیز جس پر اللہ کے سوا دوسروں کا نام پکارا گیا ہو حرام ہے پھر جو مجبور ہو جائے اور وہ حد سے بڑھنے والا اور زیادتی کرنے والا نہ ہو، اس پر ان کے کھانے میں کوئی پابندی نہیں، اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(بیان القرآن)(46)

سورۃ بقرہ کی آیت ﴿اَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا مِمَّا فِي الْاَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا﴾ میں دو پیغام دیے گئے:

پہلا پیغام:

اس کا مقصد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نبی ہونے کی دلیل کے طور پر اور

---

(46) حکیم الامت، اشرف علی تھانوی بن شیخ عبدالحق رحمہا اللہ (متوفی ۱۳۶۲ہجری بمطابق ۱۹۴۳ء) بیان القرآن، ناشر: مکتبہ رحمانیہ، اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، مطبع، لٹل سٹار پرنٹرز لاہور۔

بعثت کے مقاصد میں داخل ہے، وہ اس طرح کہ اہل مکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ماننے والوں میں شمار ہوتے تھے اور جب انہوں نے دینِ ابراہیمی میں شرک شروع کر دیا اور اپنے اوپر ان اشیاء کو حرام کیا جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دین میں حرام نہ تھیں تو اللہ نے اپنے سچے نبی ﷺ کے ذریعے پیغام دیا کہ اگر تم ان اشیاء کو دینِ ابراہیمی کی بنیاد بنا کر حرام قرار دیتے ہو تو جان لو تم خود کو بھی دھوکا دے رہے ہو اور اپنے ماننے والوں کو بھی، کیونکہ دینِ ابراہیمی میں ہم نے ایسا کچھ حرام نہیں کیا جو تم کر بیٹھے ہو۔

دوسرا پیغام:

مسلمانوں کے لئے حکم یہ ہے کہ خود کسی شے کو اپنے اوپر حرام قرار نہیں دے سکتے بلکہ یہ حق صرف اللہ کا ہے۔

مسئلہ: اس سے یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسلمان کے لیے اصل معیار اللہ رسول کا بتایا ہوا قانون ہے، شریعت نے جس شے کو جس حد میں رکھا ہے اسی میں رہنے کا حکم ہے، یعنی طبیعت تابع ہو گی شریعت کی، نہ کہ شریعت کو کھینچ تان کر طبیعت کا تابع بنا لیا جائے گا۔

یہ آیت حکم شرعی کی حیثیت رکھتی ہے کہ مسلمانوں! زمین میں سے ہر اس شے کو کھا سکتے ہیں جو حلال اور طیب ہو۔

مسئلہ: حکم آنے کے بعد اس پر عمل لازم، باعثِ صحت و ثواب و برکت ہے اور

عمل نہ کرنے کی صورت میں گناہ، دین ودنیا کا خسارہ اور آخرت کی ناکامی کا سبب ہے۔

اسی لئے اگلی احکامات والی آیات میں اللہ نے مستقل صرف اہل ایمان سے خطاب کیا ہے:

﴿ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُلُوا مِنْ طَيِّبَاتِ مَا رَزَقْنَاكُمْ وَاشْكُرُوا اللهِ إِنْ كُنْتُمْ إِيَّاهُ تَعْبُدُونَ﴾ [البقرة: ١٧٢]

اے ایمان والو! جو پاکیزہ روزی ہم نے تمہیں دے رکھی ہیں انہیں کھاؤ پیو اور اللہ اسی کی عبادت کرتے رہو۔

یعنی پہلا خطاب انسانیت سے ہوا اور فوراً دوسرا خطاب صرف مسلمانوں سے، اس کی آخر وجہ کیا ہے؟

اس سوال کا جواب علامہ شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ نے تفسیر عثمانی میں دیا ہے، فرماتے ہیں:

اکلِ طیبات کا حکم اُوپر گزر چکا تھا لیکن مشرکین چونکہ شیطان کی پیروی سے باز نہیں آتے اور احکام اپنی طرف سے بنا کر اللہ کے اُوپر لگاتے ہیں اور اپنے آبائی رسومِ باطلہ کو نہیں چھوڑتے اور حق بات سمجھنے کی ان میں گنجائش ہی نہیں تو اب ان سے اعراض فرما کر خاص مسلمانوں کو اکلِ طیبات کا حکم فرمایا گیا اور اپنا انعام ظاہر کر کے اداءِ شکر کا امر کیا گیا اس میں اہلِ ایمان کے مقبول اور مطیع ہونے کی جانب اور مشرکین کے مردود و معتوب و نافرمان ہونے کی طرف اشارہ ہو گیا۔[تفسیر عثمانی از شیخ

الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ ج:1،ص:145](47)

مذکورہ بالا تفسیر کی روشنی میں اللہ تعالیٰ نے غیر مسلموں کے عیوب بھی گنوائے ہیں جیسا کہ:

- شیطان کی پیروی سے باز نہیں آتے ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّبِعُوا خُطُوَاتِ الشَّيْطَانِ﴾[النور:21]
- احکام اپنی طرف سے بنا کر اللہ کے اُوپر لگاتے ہیں ﴿وَأَنْ تَقُولُوا عَلَى اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ﴾[البقرة:169]
- اپنے رسوم باطلہ آبائی کو نہیں چھوڑتے ﴿وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا عَلَيْهِ آبَاءَنَا﴾[البقرة:170]
- حق بات سمجھنے کی ان میں گنجائش ہی نہیں ﴿وَمَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا كَمَثَلِ الَّذِي يَنْعِقُ بِمَا لَا يَسْمَعُ إِلَّا دُعَاءً وَنِدَاءً صُمٌّ بُكْمٌ عُمْيٌ فَهُمْ لَا يَعْقِلُونَ﴾[البقرة:171]

مذکورہ بالا عیوب کے بیان کے بعد اللہ نے ان سے اعراض فرما کر حلال و حرام سے متعلق تمام خطابات و احکامات صرف اور صرف ایمان والوں سے کئے ہیں کیونکہ مسلمان اسے کہتے ہیں جو اللہ اور رسول کو ماننے والا ہو، لہذا اب جو اللہ کو مانتا ہے اس کی

(47) عثمانی، شبیر احمد عثمانی بن مولانا فضل الرحمٰن عثمانی رحمہما اللہ، (متوفی 1369ھ بمطابق 1949ء) تفسیر عثمانی سن اشاعت: محرم الحرام 1428ھ۔، مطبع، اطہر پریس، ناشر: دار الاشاعت کراچی۔

سنتا ہے، تو اسی سے خطاب کیا جا رہا ہے اور اس حکم پر عمل کے نتیجے میں اللہ کی رضا کے مستحق صرف وہی لوگ ٹھہریں گے جو اس کی وحدانیت کے قائل ہیں اور اس کے بھیجے ہوئے پیغمبر ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اور ان کی تعلیمات پر زندگی گزارتے ہیں۔

سمجھنے کی بات یہاں یہ ہے کہ جب اللہ نے ایک خطاب کے بعد دوسرا خطاب تک ان سے نہیں کیا تو ہم کیسے یہ حق رکھتے ہیں کہ ہم انہیں انتہائی حساس معاملے کی بھاگ ڈور دے دیں، جس کے وہ اہل ہی نہیں ہیں؟ اور مذکورہ بالا عیوب اگر کسی عام انسان میں پائے جائیں تو شاید کوئی اسے عام دنیوی ذمہ داری تک نہ دے تو ہم کیسے ایک ایسی اہم چیز کی ذمہ داری ایسے شخص کو دے سکتے ہیں جس کا تعلق ہماری آخرت کی کامیابی اور ناکامی سے ہے۔ سب سے زیادہ اہم سوال تو یہ ہے کہ ہمیں یہ حق دیا کس نے ہے؟ جس کا جواب ہے، کسی نے نہیں۔

میرے خیال میں یہ غلط فہمی اس لئے پیدا ہوگئی کہ ہم مسلمان اور غیر مسلم کی اہلیت میں فرق نہیں کر سکے، اگر ہم اسے سمجھ جائیں تو یہ غلط فہمی دور ہو سکتی ہے۔

اہلیت کی اقسام

ماہرینِ اصولِ فقہ نے اس موضوع پر تفصیلی بحث کی ہے، صاحبِ حسامی فرماتے ہیں:

> الاهلية نوعان اهلية الوجوب و اهلية الاداء، اما اهلية الوجوب فبناء علي قيام الذمة فانا الآ دمي يولد وله ذمة

صالحة للوجوب له وعليه باجماع الفقهاء بناء على العهد الماضى الخ...(حسامى ص:١٤٧) (٤٨)

مفہوم عبارت کچھ ایسا ہے کہ ،اہلیت کی دو قسمیں ہیں:

(1)اہلیتِ وجوب (2)اہلیتِ اداء

اہلیتِ وجوب کسے کہتے ہیں؟

انسان پیدا ہونے کے بعد اس بات کی صلاحیت رکھتا ہے کہ اس کے حقوق وذمہ داریوں (مالہ وماعلیہ) کا تعین کیا جاسکے اسی کو اہلیتِ وجوب کامل کہتے ہیں۔

غیر مسلم کے لئے بحیثیتِ انسان ایمان لانا واجب ہے تاکہ ایمان والوں جیسے حقوق حاصل کرسکیں، یعنی حقوق حاصل کرنے کا انحصار ایمان لانے پر ہے۔

---

(٤٨) الاخسيكيسى، محمد ابو عبد الله حسام الدين، (المتوفى:٦٤٤ه)، الحسامى بالنامى، (ص ١٤٧)، مكتبة الحنفى باهتمـام كريم بخشش.

- (أصول البزدوي، (٤/ ٢٣٧) *الأهلية ضربان أهلية وجوب وأهلية أداء --- أما أهلية الوجوب فبناء على قيام الذمة وأن الآدمي يولد وله ذمة صالحة للوجوب بإجماع الفقهاء – رحمهم الله – ...(باب بيان الأهلية) أهلية الإنسان للشيء صلاحيته لصدور ذلك الشيء وطلبه منه وهي في لسان الشرع عبارة عن صلاحيته لوجوب الحقوق المشروعة له وعليه وهي الأمانة التي أخبر الله عز وجل بحمل الإنسان إياها بقوله ﴿وحملها الإنسان﴾ [الأحزاب: ٧٢] *عبد العزيز البخاري،عبد العزيز بن أحمد بن محمد، علاء الدين البخاري الحنفي (المتوفى: ٧٣٠هـ)، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي،ج٤ص٢٣٧،دار الكتاب العلمى.
- (أصول السرخسي (٢/ ٣٣٢) *قال رضي الله عنه فهذه الأهلية نوعان أهلية الوجوب وأهلية الأداء فأما أهلية الوجوب وإن كان يدخل في فروعها تقسيم فأصلها واحد وهو الصلاحية لحكم الوجوب فمن كان فيه هذه الصلاحية كان أهلا للوجوب عليه ومن لا فلا.* السَّرْخَسيّ، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: ٤٨٣هـ)، أصول السرخسي،ج٢ص٣٣٢، الناشر: دار المعرفة – بيروت.

اہلیت اداء کسے کہتے ہیں؟

اس کا مطلب یہ ہے کہ اہلیتِ وجوب کے ساتھ ساتھ اسے بجالانے کی صلاحیت رکھتا ہو یعنی ارادہ اور اختیار رکھتا ہو۔

صاحب حسامی اسی عبارت میں ایک اور اصول بتاتے ہوئے فرماتے ہیں:

محلِ وجوب کے معدوم ہونے سے حکمِ وجوب معدوم ہو جاتا ہے۔ اسی وجہ سے غیر مسلم پر شریعت میں سے کوئی چیز واجب نہیں ہے جو طاعات ہیں؛ کیونکہ وہ آخرت کے ثواب کا اہل نہیں ہے اور اس پر ایمان لازم ہو گا، کیونکہ وہ ادائے ایمان اور ثبوت حکم ایمان کا اہل ہے۔

"ان الوجوب غير مقصود بنفسه فجاز ان يبطل لعدم حكمه وغرضه كما ينعدم لعدم محله، ولهذا لم يجب على الكافر شيئ من الشرائع التي هي الطاعات لما لم يكن اهلا لثواب الآخرة ولزمه الإيمان لما كان اهلا لادائه ووجوب حكمه."[٤٩]

خلاصہ کلام یہ ہے کہ شریعت کے احکامات کے وجوب کا مدار درجِ ذیل بنیادی چیزوں پر ہے:

(1) انسان ہونا (جانور مکلف نہیں)

(2) عاقل ہونا (مجنون مکلف نہیں)

(3) بالغ ہونا (نابالغ مکلف نہیں)

---

(٤٩) (الحسامی بالنامی، ص١٣٩).

(4)"آزاد ہونا" یعنی صاحبِ اختیار ہونا ہے، غلام بعض چیزوں میں غیر مکلف ہے۔

معلوم ہوا کہ جب انسان ایمان ہی نہیں لایا تو ایمان لانے کے بعد کے احکامات اس کی طرف متوجہ ہی نہ ہوئے، لہذا وہ اہل ہی نہ رہا، اب اگر وہ احکامات کا اہل بننا چاہتا ہے تو اسے پہلے ایمان لانا ہوگا۔ اسی بناپر غیر مسلم کو زکوۃ نہیں دی جائیگی، کیونکہ زکوۃ خالص عبادات کے باب سے ہے جس کا مقصد دنیا میں اللہ کی اطاعت کا مظاہرہ کرنا اور آخرت میں اللہ سے اس کے اجر کی امید رکھنا ہے اور غیر مسلم جب اللہ کی وحدانیت کا ہی قائل نہیں تو ثواب اور آخرت کی کامیابی اس کا مقصود ہی نہیں لہذا شریعت کے احکامات سے اس کا تعلق ہی نہیں بنتا۔

علامہ ابن حجر عسقلانی الشافعی فتح الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

"وأن الزكاة لا تدفع إلى الكافر. [٥٠]

اوپر کی گئی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ تمام انسانیت اس بات کی مکلف ہے کہ وہ:

(1) اللہ کو ایک جانے

(2) آپ ﷺ پر ایمان لائے اور

(3) آپ پر نازل کی گئی شریعت پر عمل پیرا ہو۔

اسی وجہ سے اللہ نے وحی کے ذریعہ پوری انسانیت سے اے لوگو! کے لفظ سے

---

(٥٠) ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل الشافعي (المتوفي ٨٥٢هـ) فتح الباري شرح صحيح البخاري (ج٣ص٣٦٠) الناشر: دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩.

خطاب کیا۔اس کے بعد بعض انسانوں نے اس صدا پر لبیک کہا اور بعض نے پرواہ ہی نہیں کی، لہذا انسانیت دو بنیادی اقسام میں تقسیم ہو گئی:

اللہ کی بندگی میں داخل ہونے والے، جنہیں مسلمان، اہل ایمان وغیرہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔

اللہ کی بندگی میں داخل نہ ہونے والے، جنہیں غیر مسلم، کافر، مشرک نام سے جانا جاتا ہے۔

پہلی قسم

پہلی قسم ایمان لانے والوں کی ہے، جن کی جانب اللہ کے احکامات متوجہ ہوئے کہ انہوں نے عبادت کیسے کرنی ہے، معاملات کیسے کرنے ہیں تاکہ وہ زندگی کے مقصد کو سمجھ سکیں اور دنیا وآخرت کی ان نعمتوں سے فائدہ اٹھا سکیں جن کا اللہ ورسول ﷺ نے وعدہ فرمایا ہے۔اور ان نقصانات سے بچ سکیں جس سے بچنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

دوسری قسم

دوسری قسم ایمان نہ لانے والوں کی ہے، جن کی طرف احکامات متوجہ نہیں ہوتے، کیونکہ احکامات پر عمل کا مقصد اور مکمل فائدہ تب ہی ہو سکتا ہے جب اللہ اور رسول پر ایمان لایا جائے۔

اس مسئلہ کو سمجھانے کے لیے سادہ سی مثال یوں بھی ہو سکتی ہے جو میں نے

ایک عالمی کانفرنس میں دی تھی کہ ہر ملک اپنے شہریوں کو بہتر سے بہتر سہولیات اور حقوق دینے کا وعدہ کرتا ہے، بلکہ آج کی دنیا میں تو تقریباً ہر ملک سب کو دعوت بھی دیتا ہے کہ وہ اس کے شہری بن سکتے ہیں، مگر کسی بھی ملک کے قوانین کا اطلاق ہم پر اس وقت ہوتا ہے جب ہم اس کی سرزمین میں داخل ہو جائیں اور تمام حقوق ہمیں وہ تب دیتے ہیں جب ان کی شرائط کو پورا کریں۔ جب تک ہم ان کی شرائط پر پورے نہ اتریں اس وقت تک ہم ان سے اپنے ملک میں بیٹھ کر تقاضا بھی نہیں کر سکتے کہ ہمیں بھی وہ حقوق دیئے جائیں جو آپ نے اپنے شہریوں کو دئے ہوئے ہیں، بلکہ موجودہ دور میں تو ایک اور بھی تقسیم ہو گئی ہے کہ وقتی طور پر وہاں جانے والا اگر سیاحتی ویزہ لیتا ہے تو اس کے الگ حقوق ہیں اور تجارتی ویزے والے کے الگ ہیں، مستقل وہاں قیام کرنے والے کے الگ اور کسی کو بھی اس بات پر اعتراض نہیں ہوتا کہ سیاحتی ویزے والے کو وہ حقوق کیوں نہیں جو وہاں کے شہری کو ہیں۔ لہذا وہاں کی سہولیات سے مستفید ہونے کے لئے ہمیں ایک تو وہاں جانا ہو گا، دوسرے ان کی شرائط پر عمل کرنا ہو گا، تب ہم ان کے شہری بن پائیں گے اور وہ حقوق حاصل ہو جائیں گے جو ان کے شہریوں کو ہیں۔

جب انسان اپنی چھوٹی سی سلطنت کے لئے ایسے قوانین بنانے کا حق رکھتا ہے اور سب ان کو تسلیم کرتے ہیں تو جو ذات اس جہاں کی اکیلے خالق ومالک ہے وہ تو سب سے زیادہ حق رکھتا ہے کہ جو اس کی عبادت گزاری میں آئے اسے الگ سے حقوق دے، بہ نسبت اس انسان کے جو سرے سے اس کا انکار ہی کر دے۔

غلط فہمی کی بنیادی وجہ:

یہ غلط فہمی پیدا ہونے کی بنیادی وجہ قرآن کی تفسیر اور شرعی قوانین سے ناواقفیت اور اپنی ناقص فہم و عقل کے مطابق بلا دلیل قرآن کی تفسیر کرنا ہے جو شرعًا ناجائز ہے، جیسا کہ ایسے ہی بلا دلیل قرآن کی تفسیر کرنے والوں کے بارے میں حدیث شریف میں آپ ﷺ نے فرمایا:

من قال في القرآن بغير علم، فليتبوأ مقعده من النار .(مسند احمد)(٥١)

ترجمہ: جو شخص قرآن کے معاملے میں علم کے بغیر کوئی بات کہے تو وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

مذکورہ بالا حدیث سے معلوم ہوا کہ بغیر دلیل و شرعی علم کے قرآن کی تفسیر بیان کرنا کتنا خطرناک عمل ہے جو آخرت کی ناکامی کا سبب بن سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ دنیاوی نقصانات کا بھی سبب ایسے بن سکتا ہے کہ اس قسم کے تبصروں کے نتیجے میں غیر مسلم سرٹیفکیشن باڈیز سمجھتی ہیں کہ جہاں ہم اور سروسز دے رہے ہیں وہاں حلال کی سروس بھی کیوں نہ شروع کی جائے، حالانکہ یہ خالص اسلامی احکامات کا معاملہ ہے اس میں غیر مسلم از روئے شریعت خدمات سرانجام دینے کی اہلیت ہی نہیں رکھتا۔ اس لیے پہلے سے ہی ان کی رہنمائی صحیح طور پر کی جانی چاہیے۔

(6) کیا غیر مسلم کا شعبہ حلال و حرام میں شرعاً کوئی جائز کردار ہو سکتا ہے؟

---

(٥١) ابن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني ، (المتوفى:٢٤١هـ) مسند أحمد ت شاكر، الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ - ١٩٩٥ م، رقم الحديث: ٢٦٩) ج٢ص٥٠٨،الناشر: دار الحديث – القاهرة.

اس سوال کا جواب ہے کہ ''جی ہاں'' بلکہ وہ زیادہ کا حصہ دار بن سکتا ہے۔آیئے سمجھتے ہیں وہ کس طرح؟

بنیادی اصول:

پہلے تو یہ جان لیں کہ حلال کھانااور حرام سے بچنا مسلمان صارف پر اللہ کی طرف سے فرض ہے لہذاوہ حلال غذا کا استعمال عبادت سمجھ کر کرتا ہے۔

اور حلال غذا کے حصول کے بنیادی چار حصے ہوتے ہیں:

(1)اس کا تیار کرنا(Manufacturing)

(2)اسے صارف تک پہنچانا(logistic)

(3)صارف(Consumer)

(4)شہادت الحلال(Halal certificate)

اصولی بات یہ ہے کہ پہلے تین حقوق تب قابل عمل ہو پائیں گے جب چوتھا حق استعمال ہو گا یعنی تحریری شہادت (حلال کا سرٹیفکیٹ)،اس بات کی شہادت کہ اس پروڈکٹ کے اجزائے ترکیبی حلال تھے،اس کی تیاری کے مراحل میں حرام شامل نہ تھا،اس کی ترسیل حرام سے بچاتے ہوئے کی گئی لہذا یہ پروڈکٹ حلال ہے تو غیر مسلم کو صرف اتنا کرنا ہے کہ مسلمان سرٹیفکیشن باڈی سے ان تمام مراحل کی تصدیق کروانی ہے بس، باقی حلال کا میدان اس کے لئے کھلا ہوا ہے اسی لئے:

(1)غیر مسلم حلال مینوفیکچرنگ کر سکتا ہے

(2) مسلمان سے حلال سرٹیفکیشن کرانے کے بعد غیر مسلم حلال اشیاء کی سپلائی بھی کر سکتا ہے۔

(3) غیر مسلم حلال کا صارف بھی بن سکتا ہے صرف حلال کی شہادت نہیں دے سکتا، اس سے ثابت ہوا کہ 85 فیصد حلال میں غیر مسلم حصہ دار بن سکتے ہیں صرف 15 فیصد میں نااہل ہیں لہذا، انہیں حلال مارکیٹ میں حصہ لینے کے لئے صرف سرٹیفکیشن مسلمان سے لینی ہو گی جو اصلا (شرعی شہادت ہے)۔

اسی وجہ سے پاکستان سٹینڈرڈ PS:4992:2010 بھی حلال سرٹیفکیشن باڈی کے لئے مسلمان ہونی کی شرط لگاتا ہے۔ لکھتا ہے کہ:

7.1 General

The Halal Certification Body (HCB) should be a Muslim entity and shall have profound belief in the necessity of proper supply of Halal product/service and take all relevant steps to ensure Islamic responsibility have been observed in all activities. HCB shall have the responsibility for conformity with all Islamic requirements.

Ref: ACCREDITATION CONDITIONS
FOR HALAL CERTIFICATION BODY PART11

Doc G-25/01 Part II

Issue Date: 30/01/12

Rev No: 00Page 3

یعنی حلال کا تصدیقی ادارہ مسلمان کی ملکیت ہو جو اسلام کے بنیادی اصولوں پر ایمان رکھتا ہو تاکہ ان اصولوں کے تحت خدمات سرانجام دے سکے۔ یہاں خاص بات لفظ Entity میں پوشیدہ ہے جو خود مختاری کا تقاضہ کرتی ہے۔یعنی مسلمانوں کا خود مختار ادارہ ہو، جیساکہ کیمرج ڈکشنری میں اس کی تعریف لکھی ہوئی ہے:

something that exists apart from other things, having its own independent existence:

اسی کی وضاحت PS:4992-2016 میں ان الفاظ کے ساتھ کی ہے:

The Certification Body shall be owned, managed and operated by the Muslims.

میری رائے میں لفظ Control کا بھی اضافہ اور بھی فائدہ مند رہتا، کیونکہ اصل شے اختیارات ہوتے ہیں وہ جس کے ہاتھ میں ہیں اصل وہی شمار ہوتا ہے۔

یہ لفظ Entity ان تمام غیر مسلم تصدیقی اداروں کو نااہل بنادیتا ہے جو:

(1) غیر مسلم کی ملکیت ہو اور غیر مسلم سٹاف ہو اور حلال کا سرٹیفکیٹ جاری کرے۔

(2) غیر مسلم کے مملوکہ ادارہ کی شاخ ہو یا اس کی فرنچائز ہو اور حلال کے شعبے میں مسلمان ملازمین ہوں۔

پہلی قسم تو فوری سمجھ آنے والی ہے مگر قسم دوم میں وضاحت مطلوب ہے۔

غیر مسلم کمپنی اگر کسی دوسرے ملک میں اپنا دفتر کھولنا چاہتی ہے تو اسے وہاں کے قوانین کے مطابق اچھا خاصہ سرمایہ لگانا پڑتا ہے مختلف فیسوں کی مد میں ، اس سے بچنے کے لئے دوسرا قانونی طریقہ ہے کہ یہ کمپنی وہاں کے مقامی افراد اپنی ضرورت کے مطابق تیار کرتی ہے پھر وہ مقامی لوگ اپنے ملک میں ان کے نام پر ایک کمپنی رجسٹر کرتے ہیں اور یہ بیرونی کمپنی انہیں اپنی شرائط کے ساتھ اپنا نام دے کر اپنی فرنچائز اعلان کر دیتی ہے۔

فرنچائز کی تعریف کیمبرج ڈکشنری میں یوں مذکور ہے کہ :

A right to sell a company's products in a particular area using the company's name:

اس طریقے میں خرچہ بھی بہت کم ہوتا ہے، صرف چند ہزار خرچ ہوتے ہیں اور مقصد بھی پورا ہو جاتا ہے اور وہ افراد کا گروپ جسے انہوں نے اپنی پہچان دی ہے ان کا تابع دار بھی رہتا ہے۔ جب تک وہ کمپنی ان کی شرائط پر پورا اترتی ہے یہ نام ان کے ساتھ رہتا ہے اور جیسے ہی یہ کمپنی ان کی شرائط پوری کرنی چھوڑ دیں یا کوئی ایسی غلطی کر بیٹھیں جس سے اصل کمپنی کے نام پر حرف آتا ہو تو فوری وہ اپنا نام پہچان واپس لے لیتے ہیں اور اس لوکل کمپنی کی حیثیت صفر ہو جاتی ہے۔

یعنی لوکل افراد کا گروپ ہمیشہ تابع رہتا ہے اور متبوع غیر ملکی کمپنی رہتی ہے اور شریعت کی نظر میں اختیار ، اہلیت ہمیشہ متبوع کے پاس ہوتے ہیں تابع کا کوئی اعتبار نہیں۔

ایک اور مغالطہ:

یہ بات بھی دیکھنے میں آئی کہ لوگ عام فوڈ کے معیارات جیسے ISO یا BRC اور حلال کے معیارات کو ایک جیسا سمجھتے ہیں۔ بظاہر عقل یہ ہی کہتی ہے کہ تمام دنیا کے معیارات ایک جیسے ہوتے ہیں؛ یعنی ان کا ایک نام ہوتا ہے، خاص مقصد ہوتا ہے، اور اس میں شرائط تحریر ہوتی ہیں جو کمپنی کو نافذ کرنا ہوتی ہیں اور آڈیٹر کسی بھی معیار کی ٹریننگ لے کر اس کا آڈٹ کر سکتا ہے، لیکن حقیقت اس کے بر خلاف ہے، سمجھتے ہیں وہ کیسے؟

قوانین، معیارات دو طرح کے ہوتے ہیں:

انسان اپنے تجربات کی روشنی میں ایسے قوانین، معیارات مرتب کرتا ہے جن پر اگر عمل کیا جائے تو دنیاوی معاملات سہولت کے ساتھ حل ہو جاتے ہیں۔ یعنی ان معیارات کی غرض صرف دنیا ہوتی ہے۔ جیسے ISO, Codex وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ انسانوں کی دنیا و آخرت کی بھلائی چاہتے ہوئے قوانین، معیارات اپنے سچے پیغمبروں کے ذریعے بذریعہ وحی اپنے ماننے والوں کو سکھاتے ہیں، یعنی معیارات کی غرض اللہ کی اطاعت، انسان کے دنیا کی کامیابی اور مرنے کے بعد والی زندگی کی کامیابی ہوتی ہے۔ جیسے قرآن و سنت اور حلال سٹینڈرڈز۔

اگر اتنی بات سمجھ آگئی ہے تو سمجھ لینا چاہیے کہ حلال اسٹینڈرڈز اپنے وسیع اغراض کی وجہ سے بقیہ معیارات سے بہت مختلف اور اونچا درجہ رکھتے ہیں اور اسے سیکھنے

سمجھنے کے لئے بنیادی شرط مسلمان ہونا ہے تاکہ آڈیٹر اللہ کی اطاعت سے سمجھنے کی صلاحیت رکھے، آخرت کا تصور اسے ہر طرح کی غلطی سے محفوظ رکھے۔ اسی وجہ سے حلال انڈسٹری کے لیڈر ملائیشیا نے ایک مستقل معیار (سٹینڈرڈ) بنایا ہے جس کا کوڈ ہے: MS 2300:2009

VALUE-BASED MANAGEMENT SYSTEMS REQUIREMENTS FROM AN ISLAMIC PERSPECTIVE

پوری بات کا خلاصہ:

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ اس آیت کو کسی بھی طرح غیر مسلموں کے حق میں دلیل نہیں بنایا جاسکتا بلکہ یہ ان کی بات کے الٹ دلیل ہے اور کسی بھی مفسر نے اس دعویٰ کے حق میں بات تک نہیں کی بلکہ مخالفت ہی نظر آئی۔ بلکہ مندرجہ ذیل نکات سامنے آئے:

- بغیر تحقیق قرآن وسنت بیان کرنے سے انسان خود بھی گمراہ ہو جاتا ہے اور دوسروں کی بھی گمراہی کا سبب بنتا ہے۔
- بغیر تحقیق قرآن وسنت بیان کرنا ناجائز اور باعث گناہ ہے۔
- حلال وحرام کے نظام کے نفاذ کی اہلیت صرف مسلمان میں پائی جاتی ہے۔
- حلال وحرام کا فیصلہ صرف مسلمان کر سکتا ہے۔
- کفر غیر مسلموں کو حلال وحرام کے ذمہ داریوں میں نااہل قرار دلواتا ہے۔

فقہاءِ امت کی رائے:

آخر میں مختصراً فقہاءِ امت کی غیر مسلمانوں کی حلال وحرام کے شعبے میں نااہل ہونے سے متعلق وجوہات، اقوال ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سب سے پہلے تو اکلِ حلال وحرام کے حکم کی شرعی حیثیت معلوم کرنا ہوگی، کیونکہ ساری بحث اسی نقطہ پر محمول ہے۔

حلال وحرام کا تعلق دین کے کس شعبے سے ہے:

حلال وحرام کا تعلق دیانات کے باب سے ہے۔ جیسا کہ مختلف فقہ کی مشہور کتب میں مذکور ہے:

أي من الديانات (الحل والحرمة) (العناية شرح الهداية)[٥٢]

ومن الديانات الحل والحرمة(البحر الرائق)[٥٣]

فان من الديانات الحل والحرمة(ردالمحتار)[٥٤]

فقہاءِ امت فرماتے ہیں کہ حلال وحرام کا تعلق اسلام کے سب سے نازک ترین شعبے دیانات سے ہے، جسے اردو میں دینیات بھی کہتے ہیں۔

دیانات کسے کہتے ہیں؟

دیانات اللہ اور اس کے بندے کے مابین خالص مذہبی بنیاد پر قائم ہونے والے

(٥٢)العنايه شرح الهداية، فصل في الاكل والشرب(ج١٠ص١١).

(٥٣)البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري ج٨ص٢١٣ كتاب الكراهية، فصل في الشرب.

(٥٤)رد المحتار على الدر المختار كتاب الحظر والاباحة، (ج٦ص٣٤٥) *وشرط العدالة في الديانات، فإن من الديانات الحل والحرمة كما إذا أخبر بأن هذا حلال أو حرام، وقد شرط فيها العدل والمراد به المسلم المرضي.

حقوق کو کہتے ہیں جسے حقوق اللہ بھی کہا جاتا ہے۔

(الديانات) هي التي بين العبد والرب (ردالمحتار) [٥٥]

حقوق کیا ہوتے ہیں؟

اسلام میں داخل ہونے کے بعد اسلامی احکامات ہر عاقل بالغ مرد، عورت کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں جو انہیں ان حقوق سے متعلق آگاہی فراہم کرتے ہیں جو بحیثیت مسلمان انہیں حاصل ہیں یا ان پر عمل کرنا ضروری ہیں، جنکی بنیادی تقسیم تین طرح کے حقوق سے کی جاتی ہے۔

خالص اللہ کے حقوق   خالص بندوں کے حقوق   دونوں کا مجموعہ

ہمارا موضوع حلال و حرام سے متعلق ہے اور حلال و حرام دینیات کے ابواب سے تعلق رکھتا ہے لہذا ہم صرف اسی موضوع پر گفتگو کریں گے۔

خالص اللہ کے حقوق (حقوق اللہ) کسے کہتے ہیں؟

- وہ احکامات جن کا تعلق خالص بندے اور رب کے درمیان ہو۔
- جن کے ترک کرنے میں بندے کا اختیار نہ ہو۔
- جس پر عمل کرنے سے اسے ثواب ملے اور ترک کرنے پر گناہ لکھا جائے۔
- اخروی کامیابی و ناکامی کا دارو مدار، انحصار ان احکامات پر عمل پیرا ہونے میں ہو۔

جیسا کہ:

- ایمان (اللہ کو ایک ماننا، آپ ﷺ کو اللہ کا آخری نبی ماننا، فرشتوں، جنت

(٥٥) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) كتاب الحظر والاباحة، (ج٦ ص٣٤٦).

ودوزخ، روز قیامت وغیرہ کو ماننا)

- نماز
- روزہ (سال میں رمضان کے مہینے میں روزے رکھنا)
- حج (اگر استطاعت ہو تو زندگی میں ایک بار حج کرنا)
- زکوۃ (صاحب استطاعت ہو تو سال میں ایک بار کل مال پر اڑھائی فیصد رقم نکال کر غریبوں کو دینا)

انہیں احکامات کو دینیات سے بھی تعبیر کیا جاتا ہے اور فقہاء نے حلال و حرام کو اسی قسم میں رکھا ہے جس کی بنیادی وجہ قرآن کریم میں بار بار اللہ کا ایمان والوں کو حلال کھانے اور حرام سے اجتناب کے ذکر کا پایا جانا ہے اور کئی احادیث میں واضح الفاظ میں بتادیا گیا کہ حرام پیٹ میں جانے سے بندے کی عبادت قبول نہیں ہوتی، دعاء رد ہو جاتی ہے(56) لہذا حلال کی اہمیت بالکل اس وضو جیسی ہے جس کے بغیر نماز

(٥٦) (صحيح مسلم (٢/ ٧٠٣) *عن أبي هريرة، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: " أيها الناس، إن الله طيب لا يقبل إلا طيبا، وإن الله أمر المؤمنين بما أمر به المرسلين، فقال: ﴿يا أيها الرسل كلوا من الطيبات واعملوا صالحا، إني بما تعملون عليم﴾ [المؤمنون: ٥١] وقال: ﴿يا أيها الذين آمنوا كلوا من طيبات ما رزقناكم﴾ [البقرة: ١٧٢] ثم ذكر الرجل يطيل السفر أشعث أغبر، يمد يديه إلى السماء، يا رب، يا رب، ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام، فأنى يستجاب لذلك؟.

— (المعجم الاوسط للطبراني،جلد٦، ص٣١٠) * عن ابن عباس قال: تليت هذه الآية عند رسول الله صلى الله عليه وسلم: ﴿يا أيها الناس كلوا مما في الأرض حلالا طيبا﴾ [البقرة: ١٦٨] فقام سعد بن أبي وقاص، فقال: يا رسول الله، ادع الله أن يجعلني مستجاب الدعوة، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: «يا سعد أطب مطعمك تكن مستجاب الدعوة، والذي نفس محمد بيده، إن العبد ليقذف اللقمة الحرام في جوفه ما يتقبل منه عمل أربعين يوما، وأيما عبد نبت لحمه من السحت والربا فالنار أولى

ادا نہیں ہو سکتی، اسی طرح حلال کے بنا مسلمان کی زندگی بھر کی عبادات قبول نہیں ہوتی[57] اور اخروی ناکامی کا الگ سامنا کرنا پڑے گا اسی نزاکت کو دیکھتے ہوئے شریعت نے یہ علاقہ اہل ایمان کے لئے مخصوص کر دیا ہے اور صرف ان افراد کو اس میں عمل دخل کی اجازت ہے جو ایمان لانے والے ہیں۔ اس کی نزاکت کا اندازہ اس بات سے لگا سکتے ہیں کہ دینیات کے احکامات میں کسی فاسق مسلمان کی گواہی بھی قابل قبول نہیں۔[58]

- قرآن وسنت کی تشریح صرف مسلمان ہی کر سکتا ہے۔ نماز صرف مسلمان امام پڑھا سکتا ہے۔ رمضان کا چاند دیکھنے کی گواہی صرف مسلمان کی قبول کی جائیگی۔
- (شرعی گواہی میں اگر مسلمان ہو لیکن فاسق ہو تو اس کی بھی گواہی قبول نہیں ہو گی۔
- حدود حرم میں صرف مسلمان داخل ہو سکتا ہے۔
- زکوۃ صرف مسلمان پر فرض ہے۔
- حلال وحرام کی خبر صرف مسلمان دے سکتا ہے۔

فاسق مسلمان کی گواہی قابل قبول نہیں۔[59]

به». *الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب بن مطير اللخمي الشامي، أبو القاسم الطبراني (المتوفى: ٣٦٠هـ) المعجم الأوسط، الناشر: دار الحرمين – القاهرة.

(٥٧) (مشكاة المصابيح (٢/ ٨٤٩) *وعن ابن عمر قال: من اشترى ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام لم يقبل الله له صلاة ما دام عليه ---الخ. * التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب العمري، (المتوفى: ٧٤١هـ)، مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥ ،الفصل الثاني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت.

(٥٨) (العناية شرح الهداية (٢/ ٣٢٢) *وتشترط العدالة لأن قول الفاسق في الديانات غير مقبول.

(٥٩) (الهداية في شرح بداية المبتدي(٣٦٤ / ٤) *(قال: "ويقبل في المعاملات قول الفاسق، ولا يقبل في الديانات إلا قول العدل".) (فصل في الآكل والشرب) *المَرْغِيناني، علي بن أبي

- شہادت کے بعد حلال و حرام کا فیصلہ صرف مسلمان کر سکتا ہے۔
- (فاسق مسلمان بھی یہ حق نہیں رکھتا)۔
- حلال و حرام کے معیارات وضع کرنا مسلمان کا کام ہے۔
- (فاسق مسلمان بھی یہ حق نہیں رکھتا)۔
- فاسق اسے کہتے ہیں جو علی الاعلان کسی گناہ کبیرہ میں مبتلا ہو، جیسے سودی، جواری، شرابی، قاتل، زانی۔[60]

عقلی مثالیں:

- ووٹ ڈالنے کا حق کسی بھی دنیا کے ملک میں صرف اور صرف اس کے شہریوں کو ہی ہوتا ہے۔
- دنیا کے کسی بھی مذہب کا پیشوا غیر مذہب کا نہیں ہو سکتا۔
- کسی بھی حساس یا غیر حساس ادارے میں داخلے کی آزادی صرف اس کے ملازمین کو ہوتی ہے اسی وجہ سے یہ عبارت عام پڑھی جا سکتی ہے (Only for staff)
- جو حقوق گھر کے افراد کو اپنے گھر میں حاصل ہوتے ہیں وہ مہمان کو حاصل نہیں ہوتے اسی لئے اسے لفظ ''مہمان'' کی پہچان دے کر منفرد کر دیا جاتا ہے۔

اتنی سختی کی وجہ معاملے کی حساسیت ہے جو عقل کا بھی تقاضا ہے کہ صرف اس شخص کو ان معاملات میں عمل دخل کی اجازت ہونی چاہئے جن کا وہ مکلف اور اہل ہو۔ جب تک انسان کسی حالت میں خود مبتلا نہیں ہوتا اس وقت تک اسے اس ذمہ داری کی

بكر بن عبد الجليل الفرغاني المرغيناني، أبو الحسن برهان الدين (المتوفى: ٥٩٣هـ) الهداية في شرح بداية المبتدي، الناشر: دار احياء التراث العربي – بيروت – لبنان.

(٦٠) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٤٨٣) ❋والفاسق من فعل كبيرة أو أصر على صغير.

حیثیت، اہمیت کی پرواہ نہیں ہوتی۔ جیسے ماں باپ ہی اپنی اولاد کا درد محسوس کر سکتے ہیں، اس جملے کا قطعا مطلب یہ نہیں کہ باقی انسانیت احساس سے خالی ہے، بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کی اپنی جو اولاد ہو گی اس کا درد محسوس کرنے کی صرف اسی میں صلاحیت ہو گی یعنی اس احساس کو پانے کے لئے ماں باپ بننا شرط ہے، وجہ یہ ہے کہ ان تمام اصولوں اور پابندیوں کا بنیادی مقصد ایک جیسی اہلیت رکھنے والے افراد کے مشترکہ مفادات کا تحفظ ہوتا ہے اور اسلام بھی یہی بات کرتا ہے۔

محققین حضرات اس موضوع پر فقہ مقارن(Combined Fiqh) کی روشنی میں تفصیلی بحث پڑھنے کے لئے ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ کی کتاب " حلال سرٹیفکیشن کی شرعی حیثیت" کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔

اللہ رب العزت تمام انسانوں کو اپنے حقیقی خالق کو پہچاننے کی توفیق نصیب فرمائے۔

وما علینا إلا البلاغ

حلال وحرام کے شعبے میں غیر مسلم کا ممکنہ کردار

پاکستان نیشنل ایکریڈیٹیشن کونسل (PNAC) کی جانب سے 7 ستمبر تا 9 ستمبر 2016 کو اسلام آباد میں حلال سرٹیفکیشن باڈیز کے لیے پاکستان حلال اسٹینڈرڈ PS4992: 2016 کی ٹریننگ کا انعقاد کیا گیا۔ٹریننگ کے دوران اسٹینڈرڈ کی شق 6.1.1 سامنے آئی، جس میں لکھا ہے کہ

The Halaal CB Shall be owned, managed and operated by Muslims.

یہ شق پڑھاتے ہوئے PNAC نے ٹریننگ میں موجود مفتیان کرام سے سوال کیا کہ چونکہ کل اگر PNAC کسی CB کو ایک ایسے ملک میں ایکریڈیٹیٹ کرنے جاتی ہے جہاں مسلمان CB کو حلال کے نظام وانصرام میں باامرِ مجبوری کسی غیر مسلم کو کوئی کردار دینا پڑے، تو اس کی شرعی حدود و قیود کیا ہیں؟ جن کو مد نظر رکھتے ہوئے PNAC انھیں کچھ گنجائش دے سکے۔

جس پر ہم نے وعدہ کیا کہ SANHA Pakistan اس حوالے سے جلد سا اپنی شرعی تحقیق پیش کرے گا۔

پیشِ نظر تحریر SANHA Pakistan کے شعبہ شرعی تحقیق (Sharia Research Department) کے مفتیان کرام کی جانب سے متفقہ طور پر تیاری کے بعد آپ کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے۔

حلال و حرام کے شعبے میں غیر مسلم کا ممکنہ کردار

حلال و حرام کے شعبے میں کسی غیر مسلم کو شرعاً کس حد تک کردار یا اختیار دینا جائز ہے؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے تین بنیادی باتوں کا جاننا ضروری ہے:

(1) مسئلہ حلال و حرام کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

شرعی اعتبار سے کسی چیز کی طہارت و نجاست یعنی پاکی ناپاکی (Valid external use for Muslims) یا حلت و حرمت یعنی مسئلہ حلال و حرام (Valid oral/internal use for Muslims) کا تعلق خالص حقوق اللہ سے ہے، شریعہ کے اس حصہ کو شرعی اصطلاح میں دینیات یا دیانات کہتے ہیں اور تمام علماء وفقہاء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ حلال و حرام کا تعلق بالاتفاق دینیات یا دیانات سے ہے، جس میں صرف اور صرف مسلمان ہی اہل ہے۔[61]

---

(٦١) (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ،ج :٢،ص: ٥٠٠، ٥٢٢، ٥٢٤-) * لأنها من باب الولاية وفي جعلها حجة على المسلم إثبات الولاية للكافر على المسلم،وهذا لا يجوز---لأن الكافر ليس من أهل الولاية على المسلم لأن الشرع قطع ولاية الكافر على المسلمين قال الله تعالى: ﴿ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا﴾ وقال صلى الله عليه وسلم:الإسلام يعلو ولا يعلى... لاتقبل شهادة للكافر على المسلم ...ولا ولاية للكافر فلاشهادة له عليه...'' * ترجمہ:- شہادت ولایت سے تعلق رکھتی ہے اور اس (کافر) کی شہادت کو مسلمان کے خلاف حجت بنانے میں اسے مسلمان پر ولایت دینا لازم آتا ہے جو کہ جائز نہیں.....اس لیے کہ کافر کو مسلمان پر ولایت کی اہلیت حاصل نہیں وجہ اس کی یہ ہے کہ شریعت نے کافر کی ولایت مسلمان پر ختم کردی ہے، اللہ تبارک تعالی کا فرمان ہے: اور ہر گز نہ دے گا اللہ کافروں کو مسلمانوں پر غلبہ کی راہ۔''اور نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: اسلام بلند رہتا ہے اور کوئی اس سے بلند نہیں ہو سکتا.....کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف غیر مقبول ہے کیونکہ اسے مسلمان پر ولایت حاصل نہیں ہے تو اسے مسلمان کے خلاف شہادت دینے کا حق بھی نہیں۔

(2) حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت اہمیت اور اس کی مختلف سرگرمیوں کا شرعی جائزہ:

واضح رہے کہ حلال وحرام کا تصور بنیادی طور پر قرآن وسنت یعنی اللہ ورسول کا حکم ہے جو مسلمانوں کی طرف متوجہ ہے، اور اس کے مطابق زندگی گزارنا ہر مسلمان کی اولین ذمہ داری ہے، عصر حاضر میں گلوبلائزیشن اور فوڈ انڈسٹری کی بے پناہ ترقی کی وجہ سے مسلمانوں نے اس بات کی ضرورت محسوس کی کہ شریعت کی بنیاد پر حلال سرٹیفکیشن کا ایک ایسا مضبوط و مربوط نظام قائم کیا جائے جو حلال وحرام کے مسئلہ میں مسلمان صارف کی دینی ضروریات پورا کرسکے۔

حلال سرٹیفکیشن کا وہ نظام کیا ہے؟

یہ نظام درجِ ذیل بنیادوں پر قائم ہے:

1. شعبہ اعلیٰ انتظامیہ (Top Management & Ownership)
2. شعبہ فیصلہ سازی یعنی حلال سرٹیفکیٹ کے جاری کرنے یا نہ کرنے کا شعبہ (Decision Making Committee)
3. حلال سرٹیفکیشن کی غیر جانبدار نگرانی کا شعبہ (Impartiality Committee)
4. شعبہ شرعی تحقیق وتصدیق (Sharia Department)
5. صارفین کی راہنمائی کا شعبہ (Consumer Department)
6. شعبہ فنی وسائنسی تحقیق (Technical Department)
7. شعبہ آڈٹ وانسپکشن (Audit Department)

8. شعبہ مالیات (Finance Department)

9. شعبہ ذیلی انتظامیہ (Administration)

(3) حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیوں کی شرعی حیثیت:

مذکورہ بالا نظامِ حلال کے شعبہ جات میں حلال سرٹیفکیشن کی مختلف سرگرمیاں شرعی اعتبار سے درجِ ذیل ابواب سے متعلق ہیں:

(1) خبر (ذیلی آٹھ قسمیں) (2) شہادت (دو قسمیں)

(3) قضاء (دو قسمیں) (4) ولایت (چار قسمیں)

(5) معاملات

جواب:

کسی غیر مسلم کو حلال سرٹیفکیشن میں انفرادی طور پر یا ادارتی سطح پر کوئی کردار دینا در حقیقت اسلام کے اس اہم حکم کے بارے میں خبر، شہادت، قضاء، ولایت اور معاملات میں کردار دینا ہے۔

ان میں سے پہلی چار چیزوں کا تعلق شریعہ کے خالص دینیات کے باب سے ہے ، جن کے بارے میں پوری امتِ مسلمہ کا اجماع (Consensus) ہے کہ شریعہ کے اس حصے میں کوئی بھی غیر مسلم انفرادی طور پر یا ادارتی سطح پر اہلیت نہیں رکھتا۔

اس کے ساتھ ساتھ مذکورہ بالا نظامِ حلال کے تمام شعبہ جات میں سے کسی بھی شعبہ میں سربراہ اور خود مختار حیثیت رکھنے کا اہل نہیں، البتہ پانچویں چیز ''معاملات''

کے باب میں شریعتِ اسلامیہ نے انسانی ضرورت وحاجت کی وجہ سے غیر مسلم کے اقوال وافعال کی اجازت واہلیت (Eligibility) دی ہے۔[62]

---

(٦٢) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٣٤٤،٣٤٥،٣٤٦-٣٤٦) *وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات لا في الديانات وعليه يحمل قول الكنز ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة يعني الحاصلين في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة كما توهمه الزيلعي---وتمامه فيه (و) يقبل قول الفاسق والكافر والعبد في (المعاملات) لكثرة وقوعها (كما إذا أخبر أنه وكيل فلان في بيع كذا فيجوز الشراء منه) إن غلب على الرأي صدقه كما مر وسيجيء آخر الحظر.

— درر الحكام شرح غرر الأحكام (١/ ٣١١).*قال في الكنز ويقبل قول الكافر في الحل والحرمة وقال الزيلعي هذا سهو؛ لأن الحل والحرمة من الديانات ولا يقبل قول الكافر في الديانات، وإنما يقبل في المعاملات خاصة للضرورة أقول ليس الساهي صاحب الكنز؛ لأن مراده بالحل والحرمة ما يحصل في ضمن المعاملات لا مطلق الحل والحرمة. *مُلا خسرو، محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملا - أو منلا أو المولى (المتوفى: ٨٨٥هـ)، درر الحكام شرح غرر الأحكام،الناشر: دار إحياء الكتب العربية.

— (الشرح الممتع على زاد المستقنع(١٠٦ / ١١) *لقول الله تعالى: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِنْ جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا﴾ [الحجرات: ٦]، فإذا كان هذا خبر الفاسق فخبر الكافر مردود لا يقبل.*العثيمين، محمد بن صالح بن محمد (المتوفى: ١٤٢١هـ) الشرح الممتع على زاد المستقنع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨ هـ دار النشر: دار ابن الجوزي.

— (رد المحتار)(٤٩٧ / ٤) *(قوله: نقضه) لأنه لا شهادة لكافر على مسلم.

— (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي (٢٢٤ / ٤) *ولا يجوز أن يلزم المسلم بشهادة الكافر ولهذا لا تقبل شهادته على المسلم بالإجماع كي لا يلزمه شيء يتضرر به بشهادة الكافر ولأنهم لا يجتنبون الكذب، فإن الله تعالى أخبر عنهم أنهم ينكرون. *الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي (المتوفى: ٧٤٣ هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي الطبعة: الأولى، ١٣١٣ هـ الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية - بولاق.

— (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع ج٦ص٢٨٠). *الآيات عنادا مع علمهم بأنه حق قال الله تعالى: ﴿وجحدوا بها واستيقنتها أنفسهم ظلما وعلوا﴾ [النمل: ١٤] فكان ذلك كذبا منهم،ومنها إسلام الشاهد إذا كان المشهود عليه مسلما، حتى لا تقبل شهادة

الكافر على المسلم؛ لأن الشهادة فيها معنى الولاية، وهو تنفيذ القول على الغير، ولا ولاية للكافر، فلا شهادة له عليه، وتقبل شهادة المسلم على الكافر؛ لأنه من أهل أن يثبت له الولاية على المسلم فعلى الكافر أولى)

- (حاشية العدوي على كفاية الطالب الرباني(٣٤٥ / ٢) *(و) كذا (لا) تجوز شهادة (كافر) فيما شهد به في حال كفره لا على مسلم ولا على كافر. *العدوي، أبو الحسن علي بن أحمد بن مكرم الصعيدي(المتوفى: ١١٨٩هـ) حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني، تاريخ النشر: ١٤١٤هـ – ١٩٩٤م الناشر: دار الفكر –بيروت.
- (الوسيط في المذهب٣٤٧ / ٧). *ولا تقبل شهادة كافر لا على كافر ولا على مسلم. *الغزالي، أبو حامد محمد بن محمد الغزالي الطوسي (المتوفى: ٥٠٥هـ) الوسيط في المذهب الطبعة: الأولى، ١٤١٧، الناشر: دار السلام – القاهرة.
- (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (٦/ ٢٨٣). * (قوله وقدمنا أن شرائط القاضي ثمانية) الذي قدمه تسعة، وقد نظمها السيد الحموي فقال:

شروط القضاء تسع عليك بحفظها لتحرز سبقا في طلابك للعلا

بلوغ وإسلام وعقل ومنطق فصيح به فصل الخصومة قد حلا

تولية حكما دون سمع لدعوة وحرية سمع والإبصار قد تلا

وفقدان حد القذف قد شرطوا له كما قال زين الدين في البحر مجملا

- (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)(٣٥٤ / ٥) *وحاصله: أن شروط الشهادة من الإسلام والعقل---الخ.
- (أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» (٣/ ١٩٦). *يعني أنه عد شروط القضاء اثنا عشر الأول: أن يكون القاضي مسلمًا، فلا يصحُّ كونه كافرًا، ولو طرأ عليه الكفر انعزل فوراً.*أبو بكر بن حسن بن عبد الله الكشناوي (المتوفى: ١٣٩٧ هـ) أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» الطبعة: الثانية، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان.
- (الأحكام السلطانية للماوردي (ص: ١١١). *والشرط الرابع: الإسلام لكونه شرطا في جواز الشهادة مع قول الله –سبحانه وتعالى: ﴿ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا﴾ [النساء: ١٤١]. *الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى: ٤٥٠هـ) الأحكام السلطانية، الناشر: دار الحديث – القاهرة

حلال سرٹیفکیشن کے نظام میں وہ سرگرمیاں جو غیر مسلم شرعاً انجام دے سکتا ہے:

حلال سرٹیفکیشن سسٹم میں کسی غیر مسلم کے لیے باامرِ مجبوری کسی مسلمان خود مختار سربراہ کے ماتحت درجِ ذیل خدمات انجام دینے کی گنجائش ہے:

(ا) شعبہ فنی وسائنسی تحقیق: (Technical Department)

1.1 غذائی علوم کے ماہر (Food Scientist) کی خدمات:

غذائی علوم کے ماہر (Food Scientist) کے ذمے اگر کسی مصنوع یا جزو

— (أسنى المطالب في شرح روض الطالب (٤/ ٢٧٨).*(ويشترط) فيمن يتولى القضاء (أن يكون مسلما حرا ذكرا إذا رأى مجتهدا) أي (غير مقلد) فلا يولاه كافر ولو على كفار كما سيأتي لعدم عدالته لقوله تعالى: ﴿ولن يجعل الله للكافرين على المؤمنين سبيلا﴾ [النساء: ١٤١].*الأنصاري، زكريا بن محمد بن ، زين الدين أبو يحيى السنيكي (المتوفى: ٩٢٦هـ) أسنى المطالب في شرح روض الطالِب الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ الناشر: دار الكتاب الإسلامي.

— (المحيط البرهاني في الفقه النعماني (٨/ ٩٦).*لأنه لا ولاية للكافر على المسلم، أو لأن الكافر متهم بالخيانة في حق المسلمين، دل أن اشتراط هذه الشرائط في الشهادة على موافقة.*ابن مَازَةَ، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مَازَةَ البخاري الحنفي (المتوفى: ٦١٦هـ) المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت - لبنان

— (كفاية النبيه في شرح التنبيه (١٥/ ٢٩٤) *لا ولاية للكافر على المسلم قال: ولا كافر على [مسلم]؛ لقوله تعالى: ﴿وَلَنْ يَجْعَلَ اللهُ لِلْكَافِرِينَ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ سَبِيلاً﴾ [النساء:١٤١]. ولأن في ذلك خشية أن يفتنه عن دينه؛ فلا حظ له فيه. ولأنه لا ولاية للكافر على المسلم.*ابن الرِّفْعَة، أحمد بن محمد بن علي الأنصاري، (المتوفى: ٧١٠هـ) كفاية النبيه في شرح التنبيه الطبعة: الأولى، م ٢٠٠٩ الناشر: دار الكتب العلمية.

— (وبل الغمامة في شرح عمدة الفقه لابن قدامة (٤/ ٢٦١).*ولا يقبل قول الذِّمي في كفره ولا حق له في حضانته ولا يسلم إليه لأنه لا ولاية للكافر على المسلم.*الأستاذ الدكتور/ عبد الله بن محمد بن أحمد الطيار، ولد في الزلفي عام ١٣٧٣ وَبَلُ الغَمَامَةِ في شَرْحِ عُمْدَةِ الفِقْهِ لابْنِ الطبعة: الأولى، (١٤٢٩ هـ - ١٤٣٢ هـ) الناشر: دار الوطن للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية.

ترکیبی کے بارے میں سائنسی اور فنی تحقیق ہے، تو سائنس کی روشنی میں کسی چیز کا ذریعہ حصول بتانا، یا اس کے حصول کے مختلف مراحل (Process) کے بارے میں تحقیق و معلومات جمع کرنے کا کام غیر مسلم فرد یا ادارہ کر سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا غلط بیانی کا خطرہ نہ ہو، کیونکہ یہ کام شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے۔ مگر یاد رہے کہ وہ اس تحقیق کی بنیاد پر حلال و حرام کا فیصلہ نہیں دے سکتا۔

1.2 لیبارٹری ٹیسٹنگ (Lab Testing)

لیبارٹری ٹیسٹ کی مختلف صورتیں:

1.2.1 لیب ٹیسٹ کے بعد خالص سائنسی و فنی رپورٹ تیار کر کے دینا ہو۔

1.2.2 لیب ٹیسٹ کے بعد خالص سائنسی و فنی رپورٹ کے ساتھ ساتھ اس کے حلال یا حرام ہونے کی تصدیق کر کے دینا۔

لٰہذا لیب ٹیسٹ کی پہلی صورت میں بوقتِ شدید ضرورت غیر مسلم فرد یا ادارہ بطورِ معاون خدمات سرانجام دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا غلط بیانی کا خطرہ نہ ہو، تاہم کسی بھی مرحلے پر مسلمانوں کے لیے فیصلہ سازی کی اہلیت نہیں رکھتا۔

1) شعبہ آڈٹ وانسپکشن (Audit Department)

2.1 تحفظِ غذاء (Food Safety) کے حوالے سے خدمات:

عرفِ عام میں فوڈ سیفٹی کا مطلب ہے "غذاء کا انسانی استعمال کے لیے محفوظ ہونا"، لیکن نظامِ حلال کی نظر میں صرف ظاہری انسانی صحت محفوظ ہونا کافی نہیں، بلکہ یہ نظام بدنِ انسانی کے ساتھ ساتھ انسانی روح کی حفاظت کو بھی یقینی بناتا ہے

لہٰذا فوڈ سیفٹی سے متعلق امور میں بوقتِ شدید ضرورت غیر مسلم فرد یا ادارہ بطورِ معاون خدمات سرانجام دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اوراس کی بات یا تحقیق ورپورٹ میں کسی جھوٹ یا غلط بیانی کا خطرہ نہ ہو، تاہم کسی بھی مرحلے پر مسلمانوں کے لیے فیصلہ سازی کی اہلیت نہیں رکھتا۔

2.2 تحفظِ معیار (Quality Control) کے حوالے سے خدمات:

کوالٹی کنڑول کا تعلق بھی شرعی اعتبار سے معاملات کے ساتھ ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے۔ لہٰذا کوالٹی کنڑول سے متعلق امور میں بوقتِ شدید ضرورت غیر مسلم فرد یا ادارہ بطورِ معاون خدمات سرانجام دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اوراس کی بات یا تحقیق ورپورٹ میں کسی جھوٹ یا غلط بیانی کا خطرہ نہ ہو، تاہم کسی بھی مرحلے پر مسلمانوں کے لیے فیصلہ سازی کی اہلیت نہیں رکھتا۔

2.3 سائنسی وفنی معائنہ وجانچ کاری (Technical Audit) کے حوالے سے خدمات:

ٹیکنکل آڈٹ مثلاً فوڈ سیفٹی یا کوالٹی کنڑول کا آڈٹ کرنا، اس کی رپورٹ تیار کرنا

وغیرہ بھی شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتا ہے اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے۔ لہٰذا فوڈ سیفٹی کے آڈٹ سے سے متعلق امور میں بوقتِ شدید ضرورت غیر مسلم فرد یا ادارہ بطورِ معاون خدمات سرانجام دے سکتا ہے، بشرطیکہ وہ فرد یا ادارہ اپنے فن میں ماہر ہو اور اس کی بات یا تحقیق و رپورٹ میں کسی جھوٹ یا غلط بیانی کا خطرہ نہ ہو، تاہم کسی بھی مرحلے پر مسلمانوں کے لیے فیصلہ سازی کی اہلیت نہیں رکھتا۔

2) شعبہ ذیلی انتظامیہ (Administration)

حلال و حرام کے حوالے سے کسی بھی قسم کی پالیسی اور فیصلوں کے اختیار کے علاوہ دیگر انتظامی امور چھوٹے چھوٹے کام شرعی اعتبار سے معاملات کے زمرے میں آتے ہیں اور معاملات میں کسی بااعتماد غیر مسلم کی بات قابلِ قبول ہے، مثلاً ڈرائیور، آفس بوائے، چوکیدار، مالی، سیکورٹی گارڈ، کلینر یا اس سے ملتے جلتے انتظامی کام کر سکتا ہے۔[63]

(٦٣) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)(٦ / ٣٤٥) *وأصله أن خبر الكافر مقبول بالإجماع في المعاملات.*(البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (٨/ ٢١٢).

ـــ *ولا يقبل قول الكافر في الديانات، وإنما يقبل قوله: في المعاملات خاصة للضرورة لأن خبره صحيح لصدوره عن عقل ودين يعتقد فيه حرمة الكذب والحاجة ماسة إلى قبول قوله لكثرة وقوع المعاملات.* (تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي / ٦ ١٢).

ـــ *(قوله: وإنما يقبل قوله: في المعاملات خاصة للضرورة) قلت هذا ليس بسهو،

حلال سرٹیفکیشن کے نظام میں وہ سرگرمیاں جو غیر مسلم شرعاً انجام نہیں دے سکتا:

حلال سرٹیفکیشن سسٹم میں کسی بھی غیر مسلم کے لیے درجِ ذیل خدمات انجام دینے کی شرعاً کوئی گنجائش نہیں:

1) شعبہ اعلیٰ انتظامیہ (Top Management & Ownership)
2) شعبہ فیصلہ سازی یعنی حلال سرٹیفکیٹ کے جاری کرنے یا نہ کرنے کا شعبہ (Decision Making Committee)
3) حلال سرٹیفکیشن کی غیر جانبدار نگرانی کا شعبہ (Impartiality Committee)
4) شعبہ شرعی تحقیق وتصدیق (Sharia Department)
5) صارفین کی راہنمائی کا شعبہ (Consumer Department)
6) شعبہ فنی وسائنسی تحقیق بطورِ سربراہ وفیصلہ ساز (Technical Department Head & Decision Maker)
7) شعبہ آڈٹ وانسپکشن بطورِ سربراہ (Head of Audit Department & Lead Auditor)

اہم نوٹ:

واضح رہے کہ طویل مطالعہ و تحقیق، بحث مباحثے کے بعد ہماری شریعہ ریسرچ

وهذا المقدار لا يخفى على مثل المصنف، وإنما أراد بالحل الحل الضمني وبالحرمة الحرمة الضمنية؛ لأنه أراد بهذا الكلام حاصل المسألة التي ذكرها صاحب الهداية بقوله، ومن أرسل أجيرا له مجوسيا أو خادما فاشترى لحما فقال اشتريته من يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله؛ لأن قول الكافر مقبول في المعاملات؛ لأنه خبر صحيح لصدوره عن عقل ودين يعتقد فيه حرمة الكذب والحاجة ماسة إلى قبوله لكثرة وقوع المعاملات.

ٹیم اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ حلال کے نظام میں غیر مسلم فرد یا ادارے کو بطورِ معاون جن خدمات کی گنجائش نظر آئی ہے وہ ان خدمات کے لیے کسی مسلمان کی عدمِ دستیابی، اضطرار اور شدید مجبوری کے وقت ہے۔

چونکہ حلال سرٹیفکیشن کی ضرورت پیش ہی اس وقت آئی جب غیر مسلموں نے کھانے پینے کی انڈسٹری میں ایسا انقلاب برپا کیا جو کہ حلال و حرام، پاک وناپاک کے معیارات سے آزاد تھا جس نے مسلمان صارف کو انتہائی غیر محفوظ کر دیا اور اس کا بازار سے اعتماد اٹھ گیا، اسی اعتماد کی بحالی کے لیے حلال سرٹیفکیشن کا نظام قائم کیا گیا تاکہ گلوبلائزیشن اور فوڈ سائنس کی ترقی سے اپنی حدود و قیود کے ساتھ فائدہ اٹھایا جا سکے، لہٰذا جو چیز یعنی غیر مسلم کا کردار اس نظام کے قیام کی وجہ بنی، وہی سبب اس نظام کے اعتماد (Credibility) لیے سب سے بڑا خطرہ (Threat) بھی ہے۔

حلال سرٹیفکیشن کے نظام کے بارے میں مذکورہ بالا رائے کی اصولی تائید پاکستان کے مقتدر دار الافتاؤں سے جاری شدہ فتاویٰ میں بھی کی گئی ہے۔

نیز اس موضوع پر تفصیلی شرعی و عقلی دلائل ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ صاحب کی کتاب **"حلال سرٹیفکیشن شریعت کی روشنی میں"** کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے جس میں کم و بیش 400 سے زائد کتابوں اور ان میں مذکور دلائل کی روشنی میں تفصیل سے بحث کی گئی ہے۔

تیسرا باب

حلال معیارات سے متعلق مقالات

- مشترکہ حلال معیارات (امکانی جائزہ) (مفتی یوسف عبدالرزاق)
- حلال معیار سازی کے شرعی اصول (مفتی یوسف عبدالرزاق)

مشترکہ حلال معیارات

(امکانی جائزہ)

گزشتہ دس سال حلال انڈسٹری کے لئے بہت اہم رہے ہیں کیونکہ غیر مسلم ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کو حلال سرٹیفکیشن اور حلال سرٹیفائڈ پروڈکٹس کی ضرورت تھی اور اس کی اہمیت کو مسلمان ریاستوں نے محسوس کرنا شروع کیا اور کم و بیش ہر مسلمان ملک نے اس شعبہ پر توجہ دینا شروع کر دی، حلال معیارات بنائے، ملکی سطح پر حلال پالیسیاں بنائیں اور اس کا نفاذ کیا۔

مجھے یاد ہے غالباً 2007ء میں پہلی بار حکومت پاکستان نے حلال پر ایک سیمینار منعقد کروایا تھا جس میں چیف گیسٹ مولانا مفتی سعید نو لکھی صاحب حفظہ اللہ تھے جنہیں ساؤتھ افریقہ سے بلایا گیا تھا۔ آج 2016ء میں نہ صرف پاکستان اپنے حلال معیارات تیار کر چکا ہے بلکہ ایک مستقل ادارہ "پاکستان حلال اتھارٹی" کا باقاعدہ قیام کر رہا ہے۔

عرب ممالک نے کوئی پانچ سال ہوئے اس شعبہ پر باضابطہ توجہ دینا شروع کی، اسی کے نتیجہ میں او آئی سی نے بھی ایک کمیٹی تشکیل دی جو حلال معیارات بنانے کا کام کر رہی ہے۔

ملائیشیا پہلا اسلامی ملک ہے جو حلال انڈسٹری کا فاؤنڈر (بانی) شمار ہوتا ہے۔

بحیثیت اسلامی ریاست سب سے پہلے اس نے حلال کا ادراک کیا اور اس حوالے سے مکمل نظام مرتب کیا۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا کہ اسلامی ریاستوں کے جتنے حلال معیارات اس وقت موجود ہیں ان سب کی بنیاد ملائیشین حلال معیار ہی ہے۔

اسی طرح تھائی لینڈ کے مسلمانوں نے بھی قانوناً اپنے حلال معیارات سن ۱۹۴۸ میں مقرر کئے حالانکہ تھائی لینڈ مسلمان ملک نہیں ہے، لیکن یہ بات تھائی حکومت کے لئے قابل تعریف ہے جنہوں نے مسلمانوں کی ضرورت کو محسوس کیا اور انہیں قانونی حقوق فراہم کئے۔

حلال و حرام کا تصور چونکہ اسلام نے دیا ہے اسی لئے یہ ایک خالص مذہبی عبادت شمار ہوتا ہے، لہذا حلال کے معیارات شریعت کی بنیاد پر بنائے گئے اور ہر ملک نے اپنی ضروریات کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے ہاں رائج فقہ کی روشنی میں معیارات مرتب کئے۔

اب کچھ عرصہ سے ایک نئی بحث نے جنم لیا کہ حلال کے مختلف معیارات کا ہونا ایک نیا چیلنج ہے، یہ کاروبار کی راہ میں رکاوٹ بن رہا ہے، اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟ اس کا کیا حل نکالا جائے تاکہ اسلامی دنیا کا ایک متفقہ معیار مرتب کیا جاسکے، جس کی وجہ سے تجارت میں موجودہ رکاوٹوں کو دور کیا جاسکے؟ اس سوال کا گہرا تعلق چونکہ شریعت سے ہے اور میں گزشتہ پانچ سال سے پاکستان سٹینڈرڈ کوالٹی کنڑول کی حلال ٹیکنکل کمیٹی کا ممبر بھی ہوں لہذا اس موضوع پر کچھ لکھنے کی کوشش کی ہے۔ اللہ رب العزت اس میں خیر و برکت ڈالے اور قبول فرمائے۔ (آمین)

حلال معیارات کی تاریخ

حلال معیارات کی بنیاد چودہ سو سال پہلے قرآن و سنت کے ذریعے ڈالی گئی، حلال کھانا اور حرام سے بچنا اللہ کا حکم ہے جسے بجالانا ہر مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے کہ وہ حلال غذا کھائے اور حرام غذاؤں سے بچے۔

حلال غذاؤں سے متعلق قرآن کریم میں کم و بیش سات آیات ہیں جن میں حلال و حرام کے معیارات بتلائے گئے ہیں اور حدیث شریف ان اصولوں کی اہمیت اور وضاحت بیان کرتی ہے۔

قرآن و سنت کے فہم اور اس کے منضبط شکل کا نام فقہ اسلامی ہے، جس نظام کو آج ہم حلال سرٹیفکیشن یا اکریڈیشن کے نام سے جانتے ہیں اس کے تمام اصول فقہ اسلامی بہت پہلے قرآن و سنت کی روشنی میں مرتب کر چکی ہے۔

کیا تمام حلال معیارات ایک ہو سکتے ہیں جو اجتماعیت کی نمائندگی کر رہے ہوں؟

اس سوال پر غور کرنے سے پہلے ہم اجتماعیت کو سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں:

اجتماعیت کہتے ہیں ایک جگہ، ایک سوچ پر سب کا جمع ہونا۔اس سے یہ بات بھی سامنے آتی ہے کہ سوچ کے جمع ہونے کا مطلب ہر گز یہ نہیں کہ ہر ایک اپنی پہچان کھو بیٹھے بلکہ اس لفظ میں ایک دوسرے کے نظریات، افکار کا تحفظ برقرار رکھنے پر جمع ہونے کا مفہوم نظر آتا ہے۔ قدرت بھی یہ تقاضہ کرتی ہے، اسی وجہ سے دنیا میں ہر انسان کی شکل دوسرے سے مختلف ہے، ہر گھر محلہ کا اپنا مزاج ہے، ہر ریاست کے

اپنے قوانین ہیں جو ضروری نہیں اس کے پڑوسی ملک کے بھی ہوں، لیکن دنیا کی رفتار میں یہ چیزیں رکاوٹ نہیں بلکہ یہ کہنا بھی مشکل نہیں کہ یہی اس دنیا کا حسن ہے۔ اسی وجہ سے آئی ایس او (ISO)، بی آر سی (BRC) کا متبادل نہیں ہے حالانکہ دونوں معیارات پروڈکٹ کوالٹی ہی کو یقینی بنانے میں مددگار ہوتے ہیں، کیا پوری دنیا کے کسٹم رولز ایک جیسے ہیں؟ امپورٹ پالیسیاں ایک جیسی ہیں؟ مارکیٹ ایک جیسی ہے؟ ماحول ایک جیسا ہے؟ قطعاً نہیں! ہر ملک کے اپنے قوانین ہیں اور جس نے بھی اس ملک کے ساتھ تجارت کرنی ہے اسے ان قوانین کے مطابق پروڈکٹ تیار کرنا ہوگی تب وہ اس ملک سے تجارت کر سکتا ہے۔ اسی طرح حلال کے معیارات کی بھی ہیں جسے ہر اسلامی ملک یا مسلمانوں نے اپنے حالات، ثقافت، مزاج اور سب سے بڑھ کر اپنی فقہ کی روشنی میں مرتب کیا ہے لہذا پوری دنیا کے لئے صرف ایک حلال کا معیار مقرر کرنا مجھے خلاف فطرت امر نظر آتا ہے۔

متفقہ حلال معیار کے بننے میں رکاوٹیں کیا ہیں:

میری نظر سے ملائیشیا، تھائی لینڈ، پاکستان، دبئی، سمیک (SMIIC) کے معیارات گزرے ہیں جو کم و بیش 95 فیصد ایک جیسے ہیں، جس پر ایک اور تفصیلی مضمون لکھنے کا ارادہ ہے ان شاءاللہ۔

یاد رہے کہ حلال معیارات دو حصوں پر مشتمل ہوتے ہیں:

ایک شریعہ

دوسرا منیجمنٹ سسٹم

حلال کے معیارات میں منیجمنٹ سسٹم کے الفاظ ایک جیسے نہیں ہیں لیکن مفہوم سب کا ایک ہی ہے، اسی طرح شریعہ کے بنیادی اصول سب میں مشترک ہیں بس فرق ترجیحات میں نظر آتا ہے مثلا:

ذبیحہ سے پہلے کرنٹ (Stunning) لگانے کی اجازت کوئی بھی حلال سٹینڈرڈ خوشی سے نہیں دیتا لیکن پاکستان کا سٹینڈرڈ (Stunning) کو سختی سے منع کرتا ہے بلکہ یہاں تک کہتا ہے کہ سٹنڈ (Stunned) جانور کا گوشت تک اس ملک میں امپورٹ نہیں کیا جاسکتا۔

اب جن ملکوں نے اس کی گنجائش دی ہے، تحقیق سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کی اپنی کچھ ریاستی مجبوریاں ہیں، وہ مجبور ہیں کہ دنیا بھر سے گوشت امپورٹ کریں کیونکہ ان کے پاس لائیو سٹاک یا تو بالکل نہیں یا نا کافی ہے لہذا انہوں نے ملکی ضروریات پوری کرنے کے لئے مجبوراً اس کی اجازت دی ہے جیسے:

ملائیشین معیار:

MS 1500:2009

3.5.2.3 **Stunning is not recommended**. However, if stunning is to be carried out the conditions specified in Annex A shall be complied.

سمیک کا معیار:

(OIC) GENERAL GUIDELINES ON HALAL FOOD

5.2.5 Stunning

a) All forms of stunning and concussion (loss of consciousness) shall be prohibited. However when the use of the electric shock becomes necessary and expedient (such as calming down or resisting violence by the animal), the allowed period and the electric current value for stunning shall be in accordance with Annex A of this standard.

دبئی کا معیار:

UAE.S 993 :2015

4.5 Slaughtering Practice Requirements

4.5.1 Stunning and Unconsciousness

In general, all forms of stunning and unconsciousness of animals are **disliked**.

تھائی لینڈ کا معیار:

THS 1435-5-2557

4.5 slaughtering

4.5.2 its is to stun animal prior to slaughtering unless is necessary and in accordance to Islamic law.

اس کے مقابلے میں پاکستان جو 96 فیصد مسلمانوں کا ملک ہے اور لائیو سٹاک میں خود کفیل بھی ہے بلکہ گوشت اکسپورٹ کرتا ہے لہذا اس نے شریعت کا سب سے اعلیٰ ضابطہ لیا اور اس تکلیف دہ امر (**Stunning**) کو منع کر دیا جیسے:- PS:3733-2016

4.2.6 **Stunning**

All forms of stunning and concussion (loss of consciousness) shall be **prohibited** for both birds and animals. Meat **imported** from other countries shall also meet this requirement.

پاکستان کے اس سخت موقف سے پاکستان کی معیشت کو قطعاً نقصان نہیں کیونکہ وہ تو لائیو اسٹاک کے معاملے میں خود کفیل ہے، اور اس کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے امپورٹ کا راستہ بند ہو گا اور اکسپورٹ بڑھے گی۔

اب یہاں سمجھنا یہ ہے کہ سٹینڈرڈ میں فرق کہاں آیا؟

تمام حلال کے معیارات اس بات پر متفق ہیں کہ سٹننگ (**Stunning**) کوئی

پسندیدہ عمل نہیں لہذا، اس نقطہ پر تو تمام معیارات متفق ہیں، لیکن اجازت کے معاملے میں معیارات میں فرق آگیا جن کی مجبوریاں تھیں انہوں نے سخت شرائط کے ساتھ اجازت دے دی اور پاکستان اس معاملہ میں خود کفیل ہے لہذا، اس نے اس رعایت کو اختیار نہیں کیا بلکہ جو حکم سب سے بہتر تھا اسے اختیار کر لیا۔

یہاں ایک شرعی نقطہ سمجھنا بہت ضروری ہے۔

ایک ہے عمل اور ایک ہے اس کے نتیجہ سے پیدا ہونے والی چیز کا حکم، یہ دو الگ چیزیں ہیں۔

پہلی صورت:

اسلام نے ذبیحہ کا مستقل طریقہ خود بیان کیا ہے جس میں ذبح سے پہلے جانور کو کسی بھی قسم کی تکلیف دینے سے منع کیا ہے، مثلاً:

1. چھری کو جانور کے سامنے تیز کرنا[64]

---

(٦٤) (شعب الإيمان جلد١٣ص٤١٩) *أخبرنا أبو سعد الماليني، ثنا أبو أحمد بن عدي الحافظ، ثنا محمد بن جعفر الطالقاني، ثنا عقيل، عن ابن شهاب، عن سالم بن عبد الله، عن أبيه: " أن رسول الله صلى الله عليه وسلم أمر بحد الشفار، وأن يواري عن البهائم، وإذا ذبح أحدكم، فليجهز.(سالم بن عبداللہ بن عمر اپنے والد سے نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھری کی دھار کو تیز کرنے اور جانوروں سے چھپانے کا حکم دیا ہے۔ پھر فرمایا: جب تم میں سے کوئی ذبح کرے تو اس کی تیاری کرے۔).*البيهقي،أبو بكر أحمد بن الحسين،(٣٨٤-٤٥٨هـ) شعب الإيمان،الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م،رقم الحديث: ١٠٥٦٣،جلد١٣ص-٤١٩،باب فى رحم الصغير وتوقيير الكبير ،الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند٤١٩.

— (السنن الكبرى للبيهقي (٩/ ٤٧١)رقم الحديث:١٩١٤١).*عن ابن عباس رضي الله عنهما

قال: قام رسول الله صلى الله عليه وسلم على رجل واضع رجله على صفحة شاة وهو يحد شفرته وهي تلحظ إليه ببصرها فقال: " أفلا قبل هذا؟ أتريد أن تميتها موتا ". تابعه حماد بن زيد عن عاصم وقال: " أتريد أن تميتها موتات ". ورواه معمر عن عاصم فأرسله لم يذكر فيه ابن عباس.(*حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک ایسے شخص کے پاس سے گزرے جو بکری کی گردن پر اپنا پاؤں رکھ کر اس کے سامنے چھری کو تیز کر رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس سے پہلے یہ کام کیوں نہ کیا؟ کیا تم ذبح سے پہلے اس کو مارنا چاہتے ہو۔ حماد بن زید عاصم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا تو دو مرتبہ اس کو مارے گا؟*)

- الموسوعة الفقهية الكويتية (٢١/ ١٩٧).*إحداد الشفرة قبل إضجاع الشاة ونحوها، صرح بذلك الحنفية والمالكية والشافعية (١) واتفقوا على كراهة أن يحد الذابح الشفرة بين يدي الذبيحة، وهي مهيأة للذبح لما أخرجه الحاكم عن ابن عباس - رضي الله عنهما - أن رجلا أضجع شاة يريد أن يذبحها وهو يحد شفرته، فقال له النبي صلى الله عليه وسلم: أتريد أن تميتها موتات؟ هلا حددت شفرتك قبل أن تضجعها. (٢).
- (السنن الكبرى للبيهقي (٩/ ٤٧١).*أخبرنا أبو مصعب، قال: حدثنا مالك، عن هشام، عن عاصم بن عبيد الله بن عاصم بن عمر بن الخطاب، أن رجلا أحد شفرة، وقد أخذ شاة ليذبحها، فضربه عمر بالدرة، وقال: أتعذب الروح، ألا فعلت هذا قبل أن تأخذها.(*عاصم بن عبید اللہ بن عاصم بن عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے بکری کو ذبح کرنے کے لیے پکڑا اور ساتھ ہی چھری تیز کرنے لگا تو حضرت عمرؓ نے اس کو کوڑے مارے اور فرمایا: کیا تو روح کو عذاب دیتا ہے، تو نے اس کو پکڑنے سے پہلے ہی یہ کام کیوں نہ کر لیا؟*).
- (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ٦٠).*ويكره أن يضجعها ويحد الشفرة بين يديها.
- (العناية شرح الهداية (٩/ ٤٩٦).*ويكره أن يضجعها ثم يحد الشفرة لما روي عن النبي - عليه الصلاة والسلام - «أنه رأى رجلا أضجع شاة وهو يحد شفرته فقال: لقد أردت أن تميتها موتات، هلا حددتها قبل أن تضجعها.*البابرتي، ابو عبد الله محمد بن محمد الرومي، (المتوفى: ٧٨٦هـ)، العناية شرح الهداية، كتاب الكراهية، باب الأكل والشرب، دار الفكر.
- (الإرشاد إلى سبيل الرشاد (ص: ٣٧٩).*وتوجه الذبيحة إلى القبلة. ولو انحرف عنها قليلا أساء وأكلت. وتوارى السكين عنها ولا يُظهرها إلا عند الذبح. كذلك أمرنا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن نواري الشفرة. ولا يحد الشفرة وهي تنظر إليه.

2. بغیر دھار والی چھری کا استعمال کرنا[65]
3. ایک جانور کے سامنے دوسرے جانور کو ذبح کرنا[66]
4. ذبح شدہ جانور کے خون پر زندہ جانور کو لٹا کر ذبح کرنا
5. جانور کو لٹانے کے بعد ذبح میں تاخیر کرنا
6. ذبح کرنے کے بعد جانور کی جان نکلنے سے پہلے اس کی گردن الگ کرنا[67]
7. ذبح کرنے کے بعد جانور کی سانس نکلنے سے پہلے اسکی کھال اتارنا
8. قبلہ رخ نہ کرنا[68]

مذکورہ بالا تمام صورتوں میں چونکہ جانور کو اضافی تکلیف ہو رہی ہوتی ہے لہذا اسلام ان تمام امور کو مکروہ شمار کرتا ہے۔ لیکن یاد رہے اگر ان میں سے کوئی ایک عمل پایا گیا تو جانور حرام نہیں ہوگا اور نہ ہی اس کے گوشت کے حلال ہونے پر کوئی اثر ہوگا۔

---

*محمد الهاشِمي، محمد بن أحمد، (المتوفى: ٤٢٨هـ)، الإرشاد إلى سبيل الرشاد، ص:٣٣٩،باب الذبائح، الناشر: مؤسسة الرسالة.

(٦٥) (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع،ج٥ص٦٠).*ويكره بغير الحديد وبالكليل من الحديد؛ لأن السنة في ذبح الحيوان ما كان أسهل على الحيوان وأقرب إلى راحته.

(٦٦)روضة الطالبين وعمدة المفتين (٣/ ٢٠٧).*ولا يحد الشفرة قبالتها، ولا يذبح بعضها قبالة بعض. *النووي ،أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: ٦٧٦هـ) روضة الطالبين وعمدة المفتين، الطبعة: الثالثة، ١٤١٢هـ / ١٩٩١م، جلد٣ص ٢٠٧، فصل في سنن الذبح وآدابه الناشر: المكتب الإسلامي، بيروت- دمشق- عمان.

(٦٧) (الدر المختار / كتاب الذبائح ٩/ ٤٢٧).*وكره كل تعذيب بلا فائدةٍ مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد أي تسكن عن الاضطراب.

(٦٨) مصنف عبد الرزاق الصنعاني (٤/ ٤٨٩).* قال: أخبرنا معمر، عن أيوب، عن نافع، أن ابن عمر: «كان يكره أن يأكل ذبيحة ذبحه لغير القبلة».

— البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري: (٨/ ١٩٤) * "ويكره أن يذبحها موجهةً لغير القبلة؛ لمخالفة السنة في توجيهها للقبلة وتؤكل.

دوسری صورت:

کوئی خاص مجبوری ہو تو ایسی صورت میں حسب مجبوری اسلام اجازت دیتا ہے لیکن سخت شرائط کے ساتھ۔

کیونکہ دونوں صورتوں کا نتیجہ ایک جیسا ہے وہ ہے جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کرنا اور اس کی منجملہ شرائط میں جانور کا زندہ رہنا بہت ہی بنیادی شرط ہے۔

گوشت دونوں صورتوں میں حلال ہی ہے بس فرق ذبح سے پہلے جانور کو تکلیف دینے یا نہ دینے میں ہے، آیا ایسی صورت میں اگر ہم معیار کو ایک کرنا چاہیں تو خود فیصلہ کریں کہ کس معیار کو باقی رکھا جائے؟ ایک بیس کروڑ آبادی والے خود مختار ملک کو سٹنگ کی اجازت دینے پر امادہ کریں یا باقی ۵۶ ممالک کو سٹننگ کو بند کرنے کا مشورہ دیں؟

تمام مسائل کا حل کیا ہے؟

اس کا حل بہت ہی آسان سا ہے، ایک دوسرے کو عزت واحترام دینا۔ ایکسپورٹر ملک امپورٹر ملک کے معیارات کو سامنے رکھتے ہوئے چیز تیار کرے یعنی، پاکستان سے صرف وہ سرکہ ملائیشیا ایکسپورٹ کرے جو شراب سے خود بہ خود بنا ہو یا مصنوعی ہو، اور ملائیشیا پاکستان کو وہ کینڈیز ایکسپورٹ کرے جس میں ای ۱۲۰ رنگ نہ پایا جاتا ہو، اگر اس کا دھیان رکھا جائے تو رکاوٹ کہاں آئی؟ پاکستان سٹینڈرڈ سوائے مچھلی کے کسی اور پانی کے جانور کے کھانے کی اجازت نہیں دیتا تو انڈونیشیا اپنی مچھلی

ہمیں ایکسپورٹ کرے اور ہم سے باقی سمندری حیات امپورٹ کرلے، اگر برازیل پاکستان کو مرغی ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے اور وہ پلانٹ کسی ایسے حلال سسٹم پر ہے جو سٹننگ یا مشینی ذبیحہ کی اجازت دیتا ہے تو وہ مشینی ذبیحہ اور سٹننگ فری ایریا قائم کرے اور بھرپور تجارت کرے، جس طرح پاکستانی تاجر گارمنٹس ایکسپورٹ کرنے کے لئے یورپی یونین کی شرائط پوری کرتا ہے۔ اگر کوئی ملک پاکستان کو فوڈ کلر ایکسپورٹ کرنا چاہتا ہے تو وہ سوائے ای ۱۲۰ کے تمام رنگ ایکسپورٹ کرے۔ ان ساری مثالوں میں تو تجارت کا ایک بیلنس نظر آتا ہے بنسبت اس کے کہ سب ملکوں کو مشترکہ حلال معیار کے تحت سب کچھ اکسپورٹ کرنے کی اجازت دے دی جائے۔

لہذا میرے خیال میں پہلا قدم ہمیشہ اس طرف اٹھانا چاہئے جو ممکن ہو، یہ کوئی عقل مندی نہیں کہ ایک ناممکن کو ممکن کرنے کے لئے جو ممکن ہے وہ بھی نہ کیا جائے۔

از:

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا

پاکستان

جمعہ، 02دسمبر، 2016

حلال معیار سازی کے شرعی اصول

Sharia Principles for Halaal Standardization

حلال و حرام کے معیارات جو اس وقت ملکی اور عالمی سطح پر تیار کئے جا چکے ہیں یا تیار کئے جا رہے ہیں، ایک مفتی، حلال سرٹیفکیشن ادارے کے ایک ذمہ دار، گزشتہ چھ سال سے پاکستان کی حلال ٹیکنکل کمیٹی کا ممبر ہونے اور معیارات کی ترتیب، نفاذ اور اس کے نتائج کے حصول سمیت مختلف مراحل کا شاہد ہونے کی حیثیت سے ایک طالب علمانہ جائزہ پیش کرنا چاہتا ہوں، مقصد یہ ہے کہ شاید معیارات بنانے والے ادارے اس سے فائدہ حاصل کر سکیں اور اس طرح حلال معیارات کے مطلوبہ مقاصد حاصل کیے جا سکیں۔

معیار بنانے کے بنیادی اصول

دنیا کا کوئی بھی معیار بنانے سے پہلے چند بنیادی باتوں کا لحاظ رکھنا ضروری ہوتا ہے مثلا:

1. اس معیار کی ضرورت کیوں ہے؟
2. یہ معیار کس کے لئے بنایا جارہا ہے؟
3. اس معیار کے مقاصد (Objectives) کیا ہیں؟
4. اس معیار کا دائرہ کار (Scope) کیا ہے؟

5. یہ معیار کن بنیادوں (Principles) پر بنایا جائے گا؟
6. اسے کون لوگ بنائیں گے ؟

انسانی معاشرے کی بہتری کے لئے دنیا کا کوئی بھی معیار دیکھ لیں وہ ان تمام باتوں کا خیال رکھتے ہوئے مرتب کیا جاتا ہے۔ لیکن حلال کا معیار بنانے کے لئے ذمہ داری اور بڑھ جاتی ہے، کیونکہ حلال کے علاوہ دیگر معیارات کا دائرہ کار (Scope) عموماً انسان کی دنیاوی زندگی تک محدود ہوتا ہے جبکہ حلال کے معیار کا دائرہ کار دنیا اور آخرت دونوں کو شامل ہوتا ہے لہذا حلال معیارات مرتب کرنے کے لئے ہمیں سب سے پہلے مذکورہ بالا چھ سوالوں کا جواب سمجھنا ضروری ہے۔

حلال کے معیار کی ضرورت کیوں ہے ؟

اس کے لئے سب سے پہلے لفظ حلال کا مفہوم جاننا ضروری ہے۔ جس کی بنیاد پر عالمی سطح پر حلال کے معیارات تیار کئے جاتے ہیں۔

حلال کیا ہے ؟

لفظ" حلال " عربی زبان کا لفظ ہے جس کے لغوی معنی ہیں " گرہ کھولنا[69] اور شرعی معنی ہیں "اجازت ملنا"[70] قرآن کریم میں اس لفظ کا استعمال مختلف مقامات پر

(٦٩) (المفردات في غريب القرآن، ص ٢٥١).* أصل الحل: حل العقدة، ومنه قوله عز وجل: واحلل عقدة من لساني.*الراغب الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد (المتوفى: ٥٠٢هـ)، المفردات في غريب القرآن، ص ٢٥١،الطبعة: الأولى - ١٤١٢ هـ، الناشر: دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت.

(٧٠) (المفردات في غريب القرآن (ص: ٢٥١).*حل الشيء حلالا، قال الله تعالى: ﴿وكلوا مما

اجازت دینے کے لئے ہوا ہے جیسے:

میاں بیوی کے رشتہ میں یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

﴿أُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَائِكُمْ هُنَّ لِبَاسٌ لَكُمْ وَأَنْتُمْ لِبَاسٌ﴾. [البقرة: ١٨٧]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی تم سے گناہ کو دھو دیا۔ سو اب ان سے ملو ملاؤ۔ (بیان القرآن)

کاروباری معاملات میں بھی یہ لفظ استعمال ہوا ہے۔

﴿وَأَحَلَّ اللهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا﴾. [البقرة: ٢٧٥]

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے بیع کو حلال فرمایا ہے اور سود کو حرام کر دیا ہے۔ (بیان القرآن)

اسی لفظ سے انسانی غذاؤں کی بھی حدود و قیود متعارف کروائی گئی ہیں جیسا کہ:

﴿وَكُلُوا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللهُ حَلالًا طَيِّباً﴾ [المائدة/ ٨٨]

ترجمہ: اور خدا تعالیٰ نے جو چیزیں تم کو دی ہیں ان میں سے حلال مرغوب چیزیں کھاؤ۔ (بیان القرآن)

اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے اس لئے انسانی ضروریات کے ہر موضوع پر گفتگو کرتا ہے اور زندگی کے ایک ایک شعبہ کو گزارنے کا معیار بھی بتاتا ہے، لہذا حلال غذاؤں کے معیارات اور اصول کی تیاری شریعت اسلامیہ کا حق ہے جو صرف اسلامی اصولوں کی روشنی میں ہی بن سکتا ہے اور اگر حلال کا معیار بناتے وقت اسلامی اصول

رزقكم الله حلالا طيبا﴾ [المائدة: ٨٨] ، *وقال تعالى: ﴿هذا حلال وهذا حرام﴾ [النحل: ١١٦].

وضوابط کا خیال نہیں رکھا گیا تو وہ شریعت کی رو سے حلال کا معیار نہیں ہوگا اور مسلمان معاشرے کے لئے ہر گز قابل قبول نہیں ہوگا۔

حلال غذا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

حلال غذا کا تعلق شریعت کے شعبہ دیانات سے ہے جسے عبادات بھی کہا جاتا ہے اور عبادات کا شعبہ خالص اللہ کے حقوق سے متعلق ہوتا ہے جیسے نماز، روزہ، حج وغیرہ لہذا، اس کی شرائط صرف شریعت ہی طے کر سکتی ہے اسی وجہ سے حلال کی تصدیق وغیرہ کا معیار بنانے اور اس کی نگرانی کا حق صرف اور صرف مسلمانوں کو حاصل ہے، غیر مسلم اس کے لئے اہلیت نہیں رکھتا۔ کیونکہ وہ اسلام کو سچا دین مانتا ہی نہیں اور نہ ہی اسلام کے احکام اپنے اوپر پر لازم کرتا ہے۔ اسی وجہ سے غیر مسلم جتنا اچھا قرآن پڑھتا ہو اسے نماز میں امام نہیں بنایا جا سکتا، غیر مسلم کتنا ہی اچھا منتظم ہو اسے حج کے انتظامات نہیں دیے جا سکتے بلکہ وہ تو حدود حرم میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ غیر مسلم کی نظر کتنی ہی تیز کیوں نہ ہو وہ رمضان یا عید کے چاند کی گواہی نہیں دے سکتا اسی وجہ سے دنیا بھر میں مسلمان رؤیت ہلال کا خود اہتمام کرتے ہیں ناسا (NASA) سے اعلان نہیں کروایا جاتا۔ حلال غذا کی تصدیق، خبر، گواہی کا معاملہ تو اتنا اہم اور نازک ہے کہ ایک فاسق مسلمان تک کی بات قابل قبول نہیں۔

یہ معیار کس کے لئے بنایا جا رہا ہے؟

چونکہ اسلام نے حلال کھانے کا حکم دیا ہے جو کہ اسلام کو ماننے والے مسلمانوں

کی مذہبی ذمہ داری ہے لہذا یہ معیار اصل میں مسلمانوں کیے لئے بنایا جاتا ہے، اور اگر ان کی شرعی ضرورت کو پورا نہ کیا گیا تو (مسلمانوں کے اعتقاد کے مطابق) ان کی دنیا وآخرت دونوں کا نقصان ہوگا۔ البتہ ضمنی طور پر حلال غذاؤں سے فائدہ پوری انسانیت بھی اٹھا سکتی ہے ان کے لئے منع نہیں۔

اس کے مقاصد کیا ہیں؟

حلال کے معیارات کا مقصد یہ ہے کہ دنیا بھر میں رہنے والے مسلمانوں کے لئے حلال غذائیں وغیرہ حلال کے معیارات کی روشنی میں تیار کی جا سکیں جسے مسلمان بلا تردد کھا سکیں اور اپنی شرعی ذمہ داری پوری کر سکیں۔

حلال کے معیار کا دائرہ کار کیا ہے؟

حلال کے معیارات کا دائرہ کار (Scope) حلال غذاؤں کی تیاری اور اس کی نگرانی وغیرہ ہے جس پر مسلمان کی دنیاوی واخروی زندگی کی کامیابی موقوف ہے۔

کن بنیادوں پر اسے بنایا جائے گا؟

حلال معیار بنانے کے لئے اصل بنیاد شریعت ہے جس کے دو حصہ ہو سکتے ہیں

1. خالص دینی وعبادات کا حصہ
2. معاملات کا حصہ

پہلا حصہ:

حلال کے معیارات کے اس حصہ میں بنیاد صرف قرآن وسنت اور اس کی

تشریح یعنی اسلامی فقہ ہے اور ان کی روشنی میں مرتب معیارات ہی حلال کے معیارات شمار کئے جائیں گے۔

دوسرا حصہ:

انتظامی بنیاد دو قسموں پر تقسیم ہو گی۔

1- اگر اسلام نے اس حوالے سے خود کوئی انتظامی طریقہ مرتب کیا ہے تو پہلے اسے لیا جائے گا۔

2- اگر خود طے نہ کیا ہو تو انسانی تجربات کی روشنی میں مدد لی جاسکتی ہے اس شرط کے ساتھ کہ وہ خلاف شریعت نہ ہو۔

اسے کون لوگ بنائیں گے؟

معیارات بنانے کے لئے مختلف امور کے ماہرین سے خدمات لینا ضروری ہوتا ہے لیکن حلال کے معیارات بنانے والوں کے لئے مسلمان ہونا ضروری ہے اسی وجہ سے 2016 میں آئی ایس او (ISO) کی طرف سے حلال معیارات بنانے کے لئے کمیٹی کے قیام کی تجویز کو ووٹنگ کے ذریعہ اسلامی ممالک نے مسترد کر دی تھی۔

ان ماہرین میں شرعی ماہرین، فوڈ سائنسٹسٹ، انڈسٹری کے ماہرین، معیارات کے ماہرین، جس زبان میں بنایا جارہا ہے اس زبان کے ماہرین وغیرہ کا شامل کرنا ضروری ہے۔

مذکورہ بالا شرائط پر اگر عمل ہو تو حلال کا معیار اپنی روح کے ساتھ بنایا جاسکتا ہے اور اس سے مسلمان فائدہ اٹھاسکتے ہیں لیکن موجودہ دور کے مروجہ حلال

معیارات سازی میں ان شرائط کا مکمل اہتمام نہیں کیا جاتا جو اس تحریر کے تیار ہونے کا سبب بنا ہے۔

برادرانہ گزارشات

جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ شعبہ حلال سے وابستگی کی وجہ سے دنیا کے مختلف ممالک کے حلال معیارات پڑھنے کا موقع ملتا رہتا ہے کچھ عرصے سے بعض مسلمان ممالک نے حلال سرٹیفکیشن، ایکریڈیٹیشن کے معیارات بنائے ہیں جنہیں پڑھنے کے بعد چند گزارشات اس تحریر کے ذریعہ پیش کرنا چاہتا ہوں۔

اس وقت حلال کی تصدیق کرنے والے اداروں کے معیارات پر جو کام ہوا ہے اس میں:

1. حلال کے معیار کے چند صفحات کے علاوہ باقی مکمل معیار میں آئی ایس او(ISO) کے معیارات کا صرف حوالہ نمبر دے دیا گیا۔
2. حلال کے معیار کے چند صفحات خود لکھ دے گئے اور باقی مکمل آئی ایس او(ISO) کی شقیں نقل(Copy & Paste) کر دی گئیں۔
3. مکمل آئی ایس او(ISO) کا نظام اٹھایا گیا اور حسب ضرورت حلال کی شقوں کا اضافہ کر دیا گیا۔

اصولاً ان تینوں طریقوں کو، میں حلال کے معیارات کے ساتھ ناانصافی سمجھتا ہوں جو شریعت، حکمت اور سیاست کے بھی خلاف ہے۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ

- ایک حلال ایکریڈیٹیشن (Halaal accreditation) کا معیار ایسا بھی نظر سے

گزرا جس میں حلال سرٹیفکیشن جاری کرنے والے ادارے کا مسلمان ملکیت ہونا ضروری ہی نہیں لکھا گیا، کیونکہ ISO نے اپنے ایکریڈیٹیشن کے معیار میں ایسی کوئی شرط نہیں لکھی حالانکہ پوری امت مسلمہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حلال سرٹیفکیشن باڈی کے مالک کا مسلمان ہونا بنیادی شرط ہے۔

- ایک معیار میں ایکریڈیٹیشن کی شرائط میں ادارے کو انشورنس کروانے کا مشورہ دیا گیا حالانکہ اسلام میں انشورنس ناجائز ہے[71] اور اس وقت اس کا متبادل نظام تکافل کی صورت میں پایا جاتا ہے۔
- ایک حلال مصدقہ تصدیقی ادارے (Halaal accredited certification body) کے مالی معاہدہ میں صاف صاف لکھا پایا گیا کہ اگر کلائنٹ تیس دنوں میں رقم ادا نہیں کرے گا تو یہ ادارہ پانچ فیصد سود چارج کرے گا، حالانکہ اسلام میں سود حرام ہے۔[72]

یہاں قصور ISO کا نہیں کیونکہ اس کا دائرہ کار (Scope) مذہب نہیں اور حلال

---

(۷۱) (صحیح مسلم(۱۱۵۳ / ۳).* عن أبي هريرة قال: «نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن بيع الحصاة، وعن بيع الغرر».

— (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٠٣).*لأن القمار من القمر الذي يزداد تارةً وينقص أخرى، وسمي القمار قماراً؛ لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه، ويجوز أن يستفيد مال صاحبه، وهو حرام بالنص.

(۷۲)(سورة البقرة، آیت نمبر: ۲۷۸، ۲۷۹).*﴿يا أيها الذين آمنوا اتقوا الله وذرو ما بقي من الربا إن كنتم مؤمنين (۲۷۸) فإن لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وإن تبتم فلكم رءُوس أموالكم لا تظلمون ولا تظلمون (۲۷۹) ﴾.

— مسند أحمد مخرجا، مسند عبدالله بن مسعود، (ج: ٦، ص: ٣٥٨).*حدثنا حجاج، أخبرنا عن شريك، عن سماك، عن عبدالرحمن بن عبدالله بن مسعود عن أبيه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لعن الله آكل الربا، وموكله، وشاهديه، وكاتبه»).

کا معیار خالص مذہبی ہے لہذا حلال کا معیار بنانے والوں کے ذمہ تھا کہ وہ ایک ایک شق پر شرعی نقطہ نظر سے بحث کرتے تاکہ ایسی خطرناک غلطی نہ ہو پاتی۔

شریعت ہمیں پابند کرتی ہے کہ ہم خاص کر دینی امور میں کسی بھی قسم کے کوئی بھی معیارات مرتب کریں تو وہ لازمی شرعی اصولوں کے مطابق ہوں، اسی وجہ سے اسلام میں نکاح، طلاق، وراثت، تجارت، معیشت کا مکمل اپنا نظام ہے لہذا حلال کے معیار کا ایک ایک لفظ اپنا ہونا ضروری ہے اور اگر کوئی انتظامی شق ہم دنیا کے کسی معیار سے اٹھا رہے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں مگر اسے اپنی ضرورت اور ماحول کے مطابق ڈھال کر اپنے اسلوب میں تعبیر کرنا ہم پر ضروری ہے اور یہ دنیا بھر کے معیارات بناتے وقت طریقہ اختیار کیا بھی جاتا ہے۔

بطور دلیل چند اسلام کی تاریخ سے واقعات پیش خدمت ہیں:

رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لے گیے تو آپ ﷺ کے پاس صحابہ کرام نماز کے وقت بلا اطلاع جمع ہو جایا کرتے تھے، صحابہ کرام سے مشورہ ہوا کہ لوگوں کو نماز کے لیے اطلاع دینے کا کون سا طریقہ اختیار کیا جائے،اس سلسلہ میں اہل کتاب کے طریقوں ''بوگ''، ''بگل'' اور ''ناقوس'' اور ''آگ جلانے'' کی رائے آئی مگر آپ ﷺ نے غیروں کے ان طریقوں کو پسند نہیں فرمایا بلکہ مسلمانوں کے لیے الگ طریقہ اطلاع کا حکم دیا اور اسی سلسلہ میں بعض صحابہ کرام کو خواب میں اذان

سکھلائی گئی اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تائید فرمائی۔[73]

---

(۷۳) (سنن أبي داود، رقم الحديث:٤٩٨).*عن أبي عمير بن أنس عن عمومة له من الأنصار قال اهتم النبى -صلى الله عليه وسلم- للصلاة كيف يجمع الناس لها فقيل له انصب راية عند حضور الصلاة فإذا رأوها آذن بعضهم بعضا فلم يعجبه ذلك قال فذكر له القنع - يعنى الشبور - وقال زياد شبور اليهود فلم يعجبه ذلك وقال =« هو من أمر اليهود ». قال فذكر له الناقوس فقال « هو من أمر النصارى ». فانصرف عبد الله بن زيد بن عبد ربه وهو مهتم لهم رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأرى الأذان فى منامه - قال - فغدا على رسول الله -صلى الله عليه وسلم- فأخبره فقال له يا رسول الله إنى لبين نائم ويقظان إذ أتانى آت فأرانى الأذان. قال وكان عمر بن الخطاب - رضى الله عنه - قد رآه قبل ذلك فكتمه عشرين يوما - قال - ثم أخبر النبى -صلى الله عليه وسلم- فقال له « ما منعك أن تخبرنى ». فقال سبقنى عبد الله بن زيد فاستحييت فقال رسول الله -صلى الله عليه وسلم- « يا بلال قم فانظر ما يأمرك به عبد الله بن زيد فافعله ». قال فأذن بلال. قال أبو بشر فأخبرنى أبو عمير أن الأنصار تزعم أن عبد الله بن زيد لولا أنه كان يومئذ مريضا لجعله رسول الله -صلى الله عليه وسلم- مؤذنا.*أبو داود، سليمان بن الأشعث بن شداد بن عمرو، الأزدي السجستاني، (المتوفى: ٢٧٥هـ)، سنن أبي داود، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م ،كتاب الصلوة ،باب بدء الاذان،رقم الحديث:٤٩٨، الناشر: دار الرسالة العالمية.

ــــ (صحيح البخاري رقم الحديث:٦٠٤).*ابن جريج قال : أخبرني نافع أن ابن عمر كان يقول كان المسلمون حين قدموا المدينة يجتمعون فيتحينون الصلاة ليس ينادى لها فتكلموا يوما في ذلك فقال بعضهم اتخذوا ناقوسا مثل ناقوس النصارى وقال بعضهم بل بوقا مثل قرن اليهود فقال عمر أولا تبعثون رجلا ينادي بالصلاة ، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم يا بلال قم فناد بالصلاة.* البُخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل الجعفي، (المتوفى ٢٥٦هـ)، الجامع المسند الصحيح المختصر من أمور رسول الله صلى الله عليه وسلم وسننه وأيامه = صحيح البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ، محمد فؤاد عبد الباقي)،كتاب الاذان ،باب بدء الاذان،رقم الحديث:٦٠٤، الناشر: دار طوق النجاة (مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم ترقيم.

ــ (صحيح مسلم ج١ ص٢٨٦ رقم الحديث:٣٧٨).*عن أنس بن مالك قالذكروا أن يعلموا وقت الصلاة بشيء يعرفونه فذكروا أن ينوروا نارا أو يضربوا ناقوسا فأمر بلال أن

مذکورہ بالا واقعہ میں لوگوں کو جمع کرنا اصل مقصود تھا اور یہ ایک انتظامی چیز تھی لیکن اسلام نے اپنا وقار، تعظیم(dignity)شناخت(Identity) برقرار رکھی اور اپنی عبادت کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا طریقہ کار بھی خود ہی اذان کی شکل میں وضع کیا اور غیروں کے طریقے اپنانے کو قطعاً پسند نہیں کیا۔

ایک اور واقعہ حدیث کی کتب میں مذکور ہے کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں توارت کے چند اوراق دیکھے، تو ارشاد فرمایا کہ کیا تمہارے لیے قرآن نہیں اترا کہ اسے دیکھتے؟ بخدا اگر موسیٰ علیہ السلام بھی اس وقت زندہ ہوتے تو میری اتباع کرتے۔[74]

يشفع الأذان ويوتر الإقامة. * وحدثني محمد بن حاتم حدثنا بهز حدثنا وهيب حدثنا خالد الحذاء بهذا الإسناد لما كثر الناس ذكروا أن يعلموا بمثل حديث الثقفي غير أنه قال أن يوروا نارا.

(٧٤) (مشكاة المصابيح رقم الحديث:١٧٧، ج:١ص:٦٣). * عن جابر عن النبي صلى الله عليه وسلم حين أتاه عمر فقال إنا نسمع أحاديث من يهود تعجبنا أفترى أن نكتب بعضها؟ فقال:" أمته وكون أنتم كما تهوكت اليهود والنصارى؟ لقد جئتكم بها بيضاء نقية ولو كان موسى حيا ما وسعه إلا اتباعي". رواه أحمد والبيهقي في كتاب شعب الإيمان.[مشكوة ،باب الاعتصام بالكتاب والسنة]. * التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب العمري، (المتوفى: ٧٤١هـ)، مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، الفصل الثاني، رقم الحديث: ١٧٧، (ج:١ص:٦٣)، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت.

ـــ (مشكاة المصابيح (ج: ١ص :٦٨)، رقم الحديث:١٤٩). *عن جابر : (أن عمر بن الخطاب رضي الله عنهما أتى رسول الله صلى الله عليه وسلم بنسخة من التوراة فقال يا رسول الله هذه نسخة من التوراة فسكت فجعل يقرأ ووجه رسول الله يتغير فقال أبو بكر ثكلتك الثواكل ما ترى ما بوجه رسول الله صلى الله عليه وسلم فنظر عمر إلى وجه

مرعاة المفاتيح شرح مشكوة المصابيح میں ہے کہ "یہ اوراق مواعظ وقصص" سے متعلق تھے۔(75)

رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال أعوذ بالله من غضب الله وغضب رسوله صلى الله عليه وسلم رضينا بالله ربا وبالإسلام دينا وبمحمد نبيا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم : " والذي نفس محمد بيده لو بدا لكم موسى فاتبعتموه وتركتموني لضللتم عن سواء السبيل ولو كان حيا وأدرك نبوتي لاتبعني).

(٧٥) مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (١/ ٢٨٢).*قوله: (إنا نسمع أحاديث) أي حكايات ومواعظ (من يهود) قال الأبهري: غير منصرف للعلمية والتأنيث؛ لأنه يجرى مجرى القبيلة. وقيل: الأولى أن يقال: للعلمية ووزن الفعل؛ لأن أسماء القبائل التي ليست فيها تأنيث لفظي، يجوز صرفها حملاً على الحي، وعدم صرفها حملاً على القبيلة، ويهود لا يجوز فيها إلا عدم الصرف. (تعجبنا) بضم التاء وكسر الجيم أي تحسن عندنا، وتميل قلوبنا إليها. (أفترى) أي أتحسن لنا استماعها "فترى" يعني فتأذن. (أمتهوكون) أي متحيرون في الإسلام، لا تعرفون دينكم حتى تأخذوه من غير كتابكم ونبيكم (أنتم) للتأكيد (كما تهوكت اليهود والنصارى) أي كتحيرهم حيث نبذوا كتاب الله وراء ظهورهم، واتبعوا أهوائهم ورهبانهم وأحبارهم. (لقد جئتكم بها) أي بالملة الحنيفية بقرينة الكلام (بيضاء) أي واضحة، حال من ضمير "بها". (نقية) صفة "بيضا" أي ظاهرة صافية خالصة، خالية عن الشرك والشبهة. وقيل: المراد بها أنها مصونة عن التبديل والتحريف والإصرار والأغلال، خالية عن التكاليف الشاقة، وأشار بذلك إلى أنه أتى بالأعلى والأفضل، واستبدال الأدنى بالأعلى مظنة التحير. وقال الطيبي: "بيضاء نقيه" حالأن مترادفان من الضمير المفسر بالملة - انتهى. وإنما أنكر عليهم؛ لأن طلبهم يشعر بأنهم اعتقدوا نقصان ما أتى به النبي - صلى الله عليه وسلم - . (ولو كان موسى حياً) الخ. أي إذا كانت هذه حالة موسى فيكف بكم؟ وأنتم تطلبون من هؤلاء المحرفين ما تنتفعون به. (ما وسعه) أي ما جاز له (إلا اتباعي) في الأقوال والأفعال فكيف يجوز لكم أن تطلبوا فائدة من قومه مع وجودي.*المباركفوري، أبو الحسن عبيد الله بن محمد عبد السلام بن خان محمد بن أمان الله بن حسام الدين الرحماني، (المتوفى: ١٤١٤هـ)، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة

کیا ہم میں اتنی صلاحیت نہیں کہ ہم اپنے حلال کے معیارات وضع کر سکیں؟ یا حلال کی انتظامی شقوں کو اپنی ضرورت کے مطابق اپنی تعبیر میں ڈھال سکیں؟ حد تو یہ ہے کہ ہم یہ تک لکھ دیتے ہیں کہ جن عالمی معیارات کا ہم نے حوالہ لیا ہے ان پر عمل کرنا بے حد ضروری ہے۔(Indispensable) یہ لفظ شرعی اور فنی طور پر درست معلوم نہیں ہوتا اور اس کی نظیر پیش خدمت ہے۔

جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ گزشتہ سال ایک تجویز(Proposal) ISO کو بھیجی گئی کہ وہ مسلمانوں کے لئے حلال کے معیارات مرتب کرے، جس پر ISO نے اپنے تمام ممبران کو یہ تجویز بھیجی جسے پاکستان،ایران،ملائیشیا سمیت اکثر مسلمان ممالک نے صرف اس بنیاد پر رد کیا کہ حلال خالص مسلمانوں کا دائرہ اختیار (Domain) ہے اور حلال کے معیارات خالص قرآن وسنت کی تشریح ہیں اور قرآن وسنت کی تشریح کا حق صرف مسلمان کے پاس ہے اور ISO ایک پرائیویٹ غیر مسلمان ادارہ ہے جسے یہ حق قطعا نہیں دیا جاسکتا۔

یاد رہے کہ اس تجویز میں یہ بھی لکھا گیا تھا کہ ISO کا حلال معیار بنانے والے کمیٹی میں صرف مسلمان ممبران ہوں گے لیکن چونکہ ان مسلمان ممبران نے ISO ادارے کے تابع ہو کر کام کرنا تھا اور تیاری کے بعد اس معیار کی نسبت اور ملکیت ایک غیر مسلم ادارے کی طرف منسوب ہونی تھی جس کی شریعت اجازت نہیں دیتی لہذا اس تجویز کو مسترد کر دیا گیا۔

المصابيح، الطبعة: الثالثة – ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م، الناشر: إدارة البحوث العلمية والدعوة والإفتاء – الجامعة السلفية – بنارس الهند.

میرا سوال

اب یہاں اصولی سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر از روئے شریعت حلال کا معیار کسی غیر مسلم کی زیر سرپرستی میں بھی تیار نہیں ہو سکتا اور مسلمان ممالک نے حال ہی میں اپنا فیصلہ بھی سنا دیا ہے تو کوئی بھی مسلمان ملک شرعی اصولوں کے خلاف از خود مسلمانوں کا نمائندہ بن کر کس طرح یہ طے کر سکتا ہے کہ وہ حلال کے شرعی معیارات میں غیر مسلموں کے بنائے ہوئے معیارات کو داخل کرلے اور پھر زبردستی ان پر عمل کروائے؟ کیونکہ نتیجہ میں دونوں صورتوں میں حلال کے معیار کی تشریح اور اس کی حصہ داری میں غیر مسلم حصہ دار (Shareholder) بنتا ہے حالانکہ مذہبی معاملات میں ہر مذہب کو ماننے والا اپنی اپنی مذہبی تعلیمات اور ان کی تشریحات کے مکمل حقوق محفوظ رکھتا ہے۔

حلال ایکریڈیٹیشن کے نظام میں شرعی اصطلاحات

حلال ایکریڈیٹیشن کے مروجہ نظام کو اگر دیکھا جائے تو انتظامی طور پر وہ کئی چیزیں بیان کرتا ہے تاکہ حلال کا تصدیقی ادارہ ایک مضبوط نظام کے تحت کام کر سکے اور اس نظام کے تحت اس ادارے کا احتساب بھی ممکن ہو تاکہ نتیجہ میں صارف کا اعتماد اور بڑھ سکے۔

ابھی تک عام تاثر یہ ہے کہ چونکہ ایک عالمی مروجہ نظام مرتب کیا جا چکا ہے لہذا اسی کو حلال نظام کا حصہ بنانا مناسب ہے تاکہ ہم دنیا سے کٹ کر نہ رہ جائیں، یہ بات

اصولی طور پر اپنی جگہ درست ہے اور اسلام یہ کبھی حکم نہیں دیتا کہ دنیا سے کٹ کر زندگی گزارو بلکہ اسلام تو اجتماعی زندگی گزارنے کی ترغیب دیتا ہے[76] لیکن سمجھنے کی بات یہ ہے کہ ایکریڈیٹیشن کے نظام کی ہر شق سے کوئی نہ کوئی شرعی حکم متعلق ہے جن کی چند مثالیں دینا چاہتا ہوں۔

اجازت نامہ Accreditation

شریعت کی نظر میں ایکریڈیٹڈ حلال تصدیقی ادارہ کے احکامات ولایت خاصہ کے ماتحت آتے ہیں جس کی وجہ سے

حقوق اللہ، قضاء، افتاء، وکالت، شہادت، خبر کے شرعی ابواب متوجہ ہو جاتے ہیں جیسے:

تصدیق کا عمل Certification

شریعت اسے شرعی شہادت کا درجہ دیتی ہے جس کے مستقل شرعی احکامات ہیں لہذا لفظ "سرٹیفکیشن" کا مفہوم حلال کے معیار میں دیگر معیارات کے مفہوم سے زیادہ وسیع ہے۔

(٧٦) [آل عمران: ١٠٣]. ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾.
ـــ (تفسير البغوي - طيبة (٢/ ٧٨). ﴿وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ الله جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا﴾ وقال ابن مسعود: هو الجماعة، وقال: عليكم بالجماعة فإنها حبل الله الذي أمر الله به، وإن ما تكرهون في الجماعة والطاعة خير مما تحبون في الفرقة).

محتسب Auditor [77]

شریعت کی نظر میں یہ شخص تین حیثیتوں میں ہوتا ہے۔ محاسب/وکیل[78]/ شاہد[79] اور تینوں کے مستقل اپنے اپنے احکامات ہیں جن کا تعلق اس شخص کے

---

(٧٧) الموسوعة الفقهية الكويتية (١٧/ ٢٢٣) .*الحسبة لغة: اسم من الاحتساب، ومن معانيها الأجر وحسن التدبير والنظر، ومنه قولهم: فلان حسن الحسبة في الأمر إذا كان حسن التدبير له. ومن معاني الاحتساب البدار إلى طلب الأجر وتحصيله، وفي حديث عمر: أيها الناس احتسبوا أعمالكم فإن من احتسب عمله كتب له أجر عمله وأجر حسبته.واسم الفاعل المحتسب أي طالب الأجر. ومن معانيها الإنكار يقال: احتسب عليه الأمر إذا أنكره عليه.والاختبار يقال: احتسبت فلانا أي اختبرت ما عنده (١) . بأنها الأمر بالمعروف إذا ظهر تركه، والنهي عن المنكر إذا ظهر فعله (٢).
(١) لسان العرب ١ / ٣١٤ - ٣١٧، والقاموس المحيط، والصحاح مادة: (حسب) ، وإتحاف السادة المتقين بشرح إحياء علوم الدين ٧ / ١٤. (٢) الأحكام السلطانية للماوردي ص ٢٤٠، ولأبي يعلى ص ٢٦٦، ومعالم القربة ص ٧، ونهاية الرتبة في طلب الحسبة ص ٦، ولابن بسام ص ١٠.

(٧٨) الموسوعة الفقهية الكويتية (٣٦/ ٣٤٩).*عاني الوكيل في اللغة: الذي يقوم بالأمر، يقال: وكيل الرجل الذي يقوم بأمره، سمي وكيلا لأن موكله قد وكل إليه القيام بأمره والوكيل على هذا فعيل بمعنى مفعول.وقد يكون بمعنى فاعل أي حافظ،ومنه: حسبنا الله ونعم الوكيل (١) .والوكيل اصطلاحا: القائم بما فوض إليه فيما يقبل النيابة (٢) . (١) المصباح المنير ولسان العرب، وأسنى المطالب ٢ / ٢٦٠.(٢) المغرب في ترتيب المعرب، وانظر مغني المحتاج ٢ / ٢١٧.

(٧٩) الموسوعة الفقهية الكويتية (٢٦/ ٢١٤).*من معاني الشهادة في اللغة: الخبر القاطع، والحضور والمعاينة والعلانية، والقسم، والإقرار، وكلمة التوحيد، والموت في سبيل الله. يقال: شهد بكذا إذا أخبر به وشهد كذا إذا حضره، أو عاينه إلى غير ذلك.وقد يعدى الفعل (شهد) بالهمزة، فيقال: أشهدته الشيء إشهادا، أو بالألف، فقال: شاهدته مشاهدة، مثل عاينته وزنا ومعنى (١) .ومن الشهادة بمعنى الحضور: قوله تعالى: ﴿فمن شهد منكم الشهر فليصمه (٢)﴾ ...وتسميتها بالشهادة إشارة إلى أنها مأخوذة من المشاهدة المتيقنة، لأن الشاهد يخبر عن ما شاهده والإشارة إليها بحديث

دنیاوی اور اخروی معاملات سے جڑا ہوتا ہے لہذا حلال کے آڈیٹر کی ذمہ داری بنسبت کسی دوسرے آڈیٹر کے زیادہ ہے۔ اور اس طرح کی نگرانی کرنا آپ ﷺ کے عمل سے ثابت بھی ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ ﷺ بازار تشریف لے گئے، ایک شخص گندم بیچ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ نے اس گندم کی قیمت پوچھی اور اس گندم کو پرکھنے کے لئے اس کے ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے گندم گیلی تھی جبکہ اوپر خشک تھی رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ اس شخص نے جواب دیا کہ رات بارش ہوئی تھی جس نے کچھ حصہ گیلا کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہ ہی بات ہے تو گیلی گندم سامنے کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یادرکھو کہ جس نے بھی دھوکہ کیا وہ میری امت میں سے نہیں۔[80]

ابن عباس – رضي الله عنهما – قال: ذكر عند رسول الله صلى الله عليه وسلم الرجل يشهد بشهادة، فقال لي: يا ابن عباس لا تشهد إلا على ما يضيء لك كضياء هذه الشمس وأومأ رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده إلى الشمس (٢) . وتسمى "بينة" أيضا؛ لأنها تبين ما التبس وتكشف الحق في ما اختلف فيه (١) .

(٨٠) (صحيح مسلم ج١ ص٩٩ رقم الحديث:٨٦).*وحدثني يحيى بن أيوب، وقتيبة، وابن حجر، جميعا عن إسماعيل بن جعفر، قال ابن أيوب: حدثنا إسماعيل، قال: أخبرني العلاء، عن أبيه، عن أبي هريرة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة طعام فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا فقال: «ما هذا يا صاحب الطعام؟» قال أصابته السماء يا رسول الله، قال: «أفلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش فليس مني.

مذکورہ بالا اصطلاحات شریعت میں پہلے سے ہی مستقل حیثیت رکھتی ہیں اور ہر ایک کے اپنے اپنے احکامات اور شرائط موجود ہیں جو انسان کو صرف اس دنیا ہی نہیں بلکہ آخرت کے تصور سے بھی متعارف کرواتے رہتے ہیں جو عالمی معیارات سے زیادہ ہی ہو سکتے ہیں کم نہیں ۔ لیکن ضرورت اپنی شریعت کو پڑھنے کی ہے یا اس ٹیم کی ضرورت ہے جو شرعی اصطلاحات اور موجودہ عالمی معیارات کی اصطلاحات کو جمع کر سکے تاکہ شرعی احکامات پر عمل ہو اور انتظامی تقاضے بھی پورے ہوں۔

(اس وقت ہم پاکستان کے حلال معیار کی شرعی تکیف و تخریج کر رہے ہیں اور انشاءاللہ جلد ہی منظر عام پر آنے والی ہے)

آخر میں میری تجویز:

میرے خیال میں عالمی معیارات کو اگرNORMATIVE کے بجائے Informative references کی حیثیت دی جائے اور ان شقوں کو اسلام کی روح، مقاصد سامنے رکھتے ہوئے شرعی ضرورت کے مطابق تبدیل کیا جائے تو ہمیں کئی فائدے ایک ساتھ حاصل ہو سکتے ہیں۔ اس کی واضح مثالیں دنیا بھر کے ممالک کے آئین ہیں جو کبھی بھی کسی دوسرے ملک کے آئینی شقوں کا حوالہ نہیں دیتا بلکہ خود اپنی حیثیت برقرار رکھتا ہے تاکہ اس کی خود مختاری برقرار رہے۔ تو کیا شریعت خود مختاری کا تقاضہ نہیں کرتی؟

اور جب تک ہم ایسا نہیں کریں گے تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ جیسے ہی ان عالمی

معیارات میں کوئی بھی ترمیم ہو گی ہمیں بلا ضرورت اپنے معیارات میں بھی تبدیلی لانی پڑیگی جیسے :

ISO 9001-2006 میں پہلے کوالٹی مینوول (Quality Manual) ضروری تھا اب نہیں رہا، پہلے مستقل نمائندہ (M.R.) ضروری تھا اب نہیں رہا۔[81]

بعض حضرات کی طرف سے یہ بھی سننے کو ملا کہ ہم آئی ایس او (ISO) یا کسی بھی عالمی معیار کو حلال معیار بنانے کا مقصد یہ ہوتا کہ اسے عالمی مقبولیت حاصل ہو اور دنیا بھر میں قابل قبول ہو جائے۔

اس کے جواب میں عرض یہ ہے کہ پہلے اس سوال کا جواب دیں کہ حلال کا معیار ضرورت اور ڈیمانڈ کس کی ہے مسلمان کی یا غیر مسلم کی؟ تو اسے مقبولیت مسلمانوں کی چاہئے یا ان لوگوں کی جن کی وجہ سے ہمیں حلال کے معیارات بنانے پڑ رہے ہیں؟

دوسرا سوال یہ ہے کہ چلیں مان لیا عالمی معیارات کے ساتھ ہارمونائیزیشن (Harmonization) کی جائے تو کیا اس حلال ایکریڈیٹیشن یا سرٹیفکیشن کے حاصل کرنے کے بعد ادارے کو ISO 9001 یا 17021 یا 17025 کی ضرورت نہیں رہے گی؟ کیا حلال کے معیار پر تیار کردہ پروڈکٹ صرف حلال کے سرٹیفکیٹ کے ذریعہ بغیر ISO 9001 certification کے ان ممالک میں ایکسپورٹ ہو جائے گی؟ کیا

(81)Table A.1 — Major differences in terminology between ISO 9001:2008 and ISO 9001:2015- Page21

اسے وہاں کے قوانین حلال کے معیار کی بنیاد پر قبول کرلیں گے؟ کیا حلال ایکریڈیٹڈ باڈی کو 17021 اور 17025 کا سرٹیفکیٹ اس حلال ایکریڈیٹ سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر مل جائے گا؟ جس کا آج کی تاریخ میں جواب ہے قطعاً نہیں! تو جب یہ معیار کسی دوسرے عالمی معیار کو رپلیس نہیں کرسکتا تو اس معیار کو عالمی معیارات کا تابع بنانا کہاں کی عقل مندی ہے؟

آخر میں صرف اتنی گزارش ہے کہ بحیثیت ملک، ادارہ ہم لاکھوں، کروڑوں مسلمانوں کے حقوق کے امین ہیں ہمیں قیامت کے دن اللہ رب العزت کے سامنے جوابدہی ذہن میں رکھ کر کام کرنا ہوگا اور اسی میں دنیا و آخرت کی بھلائی ہے۔

از:

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا پاکستان

اگست 2017 بروز پیر

چوتھا باب

حلال اجزائے ترکیبی سے متعلق مقالات

اجزائے ترکیبی کے حلال یا حرام ہونے کو معلوم کرنے کے بنیادی اصول

حلال سرٹیفکیشن کی روح اجزائے ترکیبی کی تحقیق ہے۔ جس ادارے کے پاس یہ شعبہ مضبوط ہو، وہ ادارہ اعتماد کی علامت بن جاتا ہے اور جو ادارہ اس میں کمزور ہو، وہ نہ صرف اپنے لئے بلکہ اپنے کلائنٹس اور صارفین کے لئے بھی نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔

یہ ہماری خوش نصیبی ہے کہ ہمیں ایک ایسے ادارے سے حلال سرٹیفکیشن کی تربیت حاصل کرنے کا موقع ملا جس کے پاس اجزائے ترکیبی کی تحقیق کا ایک مضبوط شعبہ اور بیش قیمت ڈیٹا بیس موجود ہے اور جو گزشتہ 21 سالوں سے اس شعبہ میں کام کر رہا ہے۔ اس ادارے کا وسیع تجربہ ہمیں قدم قدم پر کام آیا اور اللہ کے فضل و کرم سے ہم کسی بڑی غلطی سے محفوظ رہے۔ لیکن گزشتہ کچھ عرصے کے دوران پاکستان کی سطح پر حلال سرٹیفیکیشن کے حوالے سے جو مشاہدات ہوئے، اس نے ہمیں گہری تشویش میں مبتلا کر دیا۔

گزشتہ 10 سالوں میں جو اہم کیس ہمارے سامنے آئے ان میں سے بطورِ نمونہ چند یہ ہیں:

- ایسا فلیور ملا جس میں مردار یا مشبوہ مرغی کا پاوڈر استعمال ہوا تھا
- Tartaric Acid ملا جو شراب سے ماخوذ تھا

- ایسے اجزائے ترکیبی ملے جن میں Tallow پایا جاتا تھا
- خنزیر کے بالوں کا برش ملا جو پروڈکشن ایریا میں استعمال کیا جا رہا تھا
- ایسے Flavour ملے جو جہاں تیار ہوتے ہیں وہیں خنزیر سے حاصل کردہ اجزاء بھی بنائے جاتے ہیں
- کیڑے سے حاصل کیا گیا لال رنگ بھی استعمال ہوتا پایا گیا
- Animal Rennet ہونے کی وجہ سے کئی نمونے مسترد کرنا پڑے
- نجس اور ناپاک انڈوں کا استعمال

خلاصہ یہ کہ اس شعبے کی حساسیت کو وہ اہمیت نہیں مل سکی، جو اس کا حق تھا جس کے نتیجے میں مذکورہ بالا واقعات رونما ہوئے اور انڈسٹری نے لاعلمی میں ان اجزائے ترکیبی کا استعمال کیا، اور اس سے بھی بڑھ کر، بعض حلال تصدیقاتی اداروں نے ان اشیاء کی گہرائی Deep Analysis میں جائے بغیر ان کے استعمال کی اجازت دیدی بلکہ یہاں تک ہوا کہ چائنہ سے گوشت امپورٹ کر کے، ان کے حلال ہونے کے فتاویٰ تک حاصل کر لئے گئے۔ ان سب کمزوریوں کی بڑی وجہ خام مال اور اجزائے ترکیبی کو پرکھنے کے حوالے سے مستقل ٹریننگ کا نہ ہونا ہے۔ اسی طرح اس حوالے سے نہ تو کوئی گائیڈ لائن اور نہ ہی کوئی اسٹینڈرڈ مرتب شکل میں ہماری نظر سے گزرا ہے۔

لہذا حلال انڈسٹری کے اس اہم ترین شعبہ کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے اس موضوع سے متعلق ایک جامع مضمون لکھنے کی ذمہ داری ہمارے ادارے کے مفتی محمد احسن ظفر صاحب کو سونپی گئی۔ ماشاءاللہ مفتی صاحب نے پیشِ نظر تحریر تیار

کی تاکہ حلال تصدیقات سے متعلق اداروں اور حلال انڈسٹری کی مصنوعات تیار کرنے والی کمپنیوں کی راہنمائی کی جاسکے۔

اللہ رب العزت اس کاوش کو اس ملک کی عوام اور انسانیت کے لئے مفید بنادے آمین۔

از:

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا پاکستان

اجزائے ترکیبی کے حلال یا حرام ہونے کو معلوم کرنے کے بنیادی اصول

مفتی محمد احسن ظفر
ڈائریکٹر سنحا پاکستان

حلال سرٹیفکیشن میں ایک اہم ترین مرحلہ ،اجزائے ترکیبی کی جانچ پڑتال کا ہے یعنی اس بات کو پرکھنا کہ جس شے کی حلال سرٹیفکیشن کی جارہی ہے، آیا اس کی تیاری میں استعمال ہونے والے تمام اجزائے ترکیبی حلال ہیں یا نہیں ؟ کیونکہ کسی چیز میں استعمال ہونے والے اجزائے ترکیبی میں سے اگر ایک جزو بھی حرام یا مشبوہ ہو تو اس کی حلال سرٹیفکیشن نہ صرف ناقص اور نامکمل ہے بلکہ اسے سرٹیفکیشن کی اصطلاح میں fundamental non conformance شمار کیا جائے گا، کہ اس کمی کو دور کئے بغیر اس پروڈکٹ کی سرٹیفکیشن کسی حال میں ہو ہی نہیں سکتی۔ سرٹیفکیشن کے عمل میں جو افراد اجزائے ترکیبی کی جانچ پڑتال کے ذمہ دار ہیں، یہ ان کی بنیادی دینی اور پیشہ وارانہ ذمہ داری ہے کہ اجزائے ترکیبی کے ماخذ کی مکمل تحقیق کریں۔ لہذا وہ افراد جو مختلف اداروں میں نئی پروڈکٹس کی تحقیق Research & Development، اجزائے ترکیبی کی خریداری، حلال

سرٹیفیکیشن کے Internal Auditors یا کسی حلال سرٹیفیکیشن باڈی میں Evaluation Department سے منسلک ہوں، ان کی ابتدائی آگاہی کے لئے اجزائے ترکیبی کے حلال یا حرام ہونے کو معلوم کرنے کے حوالے سے یہ بنیادی اصول لکھے جارہے ہیں۔

سب سے پہلے اجزائے ترکیبی کی حلال ایویلوئیشن (Evaluation) کے چند مراحل بیان کئے جائیں گے۔ پھر نقشہ کی مدد سے اجزائے ترکیبی کے بارے میں چند بنیادی شرعی ضوابط بیان کئے جائیں گے، تاکہ ان ضوابط کی روشنی میں اجزائے ترکیبی کو آسانی سے پرکھا جاسکے۔

اجزائے ترکیبی کی ماہیت کا تعین:

اجزائے ترکیبی کو پرکھنے کے لئے سب سے اہم اور ضروری چیز یہ ہے کہ اس بات کا تعین کیا جائے کہ ان کی اصل حقیقت اور ماہیت کیا ہے؟ کیونکہ جب تک کسی چیز کی ماہیت ہی صحیح طور سے معلوم نہیں ہوگی تو اس کی جانچ پڑتال، اور اس کے حلال یا حرام ہونے کا فیصلہ درست طریقہ سے کیسے ممکن ہے؟ مثلاً جیلاٹین کی حلال ایویلوئیشن (Evaluation) کرنی ہے تو یہ صحیح طور پر معلوم ہونا چاہئے کہ جیلاٹین ہے کیا؟ اس کے کیا کیا ماخذ ہیں، اس کی تیاری میں کون کون سے اجزاء استعمال ہوتے ہیں، اور ان کے کیا کیا مراحل ہیں؟

اس سلسلے میں غذائی اور کیمیائی ماہرین سے مدد لینا اشد ضروری ہے۔

پہلا مرحلہ:

حلال ایویلوئیشن (Evaluation) میں سب سے پہلا عمل یہ ہے کہ اس بات کی تحقیق کی جائے کہ یہ مادہ جس کی ایویلوئیشن کی جارہی ہے یہ مفرد ہے یا مرکب؟ یعنی یہ مادہ ایک ہی شے ہے یا کئی اشیاء کا مجموعہ ہے۔ بعض ایسے فلیورز بھی ہیں جو بظاہر دیکھنے میں تو ایک مادہ معلوم ہوتے ہیں لیکن جب ان کو پرکھا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک فلیور، ۱۲۵ سے زائد مادوں سے مل کر بنا ہے۔اب حلال ایویلوئیشن میں ان ۱۲۵ مادوں کو پیشِ نظر رکھنا ضروری ہے۔

دوسرا مرحلہ:

دوسرا عمل یہ ہے کہ اس بات کو پرکھا جائے کہ اس شے یا اس میں استعمال ہونے والے مادوں کا ماخذ (Source) کیا ہے؟ جسے traceability بھی کہا جاتا ہے کہ آیا اس مادہ کا ماخذ نباتات ہیں، جمادات ہیں یا حیوانات۔ حلال ایویلوئیشن کے لئے ماخذ کا جاننا انتہائی ضروری ہے، کیونکہ شرعی حکم کا دارومدار اس مادہ کے ماخذ پر ہے۔ کبھی تو ایک مادہ کا ایک ہی ماخذ ہوگا اور کبھی ایسا بھی ہوگا کہ اس مادہ کے ممکنہ طور پر ایک سے زائد ماخذ ہوں کہ اس مادے کا حصول نباتات سے بھی ممکن ہو اور حیوانات سے بھی۔ یا پھر تین ماخذ بھی ہو سکتے ہیں۔ مثلاً گلیسرین، نباتات سے بھی حاصل ہوسکتی ہے اور معدینات یا حیوانات سے بھی۔ لہذا اس بات کو یقینی طور پر جاننا ضروری ہے کہ اس مادہ کا ماخذ کیا ہے۔

تیسرا مرحلہ:

جب ان اجزائے ترکیبی کا ماخذ بھی معلوم ہوگیا تو اب اس بات کو بھی پرکھا جائے کہ ان اجزائے ترکیبی کی تیاری میں کیا کیا مراحل پیش آئے ہیں، اور ان مراحل کے دوران کون کون سے Processing aids استعمال ہوئے ہیں۔ مثلاً چینی کی تیاری میں بعض ایسے Processing aids بھی استعمال ہوتے ہیں جن کا ماخذ حلال نہیں ہے۔ اسی طرح کسی چیز کی تیاری میں اگر کوئی غیر فعال (Inactive) اجزائے ترکیبی استعمال ہوئے ہیں تو ان کو پرکھنا بھی اسی طرح لازمی ہے جس طرح فعال اجزائے ترکیبی کو جانچنا ہے۔ لہذا اجزائے ترکیبی کی حلال ایویلوئیشن (Evaluation) میں اس بات کا بھی خاص طور پر اہتمام کیا جائے کہ ان اجزائے ترکیبی کے بنانے والوں کی بھی مکمل معلومات حاصل کی جائیں اور اس بات کی واضح طور پر نشاندہی کی جائے کہ جس شے کو حلال قرار دیا گیا ہے وہ کس ادارے کے کس کارخانے سے تیار ہوئی ہے۔ ایسا کئی بار ہوتا ہے کہ ایک ہی ادارہ، ایک ہی پروڈکٹ، اپنے مختلف کارخانوں میں بنا رہا ہوتا ہے، لیکن ایک کارخانے کی پروڈکٹ حلال ہوتی ہے اور دوسرے کی حلال نہیں ہوتی۔

چوتھا مرحلہ:

جب اس مادہ کا ماخذ متعین ہو جائے، تو اسی کے مطابق اس پر شرعی حکم کا اطلاق

ہوگا کہ یہ حلال ہے یا نہیں؟ لہٰذا اگر ماخذ معلوم کرنے میں غلطی ہوگئی تو شرعی حکم کا اطلاق بھی درست طور پر نہ ہوسکے گا۔

حلت و حرمت سے متعلق بنیادی شرعی ضابطہ:

غذاؤں کے حلال یا حرام ہونے کے بارے میں بنیادی ضابطہ یہ ہے کہ شرعاً کسی چیز کی حرمت کی علت یا وجوہات پانچ ہیں:

(1) کرامت (2) نجاست (3) مضرّت

(4) نشہ (5) استخباث[82]

---

(۸۲) (العقود الدرية في تنقيح الفتاوى الحامدية: (ج۲ص۳۳۲).*ضبط أهل الفقه حرمة التناول إما بالإسكار كالبنج وإما بالإضرار بالبدن كالتراب، والترياق أو بالاستقذار كالمخاط، والبزاق وهذا كله فيما كان طاهرا وبالجملة إن ثبت في هذا الدخان إضرار صرف خال عن المنافع فيجوز الإفتاء بتحريمه وإن لم يثبت انتفاعه فالأصل حله مع أن في الإفتاءبحله دفع الحرج عن المسلمين فإن أكثرهم مبتلون بتناوله مع أن تحليله أيسر من تحريمه.

ـــ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٥/ ٥٨).*والآدمي مكرم شرعا وإن كان كافرا فإيراد العقد عليه وابتذاله به وإلحاقه بالجمادات إذلال له. اهـ أي وهو غير جائز وبعضه في حكمه وصرح في فتح القدير ببطلانه.

ـــ (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٢٠٥).*والآدمي كالخنزير فيما ذكر تعظيما له انَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْہ(المائدة: ٩٠).

ـــ (مجمع الانهرج١ص٥٨).*والنجس كل مستقذر في الأصل مصدر استعمل اسما يطلق على الحقيقي، وهو الخبث وعلى الحكمي وهو الحدث والمراد ها هنا الأول.* شيخي زاده، ، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده(داماد)، (المتوفى: ١٠٧٨هـ)، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر،كتاب الانجاس،باباالطهارة، دار إحياء التراث العربي.

اب جب ہمیں اس مادہ کا ماخذ معلوم ہو جائے گا تو سب سے پہلے ہم یہ دیکھیں گے کہ:

۱: آیا یہ پاک ہے یا ناپاک۔ اگر ناپاک ہوا تو حرام شمار کیا جائے گا۔

۲: اگر پاک ہے تو پھر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ مادہ صحت کے لئے مضر تو نہیں؟ اگر **مضر** ہو گا تو حرام شمار کیا جائے گا۔

۳: اگر پاک بھی ہے، بظاہر مضر بھی نہیں تو اب یہ دیکھا جائے گا کہ یہ مادہ نشہ آور تو نہیں؟ اگر **نشہ آور** ہوا تو حرام شمار کیا جائے گا۔

۴: اگر پاک بھی ہے، مضر بھی نہیں، نشہ آور بھی نہیں، تو اب دیکھا جائے گا کہ اس مادہ میں استخباث تو نہیں؟ اگر **استخباث** ہے تو حرام شمار کیا جائے گا۔

۵: البتہ ایک مادہ اگر ایسا ہو کہ وہ پاک بھی ہے، مضر بھی نہیں، نشہ آور بھی نہیں اور اس میں استخباث بھی نہیں تو یہ مادہ حلال شمار کیا جائے گا۔

ـــ (البحرالمحيط في اصول الفقه ج:٨ص:٨).*الأصل في المنافع الإذن، وفي المضار المنع خلافا لبعضهم.* بدر الدين الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله، (المتوفى: ٧٩٤هـ)، البحر المحيط في أصول الفقه، الطبعة: الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م، الناشر: دار الكتبي-

ـــ (حجة الله البالغة ج٢ص٢٩٠).*وَاعْلَم أَن إِزَالَة الْعقل بتناول الْمُسكر يحكم الْعقل بقبحه لَا محَالة...لذَلِك اتّفق جَمِيع الْملَل والنحل على قبحه بالمرة.* الشاه ولي الله، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور الدهلوي،(المتوفى: ١١٧٦هـ)، حجة الله البالغة، الطبعة: الأولى، سنة الطبع: ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥م، الباب:المسكرات، دار الجيل، بيروت – لبنان.

ـــ (الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) ج٦ص٣٠٥).* (قوله والخبيث إلخ) قال في معراج الدراية: أجمع العلمـاء على أن المستخبثات حرام بالنص وهو قوله تعالى - {ويحرم عليهم الخبائث} [الأعراف: ١٥٧]- وما استطابه العرب حلال - ﴿ويحل لهم الطيبات﴾ [الأعراف: ١٥٧]- وما استخبثه العرب فهو حرام بالنص.

اہم ضابطہ:

مذکورہ بالا تفصیل سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ طہارت و نجاست الگ چیز ہے اور حلت و حرمت الگ چیز۔ نجس ہونا، حرام ہونے کی صرف ایک وجہ ہے۔ لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ یہ چیز پاک ہے تو لازمی طور پر حلال بھی ہوگی۔ ہو سکتا ہے کہ ایک چیز پاک ہو، لیکن اگر وہ مضر صحت ہے، تو اسے حرام شمار کیا جائے گا، جیسے مٹی۔ اسی طرح ایک چیز پاک تو ہے لیکن نشہ آور ہے، تو بھی اسے حرام شمار کیا جائے گا۔

غذاؤں کے بنیادی ذرائع کی شرعی حیثیت:

جیسا کہ بیان ہوا، اجزائے ترکیبی کے بنیادی ماخذ تین ہیں:

(۱)نباتات (۲)معدنیات یا جمادات (۳)حیوانات

ذیل میں ان تینوں بنیادی ممکنہ ذرائع (Sources) کی شرعی حیثیت کو نقشہ کی شکل میں بیان کیا گیا ہے تاکہ مادہ کا ماخذ معلوم ہونے کے بعد ان ضوابط کی روشنی میں ان کے حلال یا حرام ہونے کو آسانی سے پرکھا جاسکے۔

نباتات
مثلاً انگور، گندم، زعفران وغیرہ
نباتات سب پاک اور حلال ہیں سوائے دوصورتوں کے
۱۔ یہ اشیاء مضر ہوں
اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی
۲۔ یہ اشیاء نشہ آور ہوں
نشہ آور اشیاء بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں
۱۔ خشک
مثلاً افیون وغیرہ
خشک نشہ آور اشیاء کا استعمال دو طرح سے ہے
(۱) خارجی استعمال
(۲) کھانے کے طور پر استعمال
(۲) دوا کے طور پر کھانا
اتنی مقدار جس سے نشہ طاری ہو جائے
ہرگز جائز نہیں
اتنی مقدار جس سے نشہ طاری نہ ہو
جائز ہے۔
۲۔ سیال (مائع)
مائع مسکرات (نشہ آور اشیاء) کی دو قسمیں ہیں
۱۔ قطعی حرام اور نجس العین شرابیں
قطعی حرام اور نجس شرابیں چار ہیں
(۱)۔ خمر؛ (انگور کی کچی شراب)
(۲)۔ الطلاء؛ (انگور کی شراب)
(۳)۔ نقیع التمر (کھجور کی شراب)
(۴)۔ نقیع الزبیب (منقی کی شراب)
۲۔ قطعی حرام کے علاوہ دیگر عام شرابیں
طہارت ونجاست
حلت وحرمت
صنعتی مقاصد کے لئے استعمال، اتنی مقدار جس سے نشہ طاری نہ ہو
جائز ہے
اتنی مقدار جس سے نشہ طاری ہو جائے
حرام

جمادات
مثلاً مٹی، نمک، لوہا، سونا، چاندی وغیرہ
جمادات سب پاک اور حلال ہیں سوائے دوصورتوں کے
۱۔ یہ اشیاء مضر ہوں
مثلاً مٹی وغیرہ کا کھانا اگر مضر ہو تو ناجائز ہے
۲۔ یہ اشیاء نشہ آور ہوں
اگر مضر چیز کا نقصان کسی طرح جاتا رہے تو ممانعت بھی نہ رہے گی۔ اسی وجہ سے مٹی کا کھانا اگر مضر نہ ہو تو جائز ہے
جمادات کے نشہ آور ہونے کی صورت میں وہی تفصیل ہے جو کہ نباتات کے ذیل میں تحریر کی گئی ہے۔

باسمہ تعالی

تمہید

ساؤتھ افریقہ کے مسلمانوں کو تشویش ہوئی کہ بالوں کا کیراٹین ٹریٹمنٹ کرانے کے بعد وضواور غسل درست ہے یا نہیں۔ تشویش کی وجہ بعض لوگوں کی طرف سے پھیلائی گئی یہ غلط فہمی تھی کہ اس ٹریٹمنٹ کے بعد بالوں کی سطح پر ایک تہہ چڑھ جاتی ہے جو بالوں تک پانی کی رسائی کو روکتی ہے۔اور اگر پانی بالوں تک نہیں پہنچتا تو ہمارے وضو، غسل کا کیا ہو گا؟اسی فکر کی وجہ سے وہاں کے مسلمانوں نے سنحا ساؤتھ افریقہ سے اس سلسلے میں دریافت کیا اور سنحا ساؤتھ افریقہ نے شرعی تحقیق کے لیے یہ مسئلہ سنحا پاکستان کے پاس بھیج دیا۔زیر نظر تحریر وہ جواب ہے جو سنحا پاکستان کی طرف سے دیا گیا۔

از:

مفتی شعیب عالم

(شرعی مشیر برائے سنحا پاکستان)

کیراٹین ٹریٹمنٹ

برازیلین ٹریٹمنٹ کے بارے میں اس سے پہلے سنحا پاکستان کو دو تحریریں ارسال کر چکا ہوں۔ وہ تحریریں اس لحاظ سے تو مکمل اور مفید ہیں کہ ان میں بنیادی اصولوں اور احکام کا بیان ہے مگر اس پہلو سے وہ تشنہ تھیں کہ ان میں اس ٹریٹمنٹ کے بارے میں دو اور دو چار کی طرح کوئی واضح اور دوٹوک موقف اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ اس تشنگی کی وجہ یہ تھی کہ مینوفیکچرر اور ریگولیٹری کی رائے دستیاب نہ تھی مگر اب چونکہ دونوں کی رپورٹ سامنے آگئی ہے، اس لیے ان کی رپورٹ کی بنیاد پر کوئی غیر مبہم اور صاف موقف اختیار کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

سب سے پہلے اس ٹریٹمنٹ کے متعلق تعارفی گفتگو کی جاتی ہے تاکہ اس کی حقیقت واضح ہو جائے اور اس کے متعلق گفتگو کا سمجھنا آسان ہو۔

کیراٹین طریقہ علاج کیا ہے؟

(1) کیراٹین ٹریٹمنٹ دراصل ایک برازیلین طریقہ کار ہے جس کے ذریعے بالوں کو سیدھا، ریشمی اور چمک دار بنایا جاتا ہے۔ جن خواتین کے بال پھولے پھولے یا ناہموار ہوتے ہیں وہ اس ٹریٹمنٹ کے ذریعے بالوں کو ہموار اور سیدھا کر لیتی ہیں۔ اس ٹریٹمنٹ میں دو سے چار گھنٹے کا وقت صرف ہوتا ہے تاہم اصل مدار بالوں کی لمبائی اور کثرت پر منحصر ہے۔ بال جتنے

لمبے اور زیادہ ہوں گے، اتنا ہی زیادہ وقت صرف ہو گا۔ ایک مرتبہ ٹریٹمنٹ کے بعد پھر دو سے چارہ ماہ اور بعض بیوٹی ایکسپرٹس کے مطابق چھ ماہ تک دوبارہ ٹریٹمنٹ کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

(2) اس ٹریٹمنٹ کا طریقہ کار یہ ہے کہ پہلے بالوں کو ڈرائی شیمپو سے دھویا جاتا ہے تاکہ اگر بالوں میں تیل یا قدرتی چکنائی موجود ہو تو وہ نکل جائے، اس کے بعد بالوں میں کنگھا پھیرا جاتا ہے اور پھر بالوں کو سیدھا کرنے والی پروڈکٹ لگائی جاتی ہے اور اس کے ساتھ ہی بالوں کو سیدھا کرنے والی مشین(Hair straightening machine) پھیری جاتی ہے تاکہ لگائی جانے والی پروڈکٹ اپنی جگہ جم جائے اور پکی ہو جائے اور اپنے اثرات دکھانا شروع کر دے۔

(3) اس ٹریٹمنٹ میں ایک الفوم لڈی ہائڈ (Formaldehyde) نامی جزو کا استعمال کیا جاتا ہے جو بالوں کو طویل عرصہ تک ہموار رکھتا ہے جب کہ پروٹین (Protein) کی شمولیت سے بال مضبوط اور چمک دار ہو جاتے ہیں۔

(4) آج کل بیوٹی سیلونز میں برازیلین بلوآؤٹ، برازیلین ٹریٹمنٹ، گوبل کیراٹین کمپلیکس، کیراٹین کمپلیکس اسموتھنگ تھراپی وغیرہ کے نام سے کیراٹین ٹریٹمنٹ دی جاتی ہے۔ ان ناموں میں سے اگر کسی نام سے بالوں کی ٹریٹمنٹ کروائی جائے تو اس کا مطلب بالوں کو سیدھا کرنے کی ٹریٹمنٹ ہی ہے۔

مختصر تعارفی نکات:

کیراٹین ٹریٹمنٹ کے اس تعارف سے درج ذیل نکات واضح ہیں:

(الف) اس ٹریٹمنٹ میں ایک جزو الفوم لڈی ہائڈ استعمال ہوتا ہے جو بالوں کا سیدھا اور ہموار رکھتا ہے۔

(ب) پروڈکٹ میں پروٹین بھی شامل ہوتی ہے جس سے بال مضبوط اور چمک دار ہوتے ہیں۔

(ج) اس ٹریٹمنٹ کے ذریعے اس وقت کی بچت ہو سکتی ہے جو روزانہ کی بنیاد پر بالوں کو سیدھا کرنے والی مشین کے ذریعے صرف ہوتا ہے۔

(د) وقت کے ساتھ خرچ کی بچت بھی ہے اور بال چونکہ ایک طویل عرصہ تک سیدھے اور ریشمی رہتے ہیں، اس لیے روزانہ کی محنت سے نجات بھی ہے۔

شرعی جائزہ

کیراٹین ٹریٹمنٹ کا تعلق چونکہ بالوں کے ساتھ ہے اس لیے ہمیں بالوں کے متعلق احکام پر غور کرنا ہوگا اور احکام کا سرچشمہ چونکہ کتاب اللہ ہے اس لیے اولین طور پر ہمیں کتاب اللہ کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ قرآن حکیم میں جانوروں کے بالوں کا بطور احسان تذکرہ آیا ہے مگر وہ ہمارا موضوع نہیں۔ انسانی بالوں کے بارے

میں حلق اور قصر کا ذکر ہے لیکن حلق اور قصر کا تعلق بالوں کے رکھنے یا نہ رکھنے سے ہے جس سے بالوں کو رکھنے یا منڈوانے کا جواز تو ثابت ہوتا ہے لیکن مذکورہ ٹریٹمنٹ کے بارے میں اس سے استدلال کی گنجائش معلوم نہیں ہوتی البتہ انسان کی تخلیق کی بارے میں ''احسن تقویم'' کے الفاظ آئے ہیں اور سورہ نساء میں ''تغییر في خلق اللہ'' کی ممانعت وارد ہے لیکن مذکورہ ٹریٹمنٹ کو احسن تقویم کے خلاف اور تغییر فی خلق اللہ میں داخل قرار دینا بہت بعید معلوم ہوتا ہے اس لیے نتیجہ کے طور یہ کہنا درست معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ ٹریٹمنٹ کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں براہ راست کتاب اللہ کی روشنی میں کچھ کہنا مشکل ہے البتہ وہ آیات جن میں زیب وزینت اور بناؤ سنگھار کا ذکر ہے اور تبذیر واسراف کی ممانعت ہے، اس طرح کی اصولی احکام پر مشتمل آیات سے اس موضوع پر روشنی پڑتی ہے، جن کا ذکر آگے کیا جائے گا۔

احادیث وآثار میں کثرت اور وضاحت کے ساتھ بالوں کے احکام مذکور ہیں جن کا استیعاب کیا جائے تو ایک کتاب جتنی ضخامت پر مشتمل تحریر تیار ہوسکتی ہے۔ان احادیث وآثار کی وجہ سے فقہاء کرام نے بھی انسانی بالوں کو اپنی گفتگو کا موضوع بنایا ہے اور ان کی طہارت وعدم طہارت ، حلق وقصر اور خرید وفروخت وغیرہ مختلف حیثیتوں اور متنوع پہلوؤں پر بحث کی ہے۔ہمارا مقصود ان تمام احکام کا استیعاب نہیں بلکہ مذکورہ ٹریٹمنٹ سے متعلقہ احکام ہیں ،اس لیے ہم اپنے آپ کو

متعلقہ احکام کے بیان تک محدود رکھتے ہیں۔

کیراٹین ٹریٹمنٹ، ضرورت یازینت؟

مذکورہ ٹریٹمنٹ کے بارے میں پہلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کا استعمال ضرورت یاحاجت کے درجے میں آتا ہے یا نہیں۔ یہ سوال اس لیے ضروری ہے کہ ضرورت اور حاجت کی وجہ سے شریعت بڑی فراخ دلی اور نہایت وسعت ظرفی کے ساتھ گنجائش پر گنجائش دیتی ہے لیکن جب معاملہ شرعی ضرورت یاحاجت کے تحت نہ آتا ہو تو پھر شریعت کے احکام بے لچک ہو جاتے ہیں اور شریعت اس طرح رعایت اور سہولت نہیں دیتی جس طرح ضرورت اور حاجت کے وقت دیتی ہے۔[83]

مذکورہ ٹریٹمنٹ کا تعلق ضرورت یاحاجت[84] سے نہیں بلکہ آرائش وزیبائش

---

(٨٣) ﴿مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلَكِنْ يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُمْ وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ﴾. [المائدة: ٦]

ترجمہ: اللہ نہیں چاہتا کہ تم پر تنگی کرے، لیکن چاہتا ہے کہ تم کو پاک کرے اور پورا کرے اپنے احسان تم پر، تاکہ تم احسان مانو۔

— وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ. [الحج: ٧٨]

ترجمہ: ”تمہارے اوپر دین میں تنگی کو مسلط نہیں کیا گیا“۔

— صحيح البخاري (١/ ٥٤) أن أبا هريرة، قال: قام أعرابي فبال في المسجد، فتناوله الناس، فقال لهم النبي صلى الله عليه وسلم: «دعوه وهريقوا على بوله سجلا من ماء، أو ذنوبا من ماء، فإنما بعثتم ميسرين، ولم تبعثوا معسرين».

”تم آسانی پیدا کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو، دشواری میں ڈالنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے“۔

— صحيح البخاري (٤/ ١٨٩) عن عائشة رضي الله عنها، أنها قالت: «ما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين أمرين إلا أخذ أيسرهما.

(جب بھی نبی معظم ﷺ کو دو چیزوں کے مابین اختیار دیا گیا تو آپ نے سہولت والے امر کو اختیار کیا، الا یہ کہ وہ گناہ کا کام ہو (بایں طور کہ گناہ کا ذریعہ بن رہا ہو) تو ایسے موقع پر بہت دور بھاگنے والے تھے)۔

(84) ضرورت ضرر سے نکلا ہے، یہ لفظ نقصان کا ہم معنی ہے اور نفع کی ضد ہے اس مادہ سے جو الفاظ نکلتے ہیں ان

اور زیب وزینت سے ہے کیونکہ بالوں کو سیدھا اور ہموار رکھنے سے مقصود حسین اور پرکشش نظر آتا ہو جس سے انسان کے جمالیاتی ذوق کی تسکین ہوتی ہے لیکن کسی شرعی ضرورت کی تکمیل نہیں ہوتی۔

عناصر کا پاک یا ناپاک ہونا

دوسرا سوال یہ ہے کہ مذکورہ ٹریٹمنٹ میں استعمال ہونے والے اجزاء پاک اور حلال ہیں یا نہیں کیونکہ اگر پروڈکٹ کے تمام اجزاء نجس ہوں یا تمام اجزاء نجس نہ ہوں مگر اس میں کوئی نجس عنصر شامل ہوا تو پورا پروڈکٹ نجس کہلائے گا۔ نجس کا

تمام الفاظ میں تقریباً نقصان کا معنی پایا جاتا ہے۔

— معجم لغة الفقهاء (ص: ٢٨٣) الضرورة: بفتح فضم من الاضطرار، الحاجة الشديدة والمشقة والشدة التي لا مدفع لها، ج ضرائر وضرورات.

(ضرورت نام ہے حاجت شدیدہ کا اور ایسی مشقت کا جس کو ختم کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ہو)۔

— الموافقات (٢/ ٢١)وأما الحاجيات، فمعناها أنها مفتقر إليها من حيث التوسعة ورفع الضيق المؤدي في الغالب إلى الحرج والمشقة اللاحقة بفوت المطلوب، فإذا لم تراع دخل علىٰ المكلفين- على الجملة- الحرج والمشقة، ولكنه لا يبلغ مبلغ الفساد العادي المتوقع في المصالح العامة.

(حاجیات سے مراد یہ ہے کہ کشاکش اکثر اوقات حرج کا باعث بننے والی تنگی اور مقصود سے محرومی کی تکلیف سے نجات کے لیے اس کی حاجت محسوس کی جائے کہ اگر اس کی رعایت نہ کی جائے تو مکلفین فی الجملہ حرج و مشقت سے دوچار ہو جائیں گے لیکن یہ مشقت اس درجے کی نہیں ہوتی ہے جو عام طور سے مصالح علیہ میں پائی جاتی ہے)۔(جدید فقہی مباحث جلد 14 ص 24)۔ * قاضی، مجاہد الاسلام، بن مولانا عبد الاحد قاسمیؒ (متوفی 2002) جدید فقہی مباحث، سن اشاعت 2009، ناشر ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ، گلشن اقبال کراچی۔

-- حاجت کے معنی یہ ہیں کہ اگر وہ ممنوع چیز کو استعمال نہ کرے تو ہلاک تو نہیں ہوگا مگر مشقت اور تکلیف شدید ہوگی۔(جواہر الفقہ جلد ہفتم، ص:35)، بحوالہ حموی علی الاشباہ طبع ہند ص:108)۔ * مفتی اعظم پاکستان، محمد شفیع دیوبندی بن مولانا محمد یاسین، (المتوفی 6 اکتوبر 1976ء) جواہر الفقہ، طبع جدید ذی الحجہ، 1441ھ بمطابق نومبر 2010) مکتبہ دار العلوم کراچی۔

داخلی اور خارجی استعمال ممنوع ہوتا ہے اور صانع کے لیے پروڈکٹ میں نجس کا ملانا اور صارف کے لیے اس کا استعمال ناجائز ہوتا ہے۔ ایسے پروڈکٹ سے جب بال رنگ دیے جائیں گے تو تین مرتبہ دھونے کے بعد ہی بال پاک ہوں گے البتہ اگر نیل پالش کی طرح اس کی تہہ بالوں پر جم جائے تو پھر اس تہہ کا اتارنا بھی ضروری ہوگا۔

بہر حال نجس شے کا استعمال یا نجس پر مشتمل شے کا داخلی و خارجی استعمال بھی ممنوع ہوتا ہے[85]، مگر مذکورہ پروڈکٹ میں چونکہ کوئی ناپاک عنصر شامل نہیں اس لیے ناپاک ہونے کی وجہ سے اس کا استعمال ممنوع نہیں قرار دیا جا سکتا۔

بالوں کو سیدھا کرنے کی شرعی حیثیت

تیسرا سوال یہ ہے کہ بالوں کو سیدھا اور ہموار رکھنے کی شرعی حیثیت کیا ہے۔ اس سوال کا تعلق زیب وزینت سے ہے۔ بالوں کے متعلق حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ابوداؤد شریف میں روایت ہے کہ جس کے بال ہوں وہ ان کا اکرام کرے یعنی ان کو دھوئے، تیل لگائے اور کنگھا کرے[86]۔ امام مالک نے عطاء بن یسار سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آیا جس کے سر اور داڑھی کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے ان کی طرف

---

(٨٥) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٧٣٦).*(قوله تحرى وأكل) لأن للغالب حكم الكل، وكذا الزيت لو اختلط مع ودك الميتة أو الخنزير لا ينتفع به على كل حال إلا إذا غلب الزيت، لكن لا يحل أكله بل يستصبح به أو يبيعه مع بيان عيبه أو يدبغ به الجلود ويغسلها لأن المغلوب تبع للغالب ولا حكم للتبع لو كان معه ثياب مختلطة.

(٨٦) سنن أبي داود ت الأرنؤوط (٦/ ٢٤٠).*عن أبي هريرة، أن رسول الله – صلى الله عليه وسلم – قال: "من كان له شعر، فليكرمه.

اشارہ کیا گویا بالوں کے درست کرنے کا حکم دیتے ہیں، وہ شخص درست کرکے واپس آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا اس سے بہتر نہیں ہے کہ کوئی شخص بالوں کو بکھیر کر اس طرح آتا ہے گویا شیطان ہے[87] اس کے ساتھ اس روایت کا بھی اضافہ کیجیے جو صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی جمیل ہے اور جمال کو پسند کرتا ہے[88]۔ ان روایات کی بناء پر بالوں کے ساتھ کوئی ایسا عمل جائز معلوم ہوتا ہے جس سے ان کی خوب صورتی اور کشش میں اضافہ ہو البتہ زیب وزینت کے سلسلے میں شریعت نے مرد کے لیے زیادہ بناؤ سنگھار کو پسند نہیں کیا ہے چنانچہ بالوں میں کنگھی کے متعلق نسائی اور ابوداود میں حمید بن عبدالرحمٰن حمیری رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز روز کنگھا کرنے سے منع فرمایا۔[89] اس روایت کا مقصود یہ ہے کہ مرد کو زیادہ بناؤ سنگھار میں مشغول نہیں رہنا چاہیے۔

---

(٨٧) موطأ مالك ت الأعظمي (٥/ ١٣٨٤).*مالك، عن زيد بن أسلم؛ أن عطاء بن يسار أخبره قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد. فدخل رجل ثائر الرأس واللحية. فأشار إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بيده أن اخرج. كأنه يعني إصلاح شعر رأسه ولحيته. ففعل الرجل، ثم رجع. فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «أليس هذا خيرا من أن يأتي أحدكم ثائر الرأس كأنه شيطان؟».

(٨٨) صحيح مسلم (١/ ٩٣).* عن عبد الله بن مسعود، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا يدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبر» قال رجل: إن الرجل يحب أن يكون ثوبه حسنا ونعله حسنة، قال: «إن الله جميل يحب الجمال.

(٨٩) سنن النسائي (٨/ ١٣١).*عن حميد بن عبد الرحمن الحميري قال: لقيت رجلا صحب النبي صلى الله عليه وسلم كما صحبه أبو هريرة أربع سنين، قال: «نهانا رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يمتشط أحدنا كل يوم»

— سنن أبي داود ت الأرنؤوط (١/ ٢٣). *عن حميد الحميري –وهو ابن عبد الرحمن– قال: لقيت رجلا صحب النبي – صلى الله عليه وسلم – كما صحبه أبو هريرة، قال: نهى رسول الله – صلى الله عليه وسلم – أن يمتشط أحدنا كل يوم.

عورت کے لیے زینت مطلوب ہے مگر زینت کا حصول چند شرائط کے تابع ہونا چاہیے، مثلاً:

(1) زینت کے لیے جن اشیاء کا استعمال ہو، وہ خود جائز ہوں۔

(2) زینت ایسی نہ ہو جس سے غیر قوموں کی مشابہت لازم آئے۔

(3) مرد و عورت ایک دوسرے کی نقالی نہ کریں۔

(4) زینت کے حصول میں اسراف سے گریز ہو۔

(5) زینت کسی ایسے طریقے سے حاصل نہ کی جائے جس کی قرآن وسنت میں ممانعت آئی ہو۔

(6) زینت اجنبیوں کے لیے نہ ہو اور زینت کے ساتھ گھر سے بے پردہ نکلنا نہ ہو ورنہ وہ تبرج (جاہلی بناؤ سنگھار) میں داخل ہے۔ تبرج کی حقیقت ہی یہ ہے کہ عورت بہ تکلف اپنے ان محاسن کا اظہار کرے جن کا چھپانا ضروری ہے۔[90]

---

(٩٠) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٣٧٣). *(قوله والنامصة إلخ) ذكره في الاختيار أيضا وفي المغرب.
النمص: نتف الشعر ومنه المنماص المنقاش اهـ ولعله محمول على ما إذا فعلته لتتزين للأجانب، وإلا فلو كان في وجهها شعر ينفر زوجها عنها بسببه، ففي تحريم إزالته بعد، لأن الزينة للنساء مطلوبة للتحسين، إلا أن يحمل على ما لا ضرورة إليه لما في نتفه بالمنماص من الإيذاء. وفي تبيين المحارم إزالة الشعر من الوجه حرام إلا إذا نبت للمرأة لحية أو شوارب فلا تحرم إزالته بل تستحب اهـ، وفي التتارخانية عن المضمرات: ولا بأس بأخذ الحاجبين وشعر وجهه ما لم يشبه المخنث اهـ ومثله في المجتبى تأمل.

یہ زینت کے عام احکام ہیں۔ اگر ایک مسلمان ان کی خلاف ورزی کرتا ہے تو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے مگر اس کے اثر سے مذکورہ پروڈکٹ حرام نہیں ٹھہرتا بشرطیکہ وہ خود پاک ہو۔

خضاب کا حکم

چوتھا سوال یہ ہے کہ کیا مرد وعورت کے لیے بالوں کا رنگنا جائز ہے کیونکہ مذکورہ ٹریٹمنٹ سے بالوں کی رنگت بھی بدل جاتی ہے اس سوال کا تعلق خضاب سے ہے۔ خضاب کے متعلق صحیح بخاری اور مسلم شریف میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ یہود ونصاری خضاب نہیں کرتے تم ان کی مخالفت کرو یعنی خضاب کرو۔[91] صحیح مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ فتح مکہ کے دن ابوقحافہ (حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے والد گرامی) لائے گئے اور ان کا سر اور داڑھی ثغامہ (ایک گھاس) کی طرح سفید تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اس کو کسی چیز سے بدل دو یعنی خضاب لگاؤ مگر سیاہی سے بچو یعنی سیاہ خضاب نہ لگانا۔[92] ابوداود شریف میں حضرت ابن عباس رضی اللہ سے مروی ہے کہ نبی کریم

(٩١) صحيح البخاري (٤/ ١٧٠). ❊إن أبا هريرة رضي الله عنه، قال: إن رسول الله صلى الله عليه وسلم، قال: «إن اليهود، والنصارى لا يصبغون، فخالفوهم».

ـــ صحيح مسلم (٣/ ١٦٦٣).❊ عن أبي هريرة، أن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «إن اليهود والنصارى لا يصبغون، فخالفوهم».

(٩٢) صحيح مسلم (٣/ ١٦٦٣).❊عن جابر، قال: أتي بأبي قحافة - أو جاء عام الفتح، أو يوم الفتح - ورأسه ولحيته مثل الثغام - أو الثغامة - فأمر - أو فأمر به - إلى نسائه،

ﷺ نے فرمایا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ ہوں گے جو سیاہ خضاب کریں گے جیسے کبوتر کے پوٹے وہ لوگ جنت کی خوشبو بھی نہیں پائیں گے۔[93] ترمذی، ابوداود اور نسائی کی روایت ہے کہ سب سے اچھی چیز جس سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جائے مہندی یا کتم ہے یعنی مہندی لگائی جائے یا کتم۔[94] حضرت ابن عباس کی روایت سے امام ابوداود نے نقل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے سامنے ایک شخص گزرا جس نے مہندی کا خضاب کیا تھا ارشاد فرمایا یہ خوب اچھا ہے پھر ایک دوسرا شخص گزرا جس نے مہندی اور کتم کا خضاب کیا تھا فرمایا یہ اس سے بھی اچھا ہے پھر ایک شخص کا گزر ہوا جس نے زرد خضاب کیا تھا فرمایا یہ سب سے اچھا ہے۔[95] مستدرک میں حضرت

قال: «غيروا هذا بشيء».

- صحيح مسلم (٣/ ١٦٦٣).* عن جابر بن عبد الله، قال: أتي بأبي قحافة يوم فتح مكة ورأسه ولحيته كالثغامة بياضا، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «غيروا هذا بشيء، واجتنبوا السواد».

(٩٣) سنن أبي داود ت الأرنؤوط(٢٧٢ / ٦) .*عن ابن عباس، قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم - : "يكون قوم يخضبون في آخر الزمان بالسواد كحواصل الحمام، لا يريحون رائحة الجنة".

(٩٤) سنن الترمذي ت بشار (٣/ ٢٨٤). *عن أبي ذر، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن أحسن ما غير به الشيب الحناء والكتم.

- سنن أبي داود ت الأرنؤوط (٦/ ٢٦٨).* عن أبي ذر، قال: قال رسول الله - صلى الله عليه وسلم -: "إن أحسن ما غير به هذا الشيب الحناء والكتم".

(٩٥) سنن أبي داود ت الأرنؤوط (٦/ ٢٧٢).*عن ابن عباس، قال: مر على النبي - صلى الله عليه وسلم - رجل قد خضب بالحناء، فقال: "ما أحسن هذا!" قال: فمر آخر قد خضب بالحناء والكتم، فقال: "هذا أحسن من هذا" قال: فمر آخر قد خضب

ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ کہ مومن کا خضاب زردی ہے اور مسلم کا خضاب سرخی ہے اور کافر کا خضاب سیاہی ہے۔(96)

ان روایات کی بناپر فقہاء لکھتے ہیں کہ سیاہ رنگ کے علاوہ کسی دوسرے رنگ کا خضاب جائز بلکہ مستحب ہے اور مہندی کا خالص سرخ خضاب یا کچھ سیاہی مائل جس میں کتم شامل ہو مسنون ہے لیکن خالص سیاہ خضاب کا استعمال مرد وعورت دونوں کے لیے ممنوع اور حرام ہے کیونکہ اس بارے میں سخت وعیدیں وارد ہیں البتہ مجاہد کے لیے جہاد کے موقع پر دشمن پر رعب ڈالنے کے لیے خالص سیاہ خضاب کا استعمال مستحسن ہے۔(97)

مرد یا عورت کے لیے دھوکہ سے اپنے آپ کو جوان ظاہر کرنے کے لیے سیاہ

بالصفرة، فقال: "هذا أحسن من هذا كله".

(٩٦) المستدرك على الصحيحين للحاكم (٣/ ٦٠٤). *فقال عبد الله بن عمر: السلام عليك أيها الشويب، فقال له ابن عمرو: أما تعرفني يا أبا عبد الرحمن؟ قال: بلى أعرفك شيخا، فأنت اليوم شاب إني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: «الصفرة خضاب المؤمن، والحمرة خضاب المسلم، والسواد خضاب الكافر».

(٩٧) المحيط البرهاني في الفقه النعماني (٥/ ٣٧٧).*وأما الخضاب بالسواد: فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود منه، اتفق عليه المشايخ، ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء، وليحبب نفسه إليهن فذلك مكروه عليه عامة المشايخ. وبنحوه ورد الأثر عن عمر رضي الله عنه.

__ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٢٢). *قال في الذخيرة: أما الخضاب بالسواد للغزو، ليكون أهيب في عين العدو فهو محمود بالاتفاق وإن ليزين نفسه للنساء فمكروه.

__ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٧٥٦). *قال الحموي وهذا في حق غير الغزاة ولا يحرم في حقهما للإرهاب.

خضاب بھی بالاتفاق ناجائز ہے،اسی طرح بیوی کی دلجوئی کے لیے بھی مشائخ اسے ممنوع لکھتے ہیں۔امام ابو یوسف سے اس سلسلے میں جواز کا قول منسوب کیا جاتا ہے مگر حکیم الامت حضرت تھانویؒ نے ''اصلاح الرسوم'' میں اسے مرجوح قرار دیا ہے۔[98]

آج کل جو ہیئر کلر دستیاب ہیں ان کا حکم یہ ہے کہ جو کلر بالوں کو خالص سیاہ کردے وہ ناجائز ہے اور جو سیاہ نہ کرے یا ایسا سرخ کرے جو سیاہی مائل ہو تو اس کا استعمال جائز ہے۔

برازیلین ٹریٹمنٹ پر اس پہلو سے بحث کا حاصل یہ ہے کہ اگرچہ خالص سیاہ رنگ کا استعمال ناجائز ہے تاہم سیاہ رنگ کے ہیئر کلر کا تیار کرنا ناجائز نہیں ہے کیونکہ اس کا جائز استعمال ممکن ہے۔

طہارت کا مسئلہ

مذکورہ ٹریٹمنٹ کے بارے میں آخری اور بنیادی سوال یہ ہے کہ اس کے استعمال کے بعد بالوں تک پانی پہنچتا ہے یا نہیں، بالفاظ دیگر مذکورہ ٹریٹمنٹ واٹر پروف ہے یا

---

(98) (اصلاح الرسوم ص 31، پانچویں فصل خضاب لگانا)۔ *بعض لوگ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کی روایت کو پیش کیا کرتے ہیں۔ سو بشرط ثبوت اس روایت کے اور ان کے رجوع نہ کرنے کے جواب یہ ہیں کہ رسم المفتی میں یہ بات مقرر ہو چکی ہے کہ صاحبین رحمہما اللہ میں اگر اختلاف ہو تو جس کے ساتھ امام اعظم رحمہ اللہ ہوں گے اس قول پر فتویٰ ہو گا خصوصاً جب کہ وہ قول دلیل صریح صحیح سے موید بھی ہو، اس لیے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر عمل کرنا خلاف اصول مقررہ مذہب حنفی ہے اور بوجہ موجود ہونے دلیل صحیح صریح کے خلاف دیانت بھی ہے۔ *حکیم الامت، اشرف علی تھانوی بن شیخ عبد الحق رحمہ اللہ (متوفی 1362ھ)، اصلاح الرسوم، مطبع لٹل سٹار پرنٹرز۔ مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور۔

نہیں ؟ یہی اصل اور حل طلب نکتہ ہے۔آیا مذکورہ ٹریٹمنٹ نیل پالش ،آئل پینٹ اور ایلفی کی طرح بالوں تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے یا مٹی اور آٹے کی طرح پانی اپنی لطافت کی وجہ سے اس میں سرایت کر جاتا ہے اور تری بالوں تک پہنچ جاتی ہے ؟

اگر مذکورہ ٹریٹمنٹ بالوں تک پانی کی رسائی میں رکاوٹ نہیں بنتی ہے اور جس طرح مہندی لگانے یا بالوں کو رنگنے کے بعد پانی بلا تکلف بالوں تک پہنچ جاتا ہے،اسی طرح مذکورہ ٹریٹمنٹ کے بعد بھی بالوں پر پانی پہنچ جاتا ہے تو ایسی ٹریٹمنٹ کے بعد وضو اور غسل درست ہیں اور اگر مذکورہ ٹریٹمنٹ کی نوعیت نیل پالش کی طرح ہے جس میں ایک تہہ ناخن پر چڑھ جاتی ہے اور وہ تہہ پانی کو بالوں تک نہیں پہنچنے دیتی ہے تو پھر ایک مسلمان کو ایسی ٹریٹمنٹ کے استعمال سے احتیاط برتنا ہوگی۔[99]

---

(٩٩) الفتاوى الهندية (١/ ٤) إن بقي من موضع الوضوء قدر رأس إبرة أو لزق بأصل ظفره طين يابس أو رطب لم يجز وإن تلطخ يده بخمير أو حناء جازوسئل الدبوسي عمن عجن فأصاب يده عجين فيبس وتوضأ قال: يجزيه إذا كان قليلا. كذا في الزاهدي وما تحت الأظافير من أعضاء الوضوء حتى لو كان فيه عجين يجب إيصال الماء إلى ما تحته. كذا في الخلاصة وأكثر المعتبرات.

— الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ١٥٤). *لكن في النهر: ولو في أظفاره طين أو عجين فالفتوى على أنه مغتفر قرويا كان أو مدنيا. اهـ. نعم ذكر الخلاف في شرح المنية في العجين واستظهر المنع.

— الفقه الحنفي وادلته ج١ ص:٦١ طبع بيروت لبنان. *ولا بد من زوال مايمنع وصول الماء الي الجسد، كطلاء الاظافرونحوها.

مسح اور غسل کی حقیقت

اگر بالوں پر ایک تہہ جم جائے اور پانی بہانے سے تری بالوں تک پہنچ جائے اور بال کسی قدر گیلے ہو جائیں تو شریعت کی رو سے مسح کا مقصد تو حاصل ہو جاتا ہے لیکن غسل کی حقیقت حاصل نہیں ہوتی کیونکہ تری کا جسم تک پہنچنا مسح ہوتا ہے جب کہ پانی کا عضو پر بہہ جانا غسل کہلاتا ہے۔

فتاوی کی معتبر ترین کتاب ردالمحتار میں ہے کہ تری بغیر قطرے ٹپکے مسح ہے: أن البل بلا تقاطر مسح، [100] غسل کی حقیقت کے متعلق در مختار میں لکھا ہے کہ قطرے ٹپکنے تک پانی بہنا غسل ہے: (غسل الوجه) أي إسالة الماء مع التقاطر [101] مسح کی ضرورت وضو میں ہوتی ہے لیکن پانی بہانے کی ضرورت وضو اور غسل دونوں میں ہوتی ہے، اب کتنی مقدار پانی بہنا شرط ہے؟ فقہاء لکھتے ہیں کہ کم از کم دو قطرے اس عضو سے ٹپکنے چاہیئے۔ در مختار فرائض الوضو کی درج ذیل عبارت ملاحظہ کیجیے: (غسل الوجه) أي إسالة الماء مع التقاطر ولو قطرة. وفي الفيض أقله قطرتان في الأصح.

علامہ شامی مذکورہ بالا عبارت کے تحت لکھتے ہیں کہ تقاطر (صیغہ تفاعل) سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دو بوند پانی ٹپکنا شرط ہے۔ يدل عليه صيغة التفاعل. اهـ. [102]

---

(١٠٠) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار)(٩٦ / ١) .
(١٠١) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٩٥).
(١٠٢) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٩٦).

غسل اور مسح کی حقیقت واضح ہونے کے بعد غسل اور مسح کے متعلق شریعت کا حکم یہ ہے کہ غسل میں سر کے بالوں کی نوک سے پاؤں کے تلوؤں تک پانی بہنا شرط ہے اور اگر بال کی نوک برابر جگہ بھی خشک رہ گئی تو غسل نہ ہو گا۔

سر کے بالوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں تو ہر ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی کا بہنا شرط ہے اور اگر گندھے ہوئے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر دھوئے۔ عورت پر صرف بالوں کے جڑوں کو تر کر لینا کافی ہے کیونکہ عورتوں کو بال رکھنے کا حکم ہے اور جب وہ بال رکھتی ہیں تو اس کی چوٹیاں بنا لیتی ہیں جنہیں بار بار کھولنے میں حرج و مشقت ہے اس لیے بال کھولنا ان کے لیے ضروری نہیں ہے تاہم اگر بال اس قدر سخت گندھے ہوئے ہوں کہ کھولے بغیر جڑیں تر نہ ہوں تو پھر انہیں کھولنا ضروری ہے۔[103]

---

(١٠٣) البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (١/ ٥٤).*تنقض ضفيرة إن بل أصلها) أي ولا يجب على المرأة أن تنقض ضفيرتها إن بلت في الاغتسال أصل شعرها والضفيرة بالضاد المعجمة الذؤابة من الضفر، وهو فتل الشعر وإدخال بعضه في بعض ولا يقال بالظاء والأصل فيه ما رواه مسلم وغيره عن أم سلمة «قالت: قلت: يا رسول الله إني امرأة أشد ضفر رأسي أفأنقضه لغسل الجنابة فقال: لا إنما يكفيك أن تحثي على رأسك ثلاث حثيات ثم تفيضين عليك الماء فتطهرين وفي رواية أفأنقضه للحيض والجنابة».

- الفتاوى الهندية (١/ ١٣). *وليس على المرأة أن تنقض ضفائرها في الغسل إذا بلغ الماء أصول الشعر وليس عليها بل ذوائبها هو الصحيح. كذا في الهداية.ولو كان شعر المرأة منقوضا يجب إيصال الماء إلى أثنائه ويجب على الرجل إيصال الماء إلى أثناء اللحية كما يجب إلى أصولها وإلى أثناء شعره وإن كان ضفيرا. كذا في محيط السرخسي.

وضو میں سر کے بالوں کا حکم یہ ہے کہ سر پر بال نہ ہو تو جلد کی چوتھائی حصے پر اور اگر بال ہوں تو خاص سر کے بالوں کی چوتھائی پر مسح فرض ہے۔

داڑھی کا حکم یہ ہے کہ داڑھی کے بال گھنے نہ ہوں تو جلد کا دھولینا فرض ہے اور اگر گھنے ہوں تو جو بال چہرے کے حدود میں ہوں ان کا دھونا فرض ہے لیکن ان کی جڑوں کا دھونا فرض نہیں ہے۔

غسل کے حکم سے معلوم ہوا کہ ہر ہر بال کو جڑ سے نوک تک صرف تر کرلینا کافی نہیں ہے بلکہ دھونا ضروری ہے اور دھونے کی تعریف سے معلوم ہوا کہ صرف تری پہنچنے، بھیگ جانے یا تیل کی طرح پانی چپڑ لینے یا ایک بوند کے ٹپک جانے کو غسل (دھونا) نہیں کہتے ہیں۔

الحاصل غسل میں سر کے بالوں کا دھونا اور وضو میں ان تک تری کا پہنچنا شرط ہے، لہذا اگر کوئی ہیئر کلر استعمال کرنے کے بعد غسل کیا جائے اور پانی بالوں پر نہ بہتا ہو اور مسح کرنے کی صورت میں بالوں تک تری نہ پہنچتی ہو تو وضو اور غسل درست نہ ہوں گے البتہ جیسا کہ ماقبل میں بیان ہوا کہ وہ عورت جس کے بال گندھے ہوئے ہوں اس کو بوجہ حرج و مشقت شریعت نے اجازت دی ہے کہ وہ بال نہ کھولے بلکہ صرف بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچادے تو اس کا غسل درست ہو جائے گا۔

بحث کی تکمیل سے پہلے ایک اور متعلقہ امر پر مختصر گفتگو مناسب معلوم ہوتی ہے۔ جو لوگ آٹا گوندھنے اور پکانے کا کام کرتے ہوں، ان کے ہاتھوں پر اگر آٹا رہ

جائے، رنگریز کے ہاتھوں پر اگر رنگ اور عورت کے ہاتھوں پر مہندی اور کاتب کے ناخن پر روشنائی اور مزدور کے ہاتھوں پر گارا مٹی اور عام لوگوں کے بدن پر میل مٹی اور غبار یا مکھی مچھر کی بیٹ اگر رہ جائے اور وہ غسل کر لیں تو ان کا غسل درست ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان اشخاص کی طرح مذکورہ ٹریٹمنٹ کرانے والوں کو بھی شریعت گنجائش دے گی یا نہیں؟

اس سوال کا جواب نفی میں ہے کیونکہ مذکورہ اشخاص کو شریعت نے حرج کی وجہ سے سہولت دی ہے۔ حرج کی شریعت میں تین صورتیں ہیں:

کبھی حرج اس وجہ سے ہوتا ہے کہ مضرت کا اندیشہ ہوتا ہے جیسے آنکھ کے اندر پانی پہنچانا ناممکن نہیں لیکن نقصان کا اندیشہ ہے۔

کبھی حرج اس وجہ سے ہوتا ہے کہ مشقت ہوتی ہے مثلا عورت کے بال گندھے ہوئے ہوں تو کھولنے میں مشقت ہے۔

کبھی حرج اس سے ہوتا ہے کہ بچنا مشکل ہوتا ہے جیسے آٹا گوندھنے کے بعد ناخن کے اندر یا اس کے اوپر آٹے کا رہ جانا یا کوئی بال الجھا ہو تو غسل کے وقت اس کا معاف ہونا۔

اس تیسری قسم میں معافی کی اصل حکمت یہ ہے کہ ان اشیاء کا علم نہیں ہوتا ہے اور بے دھیانی میں انسان وضو یا غسل کر لیتا ہے لیکن جب ان کا علم ہو جائے تو پھر ان کا چھڑانا ضروری ہوتا ہے۔

جو لوگ کسی ضرورت کی وجہ سے نہیں بلکہ محض حسن وجمال میں اضافہ کے مقصد سے کوئی ایسی ٹریٹمنٹ کراتے ہیں جو بدن تک پانی کی رسائی میں مانع ہو تو انہیں اسے اتار کر وضو اور غسل کا حکم دیا جائے گا کیونکہ جہاں مقصد حسن وجمال ہوتا ہے وہاں شریعت وضو اور غسل سے مانع اشیاء کے ازالے کا حکم دیتی ہے جیسا کہ اگر نیل پالش لگی ہوئی ہو تو اسے صاف کرنا ضروری ہوتا ہے، دوسری طرف اگر شرعی ضرورت ہو تو شریعت بڑی کشادگی کے ساتھ رخصت دیتی ہے چنانچہ زخم کی پٹی اتارنے کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اس پر مسح کافی ہوتا ہے اور اگر مسح بھی مضر ہو تو وہ بھی ساقط ہو جاتا ہے۔ بہر حال ایسے لوگ شریعت کی مذکورہ سہولت سے فائدہ اٹھانے کے مستحق نہیں ہوں گے جنہوں نے محض خوبصورتی میں اضافے کے لیے بالوں پر کوئی ایسا عمل کیا ہو جس سے ان کے بالوں تک پانی نہ پہنچتا ہو۔

خلاصہ بحث:

اب تک بالوں پر ٹریٹمنٹ کے متعلق چار پہلوؤں سے بحث ہو چکی، یعنی یہ کہ:

بالوں کی سیدھا کرنے کی ٹریٹمنٹ شرعی ضرورت یا حاجت کے درجے میں آتی ہے یا آرائش وزیبائش کے زمرے میں داخل ہے۔

مذکورہ ٹریٹمنٹ میں استعمال ہونے والے اجزاء پاک ہیں یا ناپاک۔

بالوں کو سیدھا اور ہموار رکھنے کی شرعاً کیا حیثیت ہے۔

خضاب کا شرعی حکم کیا ہے۔

(Brazil Cacao Hair Straightening Treatment) کا حکم:

Brazil Cacao Hair Straightening Treatment کے استعمال کے بعد وضو اور غسل درست ہیں یا نہیں، اس سوال کے جواب کا مدار چونکہ اس ٹریٹمنٹ کے واٹر پروف ہونے یا نہ ہونے پر تھا، اس لیے احقر نے اپنی پچھلی تحریر میں لکھا تھا کہ:

کسی حتمی رائے تک پہنچنے کے لیے ضروری ہو گا کہ:

(1) سنحا کار یگولیٹری یا دیگر متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اس سلسلے میں کوئی تحریری بیان جاری کرے جس میں کیراٹین ٹریٹمنٹ کی حقیقت بیان کی گئی ہو۔

(2) کسی سائنسی ادارے کی رائے حاصل کرلی جائے۔

(3) خود مینو فیکچرر کی رائے بھی قابل احترام ہے اور وقعت رکھتی ہے مگر ایک گونہ فریق ہونے کی حیثیت سے اس کی رائے پر کلی اعتماد تحقیق کے اعلی اصولوں کے منافی ہو گا۔

بہرحال ہم اپنے طور پر حقیقت حال کی تلاش میں ہیں اور مفید معلومات کے منتظر ہیں۔

ان استفسارات کے بعد اب سنحار یگولیٹری اور خود مینو فیکچرر کی رائے دستیاب ہو گئی ہے، جس کے بعد ہمارے لیے حتمی رائے قائم کرنا ممکن ہو گیا ہے۔

مینوفیکچرر کی رپورٹ

مینوفیکچرر نے اپنی طویل مطالعاتی تحقیق کا اختتام جن الفاظ پر کیا ہے اس کا حاصل یہ ہے:

گلایوکزیلک ایسڈ (جو برازیلین ایفرو کرٹین میں شامل ہے) کے ذریعے سیدھے کیے گئے بالوں اور عام بالوں میں جن پر کوئی بھی کیمیکل نہ لگایا گیا ہو، پانی کے پہنچنے میں تقریباً تین فیصد برابر ہی ہیں۔ افریقن برازیلین کرٹین کے ذریعے ہیئر ٹریٹمنٹ کے بعد پانی برابر بالوں کے اندرونی دوسرے حصے تک پہنچتا رہتا ہے۔ اس کے بالمقابل، جن بالوں کو formaldehyde کے ذریعے سیدھا کیا گیا ہو ان بالوں میں پانی بالوں کے اندرونی حصے تک نہیں پہنچ سکتا ہے، اس لیے کہ اس طریق کار سے بالوں پر polyacetal polymeric film کی تہہ جم جاتی ہے۔ گیلے بالوں میں خاص قسم کی لچک میں کمی ہونا بھی فائبر میٹرکس میں hydrophobic polyacetal film کی تہہ کے پائے جانے کی دلیل ہوتا ہے۔

جب بغیر ٹریٹمنٹ کیے گیلے بالوں کا موازنہ glyoxylic acid (Brazilian Afro Keratin - INOAR) اور formaldehyde کے ذریعے ٹریٹ کیے گئے بالوں کے ساتھ کیا گیا تو بالوں کو پہنچنے والی تری پہلے فارمولے کے استعمال کی صورت میں سات فیصد اور دوسرے فارمولے کے استعمال کی صورت میں پچیس فیصد کم تھی۔

بالوں کے ٹوٹنے یا کسی بھی شکل میں ڈھلنے کی صلاحیت ان بالوں میں جو (glyoxylic acid (Brazilian Afro Keratin - INOAR) کے ذریعے سیدھے کیے گئے ہوں عام بالوں ہی کی جیسی برقرار رہتی ہے۔

اس رپورٹ سے واضح ہے کہ برازیلین ہیئر ٹریٹمنٹ کے بعد پانی بالوں کے دوسری تہہ CORTEX تک پہنچتا ہے لیکن جب formaldehyde کے ذریعے سیدھا کیا گیا ہو ان بالوں میں پانی اندرونی تہہ تک نہیں پہنچتا جس کا مطلب ہے کہ دوسری تہہ تک تو پانی نہیں پہنچتا لیکن پہلی تک جو بالوں کی ظاہری سطح ہوتی ہے اور جسے CUTICLE کہتے ہیں، اس تک پانی پہنچ جاتا ہے۔ اگر حقیقت یہی ہے تو وضو اور غسل کے لیے اس قدر کافی ہے کیونکہ وضو اور غسل میں بالوں کی صرف ظاہری سطح تک ہی پانی کا پہنچنا لازم ہوتا ہے، بال کے اندرونی پرت یا پرتوں کا دھونا یا ان تک پانی کا پہنچانا وضو اور غسل کے درست ہونے کی شرط نہیں ہے۔

ریگولیٹری ڈیپارٹمنٹ کی رپورٹ

مینوفیکچرر کی مذکورہ بالا رپورٹ سے سنحا کے ریگولیٹری ڈیپارٹمنٹ نے جو نتیجہ اخذ کیا ہے وہ درج ذیل ہے:

From the results of this study, I can conclude that water is able reach the hair
cuticle after the straightening treatment with both formaldehyde and with glyoxylic acid.

یہ تجزیہ بھی اس بارے میں صریح ہے کہ برازیلین ہیئر ٹریٹمنٹ بالوں تک پانی

کے پہنچنے میں رکاوٹ نہیں ہے، بلکہ ریگولیٹری نے اپنی رپورٹ میں مینوفیکچرر سے بڑھ کر پانی کی رسائی کا دعوی کیا ہے۔ مینوفیکچرر صرف بالوں کے ظاہری سطح تک جب تک ریگولیٹری بالوں کے اندرون تک پانی کے پہنچنے کی مدعی ہے۔

اختتامیہ:

مینوفیکچرر اور سنحا ریگولیٹری کی رپورٹ کی بنیاد پر یہ امر واضح ہے کہ برازیلین ٹریٹمنٹ کے بعد پانی بالوں کے ظاہری سطح تک پہنچ جاتا ہے، اس لیے متذکرہ ٹریٹمنٹ کے استعمال کی صورت میں وضو اور غسل درست ہے۔ وصلی اللہ وسلم علی سیدالانبیاء وعلی آله وصحبه أجمعين.

مفتی شعیب عالم

شرعی مشیر برائے سنحا پاکستان

۳۰ ستمبر ۲۰۱۶ء

سرکہ سے متعلق شرعی احکام

کچھ عرصہ قبل حلال سے متعلق ایک انٹرنیشنل فورم پر سرکہ سے متعلق کچھ گفتگو سننے کو ملی، جس سے اندازہ ہوا کہ گفتگو میں شریک حلال تصدیقاتی اداروں سے تعلق رکھنے والے افراد اصل شرعی مسئلے سے متعلق شرعی تفصیلات سے کما حقہ واقف نہیں، بس سطحی معلومات ہی رکھتے ہیں جو مختلف حلال سٹینڈرڑز میں لکھی ہوئی ہے یا انٹرنیٹ سے کچھ پڑھا ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہو رہا تھا ہر ایک شرعی اصولوں سے ناواقفیت کی بنا پر اپنی اپنی عقلیں لڑا رہا تھا جو شریعت کی روشنی میں انتہائی خطرناک عمل ہے، کیونکہ شرعی مسائل میں بغیر شرعی دلائل کے گفتگو کرنے سے شریعت نے منع کیا ہے اور وجہ بھی بتائی ہے کہ انسان نادانی میں کہیں کوئی ایسا جملہ نہ بول بیٹھے جس سے اس کا ایمان خطرے میں پڑ جائے۔

اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے ہم نے اپنی ہفتہ وار فقہی مجلس میں یہ بات رکھی کہ اس موضوع پر چاروں فقہ کی روشنی میں تفصیلی ریسرچ پیپر تیار کیا جائے تاکہ جو شخص جس فقہ پر عمل پیرا ہے اسے اپنی فقہ کا موقف اور دلائل معلوم ہوں۔

الحمدللہ اس وقت تحقیقی مقالہ تیار ہے اور اللہ سے دعا ہے کہ اسے ہم سب کے لئے نافع بنائے۔

از: مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا پاکستان

سرکہ سے متعلق شرعی احکام

سرکہ کے بارے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں، جن میں نبی کریم ﷺ نے سرکہ کی تعریف کی ہے۔

چناں چہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ اپنے گھر والوں سے کھانے کے لیے سالن کے بارے میں پوچھا، تو انھوں نے کہا کہ ہمارے ہاں سرکہ کے علاوہ کوئی چیز نہیں، نبی کریم ﷺ نے وہی منگوایا اور اسی کے ساتھ کھانا کھانے لگے اور یہ فرماتے رہے کہ بہترین سالن سرکہ ہے، بہترین سالن سرکہ ہے۔[104]

ایک اور روایت میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں، وہ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے، رسول اللہ ﷺ کو بھوک لگی تھی، مجھے فرمایا: کیا آپ کے پاس کچھ کھانے کو ہے؟ میں نے عرض کیا کہ میرے پاس سوکھی روٹی کا ایک ٹکڑا ہے، اور مجھے حیا آتی ہے کہ وہ میں آپ کے سامنے رکھوں، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: وہی لے آؤ! میں نے وہ ٹکڑا توڑا اور اس پر نمک ڈال کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پیش کیا، آپ نے فرمایا: کیا کوئی سالن ہے؟

---

(١٠٤) (صحيح مسلم، ج٣ص١٦٢٢).❊حدثنا يحيى بن يحيى، أخبرنا أبو عوانة، عن أبي بشر، عن أبي سفيان، عن جابر بن عبد الله، أن النبي صلى الله عليه وسلم سأل أهله الأدم، فقالوا: ما عندنا إلا خل، فدعا به، فجعل يأكل به، ويقول: «نعم الأدم الخل، نعم الأدم الخل».

ام ہانی نے کہا: یارسول اللہ! میرے پاس سوائے تھوڑے سے سرکے کے اور کچھ نہیں، فرمایا: وہی لے آنا! جب میں وہ سرکہ لے آئی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ سرکہ بطورِ شوربہ اس سوکھی روٹی کے ٹکڑوں پر ڈال کر تناول فرمایا، اس کے بعد اللہ کی حمد وثنا بیان کی، پھر فرمایا: بہترین سالن سرکہ ہے، اے ام ہانی! اس گھر میں کبھی فاقہ نہیں آتا جس میں سرکہ موجود ہو۔[105]

ان احادیث کی روشنی میں سرکہ کی حلت ثابت ہوتی ہے، سرکہ نہ صرف حلال ہے، بلکہ اسے باعث برکت اور بہترین سالن قرار دیا گیا ہے۔

شراب سے سرکہ بن جانے کی مختلف صورتیں اور ان کا شرعی حکم

شراب سے سرکہ بن جانے کی تین صورتیں ہیں:

1. انسانی فعل اور ارادے کے بغیر شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا
2. کوئی چیز ڈالے بغیر صرف انسانی فعل اور ارادے کے ساتھ شراب کا سرکہ بن جانا
3. کوئی چیز ڈال کر انسانی فعل اور ارادے کے ساتھ شراب کا سرکہ بن جانا

---

(١٠٥) (المستدرك على الصحيحين، ج ٤ص ٥٩).* عن ابن عباس، عن أم هانئ بنت أبي طالب، رضي الله عنها قالت: قال لي رسول الله صلى الله عليه وسلم: «هل عندك طعام آكله؟» وكان جائعا، فقلت إن عندي لكسرا يابسة، وإني لأستحيي أن أقربها إليك، فقال: «هلميها» فكسرتها ونثرت عليها الملح فقال: «هل من إدام؟» فقالت: يا رسول الله، ما عندي إلا شيء من خل قال: «هلميه» فلما جئته به صبه على طعامه فأكل منه ثم حمد الله تعالى، ثم قال: «نعم الإدام الخل يا أم هانئ، لا يفقر بيت فيه خل».*الحاكم ا النيسابوري، محمد بن عبد الله (المتوفى: ٤٠٥هـ)، المستدرك على الصحيحين ، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩٠ ،فصل ذكر أم هانئ،رقم الحديث: ٦٨٧٥، ج ٤ص ٥٩دار الكتب العلمية – بيروت.

ان صورتوں کا شرعی حکم درجِ ذیل ہے:

- پہلی صورت میں حاصل شدہ سرکہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق حلال ہے
- دوسری صورت میں حاصل شدہ سرکہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک حلال ہے۔ البتہ فقہ حنبلی میں عدم جواز کا بھی ایک قول ملتا ہے۔

تیسری صورت میں حاصل شدہ سرکہ فقہ حنفی اور فقہ مالکی میں حلال شمار کیا جاتا ہے، جبکہ فقہ شافعی اور فقہ حنبلی میں حلال شمار نہیں کیا جاتا۔

شراب سے سرکہ بن جانے کی مختلف صورتوں کا تفصیلی حکم:

پہلی صورت: انسانی فعل اور ارادے کے بغیر شراب کا خود بخود سرکہ بن جانا:

جب شراب سرکہ بنانے کی نیت کے بغیر پڑے پڑے خود بخود سرکہ بن جائے، اور اس میں کسی بھی قسم کا انسانی فعل شامل نہ ہو جسے عربی میں ''تَخَلُّل'' کہتے ہیں، تو ایسا سرکہ تمام فقہاء کرام کے نزدیک بالاتفاق حلال ہے۔[106]

---

(١٠٦) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٧).*إذا تخللت الخمر بنفسها بغير قصد التخليل يحل ذلك الخل (١) بلا خلاف بين الفقهاء. (٢) لقوله صلى الله عليه وسلم: {نعم الأدم الخل} . (٣)

(١) الخل معروف، والجمع خلول، سمي بذلك؛ لأنه اختل منه طعم الحلاوة، يقال: اختل الشيء: إذا تغير واضطرب (ر: المصباح المنير)

(٢) المحلى ١ / ١١٧، والبحر الزخار ٤ / ٣٥١ وما بعدها، والروضة البهية ٢ / ٢٩٠.

(٣) وفي لفظ: " نعم الإدام الخل " رواه مسلم وأحمد وأصحاب السنن الأربعة عن جابر بن عبد الله، وأخرجه مسلم عن عائشة، ورواه الحاكم والبيهقي عن آخرين (نصب الراية ٤ / ٣١٠، والمقاصد الحسنة للسخاوي ص ٤٤٧).

دوسری صورت: کوئی چیز ڈالے بغیر صرف انسانی فعل اور ارادے کے ساتھ شراب کا سرکہ بن جانا:

اس صورت میں فقہاء کرام کی دو طرح کی رائے ہیں ایک رائے جمہور فقہاء کرام کی ہے، جبکہ دوسری رائے فقہاء حنابلہ کی ہے۔

جمہور فقہاء کرام (احناف، مالکیہ اور شوافع) کی رائے:

جب شراب کو سائے سے دھوپ میں یا بالعکس منتقل کیا جائے اگرچہ یہ نقلِ مکانی سرکہ بنانے کی نیت سے ہو اور ایسی شراب سرکہ بن جائے تو ایسا سرکہ احناف، مالکیہ اور شوافع کے نزدیک حلال ہے، البتہ احناف کے نزدیک راجح قول یہ ہے کہ اگر انتقال کے بغیر ایک ہی جگہ پر پڑے پڑے دھوپ پڑ سکتی ہو، تو اس صورت میں ان کے نزدیک شراب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا جائز نہیں۔

دلائل:

اس حوالے سے جمہور فقہاء کرام کی دلیل وہ احادیث ہیں جن میں بغیر کسی شرط وقید کے سرکہ کے حلال ہونے اور اس کے باعثِ برکت ہونے کی فضیلت مذکور ہے۔

اس صورت میں حضرات شوافع رحمہم اللہ کی رائے پر یہ اشکال ہو سکتا تھا کہ وہ کیوں اسے حلال سمجھتے ہیں حالانکہ وہ شراب سے سرکہ بنانے کی تیسری صورت کے قائل نہیں ؟اس کے جواب میں فقہاء شافعیہ یہ فرماتے ہیں کہ اس صورت میں شراب کی اصل وصف (Property) اسکار یعنی نشہ والی صفت، جس کی وجہ سے شراب نجس بھی تھی اور حرام بھی تھی، وہ کوئی چیز ملائے بغیر زائل ہو گئی، لہٰذا یہ برتن اور اس میں موجود شراب کا پورا مجموعہ پاک اور حلال ہو گیا۔

فقہاء حنابلہ کی رائے:

دوسری صورت کے بارے میں فقہاء حنابلہ کا موقف یہ ہے کہ اگر شراب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کیا گیا اور اس کے نتیجے میں شراب سے سرکہ بن گیا تو اگر اس میں شراب سے سرکہ بنانے کی نیت نہیں تھی، ویسے منتقل کیا گیا اور اس کے نتیجے میں وہ شراب سرکہ بن گئی، تو یہ سرکہ حلال ہے اس لیے کہ اب یہ انسانی فعل وارادے سے نہیں بلکہ قدرت کے فعل کے نتیجے میں سرکہ بنا۔ البتہ اگر شراب کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنے سے نیت وارادہ سرکہ بنانے کی تھی تو پھر دو طرح کا حکم لگایا جاسکتا ہے۔ ایک یہ کہ اس کو پاک اور حلال قرار دیا جائے اس لئے ان دونوں صورتوں میں صرف نیت اور ارادے کا فرق ہے اور صرف نیت اور اردادے سے کسی چیز کی ذات کے اندر حرمت نہیں آتی۔ اور یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ یہ سرکہ پاک اور حلال نہ ہو، کیوں کہ نیت نہ بھی سہی، لیکن بہر حال انسانی فعل کے نتیجے میں تو بنا ہے۔ اور یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ اس میں کوئی چیز ڈال کر سرکہ بنایا گیا ہو۔[107]

---

(١٠٧). الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٩).*تخليل الخمر بنقلها، أو بخلطها بخل: قلت الخمر من الظل إلى الشمس، أو بالعكس، ولو بقصد التخليل، فتخللت يحل الخل الحاصل عند الحنفية والمالكية والشافعية. والصحيح عند الحنفية: أنه لو وقعت الشمس على الخمر بلا نقل، كرفع سقف كان فوقها، لا يحل نقلها. وعلل الشافعية الحل بقولهم: لأن الشدة المطربة (أي الإسكار) التي هي علة النجاسة والتحريم، قد زالت من غير أن تعقب نجاسة في الوعاء، فتطهر. وقال الحنابلة: إن نقلت الخمر من موضع إلى آخر، فتخللت من غير أن يلقى فيها شيء، فإن لم يكن قصد تخليلها

تیسری صورت: کوئی چیز ڈال کر انسانی فعل اور ارادے کے ساتھ شراب کا سرکہ بن جانا:

اس کو عربی میں "تَخْلِیل" کہتے ہیں، جب شراب کے اندر کوئی چیز ملا کر اس سے باقاعدہ سرکہ بنایا جائے، اور اس میں انسانی فعل شامل ہو، اس حوالے سے فقہاء کرام کی دو رائے ہیں، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کے فقہاء کرام ایک رائے رکھتے ہیں، جب کہ فقہ حنفی اور فقہ مالکی کے فقہاء کرام دوسری رائے رکھتے ہیں، دونوں کی رائے دلائل کے ساتھ درجِ ذیل ہیں:

فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کی رائے:

شوافع اور حنابلہ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ کی رائے کے مطابق کوئی چیز ڈال کر کسی انسانی فعل کے نتیجے میں شراب سے سرکہ بنانا جائز نہیں۔ جیسا کہ شراب سے سرکہ بنانے کے لیے تھوڑا سا سرکہ، پیاز، یا نمک وغیرہ ملایا، یا کوئی چیز ڈالے بغیر کوئی عمل (Process) کر کے شراب سے سرکہ بنایا، تو یہ سرکہ ان حضرات کے نزدیک حلال اور پاک نہیں۔

حلت بذلك، لأنها تخللت بفعل الله تعالى، وإن قصد بذلك تخليلها احتمل أن تطهر، لأنه لا فرق بينهما إلا القصد، فلا يقتضي تحريمها. ويحتمل ألا تطهر، لأنها خللت بفعل، كما لو ألقي فيها شيء. (١)

(١) مغني المحتاج ١ / ٨١، وحاشيتي قليوبي وعميرة على شرح المحلي ١ / ٧٢، والمغني ٨ / ٣١٩، وكشاف القناع ١ / ١٨٧، والمبسوط ٢٤ / ٢، ٧، ٢٠، والبدائع ٥ / ١١٢ - ١١٤، ونتائج الأفكار تكملة فتح القدير ٨ / ١٥٥، ١٦٦، وتبيين الحقائق للزيلعي ٦ / ٤٤، ٤٨، والفتاوى الهندية ٢ / ٤١٠، والدر المختار وحاشية ابن عابدين عليه ٥ / ٣١٩، ومختصر الطحاوي ص ٢٧٩، والخرشي مع خليل ١ / ٨٨، والحطاب ١ / ٩٧ - ٩٨، والدسوقي ١ / ٥٢

دلائل:

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں قرآنِ مجید میں شراب سے دور رہنے کا حکم دیا ہے، جبکہ مذکورہ صورت میں شراب سے اجتناب اور دوری کی بجائے شراب سے اختلاط (Touch) میں رہنا پڑتا ہے، نیز ایک گندی اور حرام چیز کو قصداً قابلِ قدر (Value added) چیز بنانے کی کوشش ہے جو کہ شریعت کے خلاف ہے۔

اس صورت میں سرکہ کے ناپاک ہونے کے لیے یہ حضرات دلیل یہ بیان فرماتے ہیں کہ جب شراب کو سرکہ میں تبدیل کرنے کے لیے کوئی پاک چیز ڈال دی تو وہ شراب کے ساتھ ملتے ہی ناپاک ہوگئی۔ اب سرکہ میں تبدیل ہونے سے شراب تو بظاہر پاک ہوگئی لیکن اس باہر سے ڈالی گئی چیز کے ناپاک ہونے کی وجہ سے اب یہ مجموعہ دوبارہ ناپاک ہوگیا لہٰذا یہ سرکہ ناپاک ہے۔[108]

ایک دلیل یہ بیان فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سورہ مائدہ میں شراب کی حرمت نازل ہونے کے بعد شراب کو ضائع کرنے اور گرانے کا حکم دیا تھا۔[109]

---

(١٠٨) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٧).*تخليل الخمر بعلاج:قال الشافعية والحنابلة، وهو رواية عن مالك لا يحل تخليل الخمر بالعلاج كالخل والبصل والملح، أو إيقاد نار عندها، ولا تطهر حينئذ، لأننا مأمورون باجتنابها، فيكون التخليل اقترابا من الخمر على وجه التمول، وهو مخالف للأمر بالاجتناب، ولأن الشيء المطروح في الخمر يتنجس بملاقاتها فينجسها بعد انقلابها خلا.

(١٠٩) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨). *ولأن الرسول صلى الله عليه وسلم أمر بإهراق الخمر بعد نزول آية المائدة بتحريمها).

حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ سے کچھ یتیموں کے بارے میں پوچھا جن کو میراث میں شراب ملی تھی، تو فرمایا کہ شراب کو گرادو، اس نے پوچھا کہ کیوں نہ میں اس سے سرکہ بنالوں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نہیں[110]

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ کو شراب کا ایک مشکیزہ ہدیہ کیا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کو معلوم نہیں کہ شراب کو اللہ نے حرام کیا ہے؟ اس شخص نے کہا کہ مجھے نہیں معلوم۔ تو اس آدمی کے پہلو میں کھڑے ایک شخص نے کچھ سرگوشی کی، رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کیا سرگوشی کی؟ تو اس شخص نے کہا کہ میں نے اسے مشورہ دیا ہے کہ اسے بیچ دے۔ تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس ذات نے اس شراب کا پینا حرام کیا ہے اسی ذات نے اس شراب کا بیچنا بھی حرام کیا ہے۔ یہ سن کر اس آدمی نے اس مشکیزے کے دونوں منہ کھول دیئے یہاں تک کہ اس میں سے ساری شراب نکلی۔

(١١٠) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨).*وعن «أبي طلحة أنه سأل النبي صلى الله عليه وسلم عن أيتام ورثوا خمرا، فقال: أهرقها، قال: أفلا أخللها؟ قال: لا». (١)
حديث: " سأل أبو طلحة النبي صلى الله عليه وسلم عن أيتام ورثوا خمرا. . . " أخرجه أحمد وأبو داود والدارمي من حديث أنس بن مالك رضي الله عنه: قال شعيب الأرناؤوط: إسناده قوي. وأصله في صحيح مسلم من حديث أنس رضي الله عنه بلفظ: " أن النبي صلى الله عليه وسلم وعون المعبود ٣ / ٣٦٦، ٣٦٧ ط الهند، وسنن الدارمي ٢ / ١١٨ نشر دار إحياء السنة النبوية، وشرح السنة للبغوي بتحقيق شعيب الأرناؤوط ٨ / ٣٢ نشر المكتب الإسلامي) . وأجاب الطحاوي عن الحديث بأنه محمول على التغليظ والتشديد؛ لأنه كان في ابتداء الإسلام، كما ورد ذلك في سؤر الكلب. يعني أن ذلك المعنى قد انعدم في زماننا لاستقرار التحريم، فلا يحتمل.

اس حدیث شریف کے پیشِ نظر شوافع اور حنابلہ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ فرماتے ہیں کہ اس شخص نے نبی کریم ﷺ کے سامنے شراب بہائی اور اسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع نہیں کیا۔ حالاں کہ اگر شراب سے سرکہ بنانا جائز ہوتا، تو اس آدمی کو شراب کے گرانے اور ضائع کرنے کی اجازت نہ دیتے۔ اور اسے ضرور تنبیہ کرتے کہ اس سے سرکہ بنالیں لہٰذا اس حدیث میں موجود منع کرنے کا تقاضہ یہ ہے کہ یہ حرام ہے۔ کیوں کہ اگر اس شراب کے اصلاح کی کوئی شرعی صورت ہوتی تو اس کا ضائع کرنا جائز نہ ہوتا، بلکہ اسی کی طرف راہنمائی فرماتے۔ خصوصاً جب معاملہ یتیموں کے مال کا تھا جس کے بارے میں تفریط حرام ہے۔[111]

شوافع اور حنابلہ کے فقہاء کرام رحمہم اللہ نے اپنے موقف کے بارے میں اجماعِ صحابہ سے بھی استدلال کیا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ منبر پر تشریف فرما ہوئے، اور فرمایا کہ کہ شراب کو گلا سڑا کر اس سے بنا ہوا سرکہ مت کھاؤ! اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے یہ حکم اس وقت ارشاد فرمایا جب سرکہ حلال تھا۔

یہ حضرات فرماتے ہیں کہ حضرت عمر کا یہ قول ایسا تھا جس کی عام لوگوں میں

---

(١١١) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨).* فقد أراق الرجل ما في المزادتين بحضرة النبي صلى الله عليه وسلم ولم ينكر عليه، ولو جاز تخليلها لما أباح له إراقتها، ولنبهه على تخليلها. وهذا نهي يقتضي التحريم، ولو كان إلى استصلاحها سبيل مشروع لم تجز إراقتها، بل أرشدهم إليه، سيما وهي لأيتام يحرم التفريط في أموالهم).

تشہیر ہوئی تھی اس لیے کہ یہ لوگوں کے لیے باقاعدہ منبر پر بیٹھ کر بطورِ حکم اعلان ہوا تھا۔اور اس پر کسی نے بھی انکار نہیں کیا(جس سے اجماع ثابت ہوا)۔[112]

فقہ حنفی اور فقہ مالکی کی رائے:

فقہاء احناف اور مالکیہ کی رائے کے مطابق کوئی چیز ڈال کر شراب سے قصداً سرکہ بنانا اور اس سرکہ کا استعمال حلال ہے۔[113]

دلائل:

ان حضرات کی دلیل یہ ہے کہ یہ شراب سے براہِ راست انتفاع یا اختلاط میں (Touch) میں رہنا نہیں، بلکہ شراب کو ایک حلال چیز میں تبدیل کرنے کے لیے اس کے اندر اصلاح کی کوشش ہے اور کسی حرام چیز کے اندر اس طرح کے اصلاح کا عمل جائز ہے، جیسا کہ مردار کی کھال حرام اور نجس ہے، اور مردار سے شریعت نے دور

---

(١١٢) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨).*واستدلوا أيضا بإجماع الصحابة – كما يقولون – فقد روى أسلم عن عمر رضي الله عنه أنه صعد المنبر فقال: لا تأكل خلا من خمر أفسدت، حتى يبدأ الله تعالى إفسادها، وذلك حين طاب الخل، ولا بأس على امرئ أصاب خلا من أهل الكتاب أن يبتاعه ما لم يعلم أنهم تعمدوا إفسادها فعند ذلك يقع النهي. (١) وهذا قول يشتهر بين الناس لأنه إعلان للحكم بين الناس على المنبر، فلم ينكر أحد. وبه قال الزهري. أثر عمر رواه أبو عبيد في كتاب الأموال بنحو من هذا المعنى ص ١٠٤ وما بعدها (المغني ٨ / ٣٣٠).

(١١٣) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨).* وظاهر الرواية عند الحنفية، والراجح عند المالكية أنه يحل شربها، ويكون التخليل جائزا أيضا، (٢) (٢) البدائع ٥ / ١١٤، وابن عابدين ١ / ٢٩٠، والمنتقى على الموطأ ٣ / ١٥٣ – ١٥٤، وبداية المجتهد ١ / ٤٦١، والقوانين الفقهية ص ٣٤.

رہنے کا حکم دیا ہے، لیکن دباغت (Tainting) کا عمل مردار کی کھال کو پاک کرتا ہے، جس کی دلیل نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ جس کھال کی بھی دباغت ہو جائے وہ پاک ہے۔ ایک اور جگہ مردار کی کھال کے بارے میں ارشاد فرمایا کہ کھال کی دباغت اس کو ایسے ہی حلال کرتی ہے جیسا کہ سرکہ شراب کو حلال کرتا ہے، اس حدیث سے واضح طور پر شراب سے سرکہ بنانے کی اجازت ثابت ہوتی ہے۔[114]

ایک اور حدیث سے بھی شراب سے بنے سرکہ کا حلال ہونا ثابت ہے، نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ تمہارا بہترین سرکہ وہ ہے جو شراب سے بنی ہو۔ ایک اور روایت میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ بہترین سالن سرکہ ہے۔ ان احادیث میں سرکہ کو بغیر کسی قید و شرط کے حلال قرار دیا گیا ہے، جن میں یہ تفریق نہیں کہ سرکہ خود بخود بنا ہے یا کسی نے اسے قصداً بنایا ہے۔[115]

---

(١١٤) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٨).*لأنه إصلاح، والإصلاح مباح، قياسا على دبغ الجلد، فإن الدباغ يطهره، لقوله صلى الله عليه وسلم: {أيما إهاب دبغ فقد طهر} (١) وقال عن جلد الشاة الميتة: {إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر} (٢) فأجاز النبي صلى الله عليه وسلم التخليل،
(١) حديث: " أيما إهاب دبغ فقد طهر " أخرجه النسائي بهذا اللفظ (٧/ ١٧٣ - ط المكتبة التجارية) ورواه مسلم (١ / ٢٧٧ ط الحلبي) بلفظ: " إذا دبغ الإهاب فقد طهر "
(٢) حديث: " إن دباغها يحله كما يحل خل الخمر " (يعني جلد الشاة الميتة) . أخرجه الدارقطني (٤ / ٢٦٦ - ط دار المحاسن) وقال: تفرد به فرج بن فضالة وهو ضعيف.

(١١٥) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٩).*كما ثبت حل الخل شرعا، بدليل قوله صلى الله عليه وسلم أيضا: {خير خلكم خل خمركم} (٢) وبدليل قوله الذي سبق ذكره أيضا: {نعم الأدم الخل} ، فإنه لم يفرق بين التخلل بنفسه والتخليل، فالنص مطلق. (٣)
(٢) حديث: " خير خلكم خل خمركم " أخرجه البيهقي في المعرفة وقال: تفرد به المغيرة بن زياد وليس بالقوي.(نصب الراية للزيلعي ٤ / ٣١١ - ط المجلس العلمي بالهند). ويلاحظ أن أهل الحجاز يسمون خل العنب الخمر.(٣) تبيين الحقائق للزيلعي ٦ / ٤٨.

ایک دلیل یہ بھی ہے کہ شراب کی اصلاح کرکے اس سے سرکہ بنانے کا عمل بھی درحقیقت شراب کو گرانے اور ضائع کرنے کے مترادف ہے (کیوں کہ شراب کو بہاکر ختم کیا جائے یا اس سے سرکہ بناکر ختم کیا جائے، نتیجہ ایک ہی نکلتا ہے۔[116][117]

شراب سے سرکہ بن جانے کی کیفیت:

جب شراب سے سرکہ بدلنے لگے تو اس بارے میں فقہ حنفی کے اندر تفصیل ہے کہ کیا سو فیصد تبدیلی شرط ہے یا اگر جزوی طور پر ہو جائے تو کافی ہے یا پھر اکثریت کی بنیاد پر اس کا فیصلہ ہو گا؟

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے:

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ شرط ہے کہ شراب کی صفات خاص کر مرارۃ یعنی کڑواہٹ سے مکمل طور پر سرکہ کی صفت حموضت یعنی تُرشی (acidity) میں تبدیل ہو جائے۔ اگر تھوڑی سی بھی اس کے اندر شراب کی صفت مرارۃ یعنی کڑواہٹ باقی رہ جائے تو ایسے سرکہ کا استعمال جائز نہیں۔

دلیل:

امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ شراب یعنی خمر اس وقت تک سرکہ نہیں بنتا جب تک اس میں سرکہ کی مکمل صفات آنہ جائیں۔ جیسا کہ ان کے نزدیک انگور کا

---

(١١٦) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٩).*ولأن التخليل يزيل الوصف المفسد، ويجعل في الخمر صفة الصلاح، والإصلاح مباح، لأنه يشبه إراقة الخمر.

(١١٧) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٩).* وفي رواية ثالثة عن مالك – وهي المشهورة – أنه على سبيل الكراهة).

رس اس وقت تک شراب شمار نہیں ہوتی جب تک اس میں شراب کا مکمل معنی نہ آئے۔

خلاصہ یہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک شراب کے اندر 100 فیصد تبدیلی (100% conversion) شرط ہے۔[118]

امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کی رائے:

صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک شراب کی صفات کا مکمل طور پر سرکہ کی صفات حموضت (acidity) میں تبدیل ہو جانا شرط نہیں، بلکہ جب شراب میں تھوڑی مقدار میں بھی حموضت (acidity) ظاہر ہو جائے تو اس کا استعمال جائز ہے تو یہ شراب اب سرکہ بن گئی ہے، جیسا کہ ان کے نزدیک انگور کا رس شراب کے اثرات ظاہر ہونے کے ساتھ ہی شراب شمار ہوتی ہے۔ خلاصہ یہ کہ صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے نزدیک شراب کے اندر 100 فیصد تبدیلی (100% conversion) شرط نہیں۔

فقہ حنفی میں صاحبین کا قول راجح ہے اور اسی کے مطابق فتویٰ دیا جاتا ہے۔[119]

جدید سائنس بھی صاحبین یعنی امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہم اللہ کے مسلک

(۱۱۸) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٧).❊ويعرف التخلل بالتغير من المرارة إلى الحموضة، بحيث لا يبقى فيها مرارة أصلا عند أبي حنيفة،حتى لو بقي فيها بعض المرارة لا يحل شربها، لأن الخمر عنده لا تصير خلا إلا بعد تكامل معنى الخلية فيه. كما لا يصير العصير خمرا إلا بعد تكامل معنى الخمرية).

(۱۱۹) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٧).❊وقال الصاحبان: تصير الخمر خلا بظهور قليل من الحموضة فيها، اكتفاء بظهور الخلية فيه، كما أن العصير يصير خمرا بظهور دليل الخمرية، كما أشرنا في بيان مذهبهما).

کی بظاہر تائید کرتی ہے، کیونکہ جدید سائنس کی روشنی میں یہ کہنا مشکل ہے، کہ 100 فیصد الکوحل ختم یا تبدیل ہو گیا ہے اس لیے کہ جدید سائنس کی روشنی میں 0.5 فیصد تک الکوحل سرکہ بننے کے بعد بھی اس میں باقی رہتا ہے۔ جس کو شریعہ نے "القلیل کالمعدوم" کے تحت معاف یا نظر انداز (Ignore) کر دیا ہے۔

فائدہ: سرکہ کے حصول کی نیت سے شراب کو روکے رکھنا:

سرکہ کے حصول کی نیت سے شراب کو روکے رکھنے کے بارے میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے۔

احناف اور شوافع کے ہاں یہ جائز ہے اور اس طرح حاصل شدہ سرکہ ان کے نزدیک حلال اور پاک ہے۔

حنابلہ کے نزدیک سرکہ کے حصول کی نیت سے شراب کو روکے رکھنا حرام ہے۔ البتہ ان کے نزدیک بھی سرکہ کا کاروبار کرنے والے کے لیے اس کی گنجائش ہے کہ بنی بنائی شراب کو روک کر سرکہ بنائے تاکہ اس کا مال ضائع نہ ہو۔[120]

تحقیق: ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ

منگل، 25 اپریل، 2017

(۱۲۰) (الموسوعة الفقهية الكويتية (٥/ ٢٩). * إمساك الخمر لتخليلها: ١٣٦اختلفوا في جواز إمساك الخمر بقصد تخليلها. فذهب الحنفية والشافعية إلى جوازه، وهذا الخل عندهم حلال طاهر. وذهب الحنابلة إلى تحريم إمساك الخمر بقصد تخليلها، لكن يحل عندهم للخلال إمساك الخمر ليتخلل، لئلا يضيع ماله. (٢(٢) البدايع ٦ / ٢٩٣٧، والهندية ٥ / ٤١٠، والدسوقي ١ / ٥٢، والحطاب ١ / ٩٧، ومغني المحتاج ١ / ٨١ - ٨٢، والمغني ٨ / ٣١٩، وكشاف القناع ١ / ١٨٧.

"ہڈی سے بنی جیلاٹین" کی شرعی تحقیق

چند سال قبل ترکی میں ایک حلال کانفرنس کے موقع پر چند حضرات سے جیلاٹین کے شرعی حکم پر بات ہوئی، بعض حضرات کی رائے تھی کہ جیلاٹین اگر حلال جانور سے حاصل کی جائے تو حلال ہے اور حرام جانور سے حاصل کی جائے تو حرام ہے، اور بعض افراد کی یہ رائے تھی کہ جیلاٹین بننے کے عمل سے گزرنے کے بعد چوں کہ حرام کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے لہذا حلال جانور کی شرط لازم نہیں یا حلال طریقہ سے ذبح ہونا ضروری نہیں رہا، لہٰذا اس کے استعمال کی شرعاً اجازت ہے۔ میری نظر سے جو فتاویٰ گزرے تھے ان میں ایک بات مشترک تھی کہ اگر تبدیل ماہیت ہوگئی ہے تو جائز ہے ورنہ حلال ذرائع سے حاصل شدہ جیلاٹین جائز جبکہ حرام ذرائع سے حاصل شدہ جیلاٹین ناجائز ہوگی۔

میں اپنے آپ کو خوش نصیب سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کے علم سے نوازا اور ساتھ ساتھ شعبہ حلال و حرام سے منسلک بھی کر دیا لہٰذا اپنی دُگنی ذمہ داری سمجھتے ہوئے میں نے اس موضوع پر تحقیق کرنے کا فیصلہ کیا اور سفر سے واپسی پر ایک جیلاٹین بنانے والے ادارے سے درخواست کی کہ اگر وہ اس معاملہ میں رہنمائی کر سکیں تو امت کا بہت فائدہ ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کہ میری درخواست کو انہوں نے قبول کر لیا اور میرے لاہور کے ایک سفر کے موقع پر اپنے

ساتھ فیکٹری لے گئے۔ سب سے پہلے تو مجھے اپنے ریسرچ اینڈ ڈیولپمنٹ ڈپارٹمنٹ کے ذمہ دار سے ملایا جنہوں نے مجھے زبانی سارا عمل سمجھایا، کافی تکنیکی معلومات تھیں جو پہلی بار سننے والے کے لئے فوری سمجھنا کافی مشکل تھیں، بہرحال! جب نیت اچھی ہو تو اللہ تعالیٰ راہ آسان فرمادیتے ہیں۔ان کی گفتگو سے کوئی پچاس فیصد بات سمجھ آگئی باقی بات سمجھنے کے لئے میں نے ان سے سوال کیا کہ سادہ لفظوں میں بتائیں! کہ کیا اس تمام عمل کے نتیجہ میں تبدیل ماہئیت واقع ہوئی یا نہیں؟ جواب تھا "نہیں"، بلکہ ہم نے ہڈی سے اس کے ایک مخصوص جز کو انتہائی احتیاط سے صرف جدا (Separate) کردیا ہے۔

اس کے بعد ہم دو ساتھی راقم اور مفتی احسن ظفر صاحب پلانٹ کے دورے پر روانہ ہوئے اور ابتداء سے لے کر انتہاء تک ایک ایک عمل کو ہوتے ہوئے دیکھا اور قدم بہ قدم سوالات کئے اور جوابات جمع کئے۔

اللہ رب العزت اس کاوش کو قبول فرمائے اور امت کی رہنمائی کا ذریعہ بنائے۔

یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹو سنحا پاکستان

جمعہ، 21اکتوبر، 2016

جمعہ، 19 محرم، 1438

تعارف:

جیلاٹین ایک پروٹین کا نام ہے جو جاندار کی ہڈی اور کھال سے حاصل کی گئی کولیجن سے حاصل کی جاتی ہے، اسے جیلینگ ایجنٹ(Gelling Agent) بھی کہا جاتا ہے؛ کیونکہ اس کا کام ہڈی، کھال کو جوڑے رکھنا ہے۔ یہ دیکھنے میں جیلی نما ٹھوس مادہ ہوتا ہے۔اس کا ایک ماخذ(Source) مچھلی بھی ہے۔

انگریزی میں اسے دو طریقوں سے لکھا جاتا ہے۔ Gelatin اور gelatineیعنی جمی ہوئی ٹھوس شے۔

اردو میں اسے جیلاٹین، جلیٹن، جیلیٹین لکھا پایا گیا ہے لیکن ہماری تحقیق میں اسے جیلاٹین لکھنا زیادہ صحیح ہوگا۔

نوٹ: Pectin پھلوں سے حاصل کیا جاتا ہے جو کہ جیلاٹین کا متبادل ہے لہٰذا اسے جیلاٹین کہنا درست نہیں ہوگا۔

جیلاٹین کا استعمال:

جیسا کہ اوپر تعریف میں ذکر کیا گیا کہ جیلاٹین ہڈی یا کھال سے حاصل کئے گئے ایک گاڑھے مادہ کا نام ہے تو اس کا بنیادی استعمال بھی کھانے پینے کی اشیاء میں گاڑھا پن پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے، جیسے ہمارے معاشرے میں پائے کا سالن اس وقت زیادہ لذیذ شمار ہوتا ہے جب وہ زیادہ گاڑھا ہو اور گاڑھا پن دیر تک ہلکی آنچ پر پکنے کے

نتیجہ میں پیدا ہوتا ہے۔یعنی ہڈی کو زیادہ دیر تک ہلکی آنچ پر پکانے سے اس میں موجود جیلاٹین کی زیادہ سے زیادہ مقدار شوربے میں داخل ہو کر اسے گاڑھا بنا دیتی ہے۔

جیلاٹین بطور Clarification agent:

پھلوں جیسے سیب وغیرہ کے جوس کو صاف کرنے کے لئے فلٹر کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔

جیلاٹین بطورStabilizers:

ڈبے والے دہی میں استعمال ہوتی ہے تاکہ وہ پانی نہ چھوڑے۔

جیلاٹین مندرجہ ذیل اشیاء میں کثرت سے استعمال کی جاتی ہے:

مارش میلو، جیلی، چوکلیٹ، ٹافی، چیونگم، کیک، آئس کریم، نہاری مصالحہ، ڈبہ والا دہی، کیپسول، ہڈیوں کو مضبوط کرنے والی ادویات وغیرہ

مذکورہ بالا عبارت میں بنیادی تعارف اور مختصر خاکہ پیش کیا گیا ہے اب ہم اپنے اصلی مدعٰی پر آتے ہیں۔

جیلاٹین کا عمل جاننے سے پہلے ہمیں سب سے پہلے یہ بات سمجھنا ہو گی کہ "ہڈی" بذات خود کن اجزاء کا مرکب ہے کیونکہ یہ وہ بنیادی نقطہ ہے جو اس مسئلہ کو نہایت آسانی سے حل کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔

ہڈی کے اجزائے ترکیبی:

مختصراً یہ کہ ہڈی کئی اجزا کا مرکب ہوتی ہے جسے ماہرین دو قسموں میں تقسیم کرتے ہیں:

نامیاتی (Organic) اور غیر نامیاتی (inorganic)

نامیاتی (Organic) میں بنیادی جز کولیجن ہوتا ہے جسے ہڈی سے الگ کیا جانا ہے۔

غیر نامیاتی (inorganic) سے کیلشیم اور فاسفورس حاصل ہوتا ہے جو جانوروں کی غذا کی تیاری میں استعمال ہوتا ہے۔
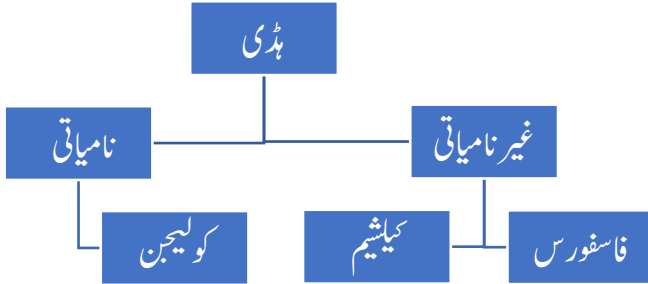
نوٹ: کولیجن کا کام ہڈی کے تمام اجزاء ترکیبی کو جوڑ کر رکھنا ہوتا ہے، جیسے سیمنٹ میں پائی جانے والی جپسم جو سیمنٹ کے باقی اجزاء ترکیبی کو جوڑتی ہے اور مضبوطی مہیا کرتی ہے۔

جیلاٹین بنانے کا عمل:

جیلاٹین بنانے کے عمل میں ساری کوشش اور مہارت صرف اس بات پر صرف کی جاتی ہے کہ کس طرح ہڈی کے تمام اجزاء کو الگ الگ کردیا جائے اور جس شے نے ان اجزاء کو جوڑا ہوا تھا (کولیجن) اسے کچھ نہ ہو، جو واقعی ایک مشکل کام ہے۔ جیسے سیمنٹ سے بنے ہوئے بلاک سے اسکا صرف ایک جز جپسم نکالنا اور ایسے طریقے سے نکالنا کہ باقی اجزاء تو الگ ہو جائیں لیکن جپسم کو کچھ نہ ہو۔

جیلاٹین بنانے کا عمل ترتیب وار کچھ اس طرح سے ہے کہ:

1. سب سے پہلے ہڈی کو دو انچ کے لگ بھگ ٹکڑوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔
2. اسکے بعد اسے گول گھومنے والی جالی میں ڈال کر صاف کیا جاتا ہے تاکہ مٹی، کچرہ نکالا جاسکے۔
3. اسکے بعد ہڈی کو ایک بڑے پانی کے ڈرم میں منتقل کیا جاتا ہے جہاں ڈیڑھ سے دو دن کاسٹک سوڈا ملے پانی سے صفائی کی جاتی ہے۔
   a. کاسٹک سوڈا کا کام صرف ہڈی پر موجود ہر قسم کی چکنائی ہٹانا ہوتا ہے تاکہ اگلے مرحلے کے لئے خالص شفاف ہڈی مل سکے۔
4. اسکے بعد ہائڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) ملے پانی میں اسے حسبِ ضرورت چار سے پانچ دن ہڈی پانی میں بھیگی رہتی ہے۔
   a. ہڈیوں میں ہائڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) اور ٹھنڈا پانی شامل کیا جاتا ہے، اس کے ذریعے جرثومہ اور غیر نامیاتی مواد (کیلشیم اور فاسفورس) کو ہڈی سے جدا کرنے میں مدد ملتی ہے۔

اس مرحلہ میں ہڈی میں شامل Inorganic اجزاء یعنی کیلشیم اور فاسفورس کو ہڈی سے جدا کر دیا جاتا ہے۔

4. یہاں سے ہڈی کو چونا ملے پانی کے حوضوں میں کم و بیش ستر دنوں کے لئے رکھا جاتا ہے جہاں ہڈی کے بچے کھچے اجزاء بھی ہڈی سے جدا ہو جاتے ہیں اور خالص کولیجن جمی ہوئی شکل میں ظاہر ہو جاتی ہے، اس عمل میں وقتاً فوقتاً پانی تبدیل کرتے رہتے ہیں۔

a. یہاں فاسفورک ایسڈ دوبارہ شامل کیا جاتا ہے تاکہ بقایا ہڈی کا تیزابیت کا لیول ضرورت کے مطابق ہو جائے جو خالص چونے کی وجہ سے تیرہ تک چلا گیا تھا۔

5. پھر اس نامیاتی مادہ کولیجن کو مخصوص حوضوں میں منتقل کر دیا جاتا ہے جہاں اس پر گرم پانی بار بار بہایا جاتا ہے تاکہ جلے یا ضائع ہوئے بغیر اچھے سے پانی میں تحلیل ہو جائے، چنانچہ یہ جمی ہوئی کولیجن مکمل پانی میں تحلیل ہو جاتی ہے اور محلول (یخنی) کی صورت اختیار کر لیتی ہے۔

6. اسے پھر ایک اور حوض میں پمپ کے ذریعے منتقل کر دیا جاتا ہے، اس وقت اس محلول میں پانی کی مقدار 90 فیصد اور 10 فیصد تحلیل ہوئی کولیجن ہوتی ہے، اسے عمل تبخیر کے ذریعہ پانی اڑایا جاتا ہے، لیکن اس مرحلے میں پانی 40 فیصد باقی ہوتا ہے۔

7. اس محلول (یخنی) کو دوبارہ فلٹر کیا جاتا ہے تاکہ کولیجن کے علاوہ ہڈی کے

بقیہ اجزاء اچھے طریقے سے اس سے نکل جائیں اور ساتھ ساتھ تبخیر کا عمل بھی جاری رہتا ہے جو اس سے پانی کو اور خشک کرنے کا عمل کرتا ہے، جیسے جیسے پانی کم ہوتا جاتا ہے یہ محلول (یخنی) اور گاڑھا ہوتا جاتا ہے۔

8. اس گاڑھے محلول کو ایک اور فلٹر سے گزارتے ہوئے پمپ کے ذریعہ سویوں کی شکل میں باہر نکالا جاتا ہے۔ جالی سے نکلنے سے پہلے پمپ میں ایک ٹھنڈا کرنے والی مشین(Chiller) ہوتی ہے جو جیلاٹین کو نیم جمانے میں مدد کرتی ہے۔

9. یہ سویاں ایک چلتی ہوئی بیلٹ پر کم و بیش پچیس منٹ کا سفر طے کرتی ہیں اور اس سفر کے دوران بھی ان میں شامل نمی (پانی) کو خشک کیا جارہا ہوتا ہے۔
   a. فلٹر روئی سے بنا ہوتا ہے۔

10. خشک جیلاٹین کی سویاں پسائی کے بعد حسب ضرورت سائز میں پاوڈر کے شکل میں بوریوں میں بھر دی جاتی ہیں۔

نوٹ: کولیجن اور جیلاٹین ایک ہی اصل کی دو مختلف صورتوں کے نام ہیں۔ ہڈی سے جو پہلا مادہ نکلا تھا وہ کولیجن تھا، اس مادے کو پانی میں تحلیل کر دیا گیا پھر بھی اسے کولیجن ہی کہا جارہا تھا جس میں پانی کی اچھی خاصی مقدار بھی موجود تھی جب سب سے آخر میں فلٹر سے سے گزار کر اس کی سویاں بنیں تو اسکا نام جیلاٹین ہو گیا، جیسے چربی اور پگھلانے کے بعد تیل یا کچا انڈہ اور ابلا ہوا انڈہ ایک ہی شے کے دو مختلف نام ہیں۔

خلاصہ تحقیق:

تمام تفصیلات سننے اور دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ جیلاٹین ہڈی کا ایک اہم جز ہے، جسے بہت ہی احسن طریقہ سے ہڈی سے صرف الگ کیا گیا ہے ٹیکنکل زبان میں اسے (Extraction) کہتے ہیں یہ بالکل وہی عمل ہے جیسے گنے سے پہلے اس کا رس الگ کیا جاتا ہے پھر اس رس سے پانی خشک کر کے گڑھ بنا دیا جاتا ہے اور پھر اس گڑھ سے صرف گلوکوز الگ کر کے اس کی چینی بنادی جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں تبدیلی ماہیئت کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، ہاں اگر کوئی گنے سے بنی چینی کو تبدیل ماہئیت کہتا ہے (جو کہ قطعاً نہیں ہے) تو پھر الگ بات ہے۔

لہٰذا جیلاٹین جب جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کے حلال ہونے کے لیے حلال جانور اور اس کا شرعی طریقہ سے ذبح ہونا شرط ہے بصورت دیگر جیلاٹین کو حلال نہیں کہا جاسکتا۔

واللہ اعلم بالصواب

یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹو سنحا پاکستان

"عنبر" کے متعلق شرعی تحقیق

کچھ عرصہ قبل عنبر (Ambergris) کے متعلق ایک انٹرنیشنل فورم پر یہ سوال اٹھایا گیا کہ جس خوشبو میں عنبر شامل ہو اس کا استعمال جائز ہے یا نہیں؟ بعد ازاں اس کے خارجی و داخلی استعمال سے متعلق بھی سوالات سامنے آئے، جس کی وجہ سے ہم نے اپنے ادارے SANHA پاکستان کے شعبہ شرعی تحقیق سے رجوع کیا اور اس کے اراکین نے فقہ مقارن کی روشنی میں مذکورہ سوالات پر مختلف پہلوؤں سے تحقیق کی، جو زیر نظر رسالہ کی صورت میں پیش کی جارہی ہے۔

ادارہ دیگر اہلِ علم کی طرف سے آنے والی تحقیقی آراء کا بھی خیر مقدم کرتا ہے۔

از:

مفتی یوسف عبدالرزاق

چیف ایگزیکٹیو سنحا پاکستان

باسمہ تعالی

نام

عنبر جعفر کے وزن پر عربی زبان کا لفظ ہے لکھنے میں عین کے بعد نون آتا ہے لیکن پڑھتے وقت اسے میم (عمبر) پڑھا جاتا ہے اس کی جمع عنابر آتی ہے۔ انگریزی نام Ambergris ''ایمبر گرس'' ہے۔ ایک اور نام: Ambra Grasea ہے۔[121]

ماہیت

عنبر کیا ہے؟ معروف و مشہور یہ ہے کہ سرمئی رنگ کا ایک خوشبودار مادہ ہے:

اٹھا لذتِ عود و عنبر اٹھا — اٹھا لطفِ زلفِ معطر اٹھا

(۱۹۷۷ء، سر کشیدہ، ۱۳۱)

---

(121) اردو میں بطور اسم ہی استعمال ہوتا ہے اور سب سے پہلے ١٥٦٤ء کو "دیوان حسن شوقی" میں مستعمل ملتا ہے۔ عنبر کا استعمال حسن کے استعارہ کے طور پر بھی ہوتا ہے چنانچہ خوب صورت لہجے کے شاعر فیض احمد فیض نے اپنی ایک نازک احساسات پر مبنی نظم کا عنوان ''حبیب عنبر دست'' رکھا ہے۔ عنبر کا انگریزی نام Ambergris ''ایمبر گرس'' ہے دیگر نام: Ambra Grasea ہے۔

عربوں میں بطور نام اس لفظ کا استعمال کافی قدیم ہے، اس لیے حدیث کے راویوں کی چھان بین کرتے وقت عنبر نام کے کئی راویوں کا تذکرہ ملتا ہے جیسے احمد بن عنبر البصری، ابوزبید عنبر وغیرہ، عنبر کے ساتھ بطور لاحقہ ''ین'' کے اضافہ سے عنبرین بنا ہے جو بطور اسم اور صفت دونوں طرح استعمال ہوتا ہے جیسے زلف عنبریں، خط عنبریں، وغیرہ ،*(أصول النحو العربي :٢/ ٣٢٨). * باء سے پہلے نون آتا ہے تو اسے میم سے بدل دیتے ہیں: قد أبدلت من النون الساكنة إذا وقعت قبل الباء نحو عنبر وشنباء هي في اللفظ ميم وفي الخط نون، * بعض نے اسے فنعل کے وزن پر قرار دیا ہے:

— (تاج العروس من جواهر القاموس،ج١٣ص١٤٧). *العنبر كجعفر --- ووزنه فعلل، -- فقال في المصباح: العنبر فنعل -- وجمعه ابن جنى على عنابر. *الزَّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني (المتوفى: ١٢٠٥هـ) تاج العروس من جواهر القاموس، دار الهداية).

یہ مادہ ایک بڑی جسامت والی مچھلی کے پیٹ سے نکل کر پانی کی سطح پر جمع ہو جاتا ہے اس وجہ سے اس مچھلی کو بھی عنبر کہتے ہیں جو عنبر کو نگلتی اور اگلتی ہے۔ یہ مچھلی اپنے بڑے سر کی وجہ سے دیگر مچھلیوں سے ممتاز ہوتی ہے۔ بعض اوقات اس مچھلی کا شکار کرکے اس کے پیٹ سے بھی عنبر نکال لیتے ہیں، چنانچہ امام شافعیؒ سے منقول ہے کہ میں نے ایک شخص سے سنا کہ میں نے سمندر میں اگا ہوا عنبر دیکھا جو بکری کی گردن کی طرح مڑا ہوا تھا، یہاں سمندر میں ایک جانور ہوتا ہے جو اس عنبر کو کھالیتا ہے مگر عنبر اس کے لیے زہرِ قاتل ہوتا ہے اس لیے نگلتے ہی مر جاتا ہے، پھر وہ مردہ جانور سمندر کی لہروں سے ساحل پر آجاتا ہے اور اس کے پیٹ سے عنبر نکال لیا جاتا ہے۔[122]

عنبر مختلف قسم کا ہوتا ہے لیکن رنگت کے لحاظ سے بہترین عنبر اشہب (Black Ambergri) ہوتا ہے جو کہ سفید زردی مائل اور بہت خوشبودار ہوتا ہے اور "اشہب" اس سیاہ رنگ کو کہتے ہیں جس کی سفیدی غالب ہو۔

خوشبویات (Fragrances) میں عمدہ اور قیمتی ہونے کے اعتبار سے مشک کے بعد عنبر کا درجہ ہے۔اس کی کئی انواع واقسام ہیں جن میں سب سے اعلیٰ اشہب رنگ کا، پھر نیلا، پھر زرد اور سب سے ادنی قسم سیاہ رنگ کا ہوتا ہے[123]

---

(١٢٢) (تاج العروس من جواهر القاموس ج١٣ص١٤٧). *العَنْبَرُ معرُوف من الطِّيب.

— (فتح الباري شرح صحيح البخاري (ج٣ص٣٦٢). *أختلف في العنبر فقال الشافعي في كتاب السلم من الأم أخبرني عدد ممن أثق بخبره أنه نبات يخلقه الله في جنبات البحر قال وقيل أنه يأكله حوت فيموت فيلقيه البحر فيؤخذ فيشق بطنه فيخرج منه. *ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل الشافعي (المتوفي٨٥٢ه) فتح الباري شرح صحيح البخاري دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩.

(١٢٣) أجود أنواع العنبر هو الأشهب القوي ثم الأزرق ثم الأصفر وأقل الأنواع جودة

بعض ماہرین کی رائے ہے کہ سمندر میں ایک خاص قسم کا پودا اگتا ہے جس کو سمندری مخلوق کھا لیتی ہے اور بطورِ فضلہ کے خارج کر دیتی ہے، مشہور مسلم طبیب اور سائنسداں ابن سینا سے منقول ہے کہ عنبر سمندری مادہ ہے، بعض نے کہا کہ سمندری گھاس ہے اور بعض نے سمندری پودا لکھا ہے، ایک مشہور قول یہ ہے کہ مچھلی کی قے (Vomit) ہے۔[124]

جدید تحقیق

عنبر پر جو جدید تحقیق ہوئی ہے وہ اُن آراء سے مختلف نہیں ہے جو بہت پہلے علماءِ اسلام ظاہر کر چکے ہیں، چنانچہ امام زمخشری کے حوالے سے تاج العروس میں منقول

هو الأسود.والعنبر مادة رمادية أو بيضاء أو صفراء أو سوداء يستخدم في تحضير وتصنيع أفضل وأغلى أنواع العطور.

(١٢٤) (المبسوط للسَّرَخْسِيّ ج٣ص٣٧٥).*قيل أنه نبت ينبت في البحر بمنزلة الحشيش في البر ، وقيل : إنه شجرة تتكسر فيصيبها الموج فيلقيها على الساحل ، وليس في الأشجار شيء ، وقيل : إنه خثى دابة في البحر ، وليس في أخثاء الدواب شيء.
*السرخسي، محمد بن أحمد (المتوفى: ٤٨٣هـ)، المبسوط للسَّرَخْسِيّ، كتاب الزكوة ،باب المعادن وغيرها.دار المعرفة – بيروت.

— (تاج العروس من جواهر القاموس ج١٣ص ١٤٧-١٤٨).*العنبر فنعل: طيب معروف. وقد وقع فيه اختلاف كثير. فقيل: هو قال: العنبر سمكة كبيرة، والمشموم رجيعها، قيل: يوجد في بطنها. أو هو نبع عين فيه، أي في البحر، يكون جماجم، أكبرها وزن ألف مثقال، قاله صاحب المنهاج. وقال ابن سعيد: تكلموا في أصل العنبر، فذكر بعضهم أنه عيون تنبع في قعر البحر يصير منها ما تبلعه الدواب وتقذفه، ومنهم من قال: إنه نبات في قعر البحر قاله الحجاري، ونقله المقري في نفح الطيب. وقيل: الأصح أنه شمع عسل ببلاد الهند يجمد وينزل البحر، ومرعى نحله من الزهور الطيبة يكتسب طيبه منها، وليس نباتا ولا روث دابة بحرية.

ہے کہ عنبر سمندر کی سطح پر تیرتا ہوا مادہ ہے جس میں بسا اوقات پرندوں کی باقیات بھی ملتی ہیں۔(125)

امام زمخشری کی رائے کو اگر موجودہ تحقیقات کی روشنی میں دیکھا جائے تو ان کی رائے کی اہمیت اور بڑھ جاتی ہے۔ عنبر کے متعلق ایک تحقیق یہ ہے کہ عنبر دراصل درختوں سے بہنے والی رال اور گوند ہے۔ جب حشرات اسے کھانے کے لیے قریب آتے ہیں تو اس میں چپک جاتے ہیں اور ہوا بند (Airtight) ہونے کے باعث ہمیشہ کے لئے اس میں مقید ہو جاتے ہیں۔

عظیم یونانی ماہر حیاتیات اور فلاسفر ''تھیو فہار سٹس'' (Theophrastus) وہ پہلا شخص تھا جس نے لگ بھگ چار سو سال قبل مسیح میں عنبر کے خواص کے بارے میں تحقیق کی تھی، تحقیق سے ثابت ہوا کہ عنبر زیادہ تر ان ساحلی علاقوں میں پایا جاتا ہے جہاں ماضی میں صنوبری جنگلات کی بہتات تھی بعد ازاں یہ درخت زیر آب آ گئے اور ان کی رال یا گوند درختوں سے علیحدہ ہو کر دلدلی پانی اور ساحلی پہاڑیوں میں پھیل گئی اور مخصوص کیمیائی عوامل کے بعد نیم دائروی شکل کے ٹھوس عنبروں میں تبدیل ہو گئی جنہیں غوطہ خور اور تاجر تلاش کر کے فروخت کرتے ہیں

(١٢٥) (تاج العروس من جواهر القاموس ،ج١٣ص ١٤٧).*وقال الزمخشري: العنبر يأتي طفاوة على الماء لا يدري أحد معدنه، يقذفه البحر إلى البر، فلا يأكل منه شئ إلا مات، ولا ينقره طائر إلا بقي منقاره فيه، ولا يقع عليه إلا نصلت أظفاره، والبحريون والعطارون ربما وجدوا فيه المناقير، والظفر.

اب تک کی گفتگو کا حاصل یہ ہے کہ عنبر ایک خوشبودار مادہ ہے، مگر یہ مادہ خود کیا ہے؟اس بارے میں مختلف آراء ہیں، مثلا:

- درختوں کی رال اور گوند ہے۔
- سمندر کی تہہ میں اگنے والا پودا ہے۔
- سمندری جڑی بوٹی ہے۔
- مچھلی کی قے ہے۔
- مچھلی کا فُضلہ ہے۔
- تارکول کی طرح سمندری چشمے سے نکلنا والا مادہ ہے۔
- ایک خاص قسم کی مکھی کا شہد کی طرح چھتہ ہے جو بارشوں اور طوفانوں سے ٹوٹ کر سمندر میں آجاتا ہے۔

عنبر کے متعلق طبِ یونانی میں تفصیلات

عنبر کے متعلق طبیبوں اور حکیموں نے جو کچھ طب کی کتابوں میں لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے کہ عنبر گرم خشک ہے، مفرح قلب، مقوی دماغ اور محرک حرارتِ غریزی ہے، اعصاب کو تقویت بخشتا ہے۔ عنبر کو زیادہ تر اعصاب اور قلب کے امراضِ باردہ میں استعمال کیا جاتا ہے۔ حرارت غریزی کے ضعف کے وقت اس کو برانگیختہ کرنے کیلئے کھلایا جاتا ہے۔ عنبر کا کھانا بوڑھوں کیلئے مفید ہے۔ ضعف اور زخم معدہ کو زائل کرنے کیلئے بھی استعمال کرایا جاتا ہے۔ عنبر کی خاص خصوصیت بطور دوا یہ ہے کہ محرک باہ اور محافظ غریزی ہے لیکن آنتوں اور جگر کے لئے مضر ہے اور اس

کے لیے مصلح مغ، عربی، طباشیر ہے، مشک اور زعفران کو اس کے بدل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ عنبر سے جو مرکبات تیار ہوتے ہیں ان میں خمیرہ ابریشم، حب عنبر مومیائی اور خمیرہ گاؤزبان عنبری مشہور ہیں۔[126]

عنبر چونکہ ایک قدرتی نعمت ہے اور بڑی قدر و قیمت رکھتی ہے اس لیے علماء کے درمیان یہ نکتہ بھی زیر بحث آیا ہے کہ دیگر معدنیات کی طرح عنبر پر بھی محصول عائد ہوگا یا نہیں؟ اور اگر ہوگا تو اس کی مقدار کیا ہوگی؟

اس بارے میں ائمہ کی آراء مختلف ہیں، علماء کی اکثریت کے نزدیک عنبر میں سے حکومتِ وقت کو محصول وصول کرنے کا حق نہیں۔ یہی رائے مالکیہ شافعیہ اور احناف میں سے امام ابوحنفیہ اور امام محمد رحمہم اللہ کی ہے۔ تابعین میں سے حضرت عطاء، امام سفیان ثوری، ابن ابی لیلی، حسن بن صالح اور ابوثورؒ کا بھی یہی مذہب

(١٢٦) (عون المعبود شرح سنن أبي داود، ج١٠ص١٠٣). *وأما الكلام على الزعفران والعنبر خصوصا على طريق الطب فأقول إن كيفيات الأدوية وأفعالها وخواصها لا تثبت على بدن الإنسان ببرهان آني ولا ببرهان لمي بل تثبت أفعالها وخواصها بالتجارب وقد ثبت بالتجربة أن العنبر يقوي الحواس وأما سائر الأشياء المسكرة فينتشر في الحواس فالقول بسكر العنبر من عجب العجاب ومن أباطيل الأقوال ومخالف لكلام القدماء الأطباء بأسرها فإن واحدا منهم ما ذهب إلى سكره قال الشيخ في القانون عنبر ينفع الدماغ والحواس وينفع القلب جدا انتهى مختصرا.* عون المعبود، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي (المتوفى: ١٣٢٩هـ)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم، الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ، كتاب الاشربة، باب ما جاء في السكر ج١٠ ص١٠٣، دار الكتب العلمية – بيروت.

ہے۔جب کہ بعض حنابلہ اور احناف میں سے امام ابو یوسف کی رائے یہ ہے کہ عبنر میں خمس ہے یعنی پانچواں حصہ واجب ہے۔(127)

عنبر قرآن و حدیث کی روشنی

قرآن کریم میں سمندری عجائبات اور معدنیات کا ذکر ہے مگر نام کے ساتھ عنبر کا ذکر نہیں، البتہ احادیث میں عنبر کا بطورِ خوشبو ذکر موجود ہے، چنانچہ نسائی شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ کیا آنحضرت ﷺ خوشبو لگاتے تھے ؟انہوں نے جواب دیا: "جی ہاں" مردانہ خوشبو یعنی مشک اور عنبر۔

(١٢٧) (الموسوعة الفقهية الكويتية،ج٣٨ص٢٠٠).*يجب في معادن البحر-اختلف الفقهاء فيما يجب في معادن البحر.
فذهب المالكية والشافعية وأبو حنيفة ومحمد من الحنفية وبعض الحنابلة إلى أنه لا يجب في معادن البحر شيء لما روي عن ابن عباس رضي الله عنهما أنه قال في العنبر أنه دسره (ألقاه) البحر فلا شيء فيه، فهذا النص صريح في أن العنبر لا شيء فيه، والعنبر مستخرج من البحر فكذلك غيره من معادن البحر لا شيء فيه إذ لا فرق بين معدن وآخر من معادن البحر، وبه قال عطاء والثوري وابن أبي ليلى والحسن بن صالح وأبو ثور (٣) ولأن العنبر كان يخرج على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وخلفائه فلم يأت فيه سنة عنه ولا عنهم من وجه يصح. (١) ولأن الأصل عدم وجوب شيء فيه ما لم يرد به نص ولأنه عفو قياسا على العفو من صدقة الخيل. (٢)
وذهب بعض الحنابلة وأبو يوسف من الحنفية إلى وجوب الخمس في معادن البحر، وبه قال الحسن البصري وعمر بن عبد العزيز، لما روي عن يعلى بن أمية أنه كتب إلى عمر بن الخطاب رضي الله عنه يسأله عن عنبر وجد على الساحل فكتب إليه في جوابه أنه مال الله يؤتيه من يشاء وفيه الخمس. ولأنه نماء يتكامل عاجلا فاقتضى أن يجب فيه الخمس كالركاز، ولأن الأموال المستفادة نوعان من بر وبحر، فلما وجبت زكاة ما استفيد من البر اقتضى أن تجب زكاة ما استفيد من البحر.

وعن محمد بن علي قال: «سألت عائشة – رضي الله عنها – أكان رسول الله – صلى الله عليه وسلم – يتطيب؟ قالت: نعم بذكارة الطيب : المسك والعنبر». (رواه النسائي والبخاري في تاريخه، نيل الأوطار) (١٢٨)

حضرت سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ حائضہ عورت کے کپڑوں کو خون کے دھبے لگ جائیں تو انہیں دھولے اور پھر خوشبودار گھاس یا زعفران یا عنبر کو اس پر مل لے۔ اس کے علاوہ کچھ اور روایات بھی ہیں جن میں عنبر پر زکوۃ واجب ہونے یا نہ ہونے کی بحث ہے۔

حدثنا ابن فضيل، عن ليث، عن سعيد بن جبير، في الحائض يصيب ثوبها من دمها، قال: «تغسله ثم يلطخ مكانه بالورس والزعفران، أو العنبر.(الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار) (١٢٩)

مشہور تابعی حضرت عطاء بن رباح سے سوال ہوا کہ میت کو مشک لگا سکتے ہیں؟ تو منع فرمایا، لیکن عنبر کے متعلق جب پوچھا گیا تو اس کی اجازت دی۔

عن ابن جريج قال: قلت لعطاء: أيكره المسك حنوطا؟ قال: نعم قال: قلت: فالعنبر؟ قال: «لا، إنما العنبر والمسك قطرة دابة». (مصنف عبد الرزاق) (١٣٠)

---

(١٢٨) (نيل الأوطار، ج١ص١٦٥).*الشوكاني ،محمد بن علي اليمني (المتوفى: ١٢٥٠هـ)، نيل الأوطارالطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م،باب ما جاء في كراهية القزع والرخصة في حلق الرأس،ج١ ص١٦٥، دار الحديث، مصر.

(١٢٩) (الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار، جلد١ص٩١).*ابن أبي شيبة،أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد بن إبراهيم بن عثمان بن خواستي العبسي (المتوفى: ٢٣٥هـ) الكتاب المصنف في الأحاديث والآثارالطبعة: الأولى، ١٤٠٩ الناشر: مكتبة الرشد – الرياض.

(١٣٠) (مصنف عبد الرزاق رقم الحديث: ٦١٤٣ج٣ص٤١٥).*الصنعاني،أبو بكر عبد الرزاق بن همام (المتوفى: ٢١١هـ)، مصنف عبد الرزاق،الطبعة: الثانية، ١٤٠٣،كتاب الجنائز،باب الحناط، ، المجلس العلمي– الهند.

عنبر کے پاک و حلال ہونے سے متعلق مذاہب فقہاء

فقہ حنفی

عنبر کے متعلق فقہ حنفی میں بھی وہی اقوال منقول ہیں جن کا پہلے تذکرہ ہو چکا ہے۔ علامہ کاسانیؒ نے عنبر کو اپنی اصل کے لحاظ سے خوشبو قرار دیا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس قول کو ترجیح دی ہے کہ عنبر اصل میں سمندر میں نکلنے والا چشمہ ہے اور پاک ہے اور فیصلہ یہ کیا ہے کہ عنبر پاک بھی ہے اور حلال بھی ہے۔ ایک دوسرے مقام پر علامہ شامی نے عنبر کے استعمال کو دو شرطوں کے ساتھ جائز قرار دیا ہے، ایک یہ کہ اتنی مقدار استعمال نہ کیا جائے کہ جس سے نشہ پیدا ہو، دوسرے یہ کہ صحت کے لیے مضر ہو۔ بہر حال فقہ حنفی کی رو سے عنبر کا بطور خوشبو خارجی استعمال اور بطور دوا یا کھانے کے داخلی استعمال جائز ہے؛ کیونکہ پاک بھی ہے اور حلال بھی ہے۔ محقق علامہ شامی لکھتے ہیں:

وأما العنبر فالصحيح أنه عين في البحر بمنزلة القير وكلاهما طاهر من أطيب الطيب. (١٣١)

أقول: المراد بما أسكر كثيره إلخ من الأشربة، وبه عبر بعضهم وإلا لزم تحريم القليل من كل جامد إذا كان كثيره مسكرا كالزعفران والعنبر، ولم أر من قال بحرمتها، وأن البنج ونحوه

---

(١٣١) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين رد المحتار، كتاب المياه، (١/ ٢٠٩).

من الجامدات إنما يحرم إذا أراد به السكر وهو الكثير منه، دون القليل، المراد به التداوي ونحوه كالتطيب بالعنبر وجوزة الطيب، ونظير ذلك ما كان سميا قتالا كالمحمودة وهي السقمونيا ونحوها من الأدوية السمية ؛ فإن استعمال القليل منها جائز، بخلاف القدر المضر فإنه يحرم، فافهم واغتنم هذا التحرير.(١٣٢)

فقہ شافعی

فقہ شافعی میں خود بانی مذہب حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ عنبر پاک ہے۔ایک کمزور قول یہ ہے کہ عنبر نجس ہے مگر امام زین الدین عمر بن مظفر الوردی الشافعی نے عنبر کے پاک ہونے پر اجماع نقل کیا ہے اسی وجہ سے فقہ شافعی میں عنبر کی خرید وفروخت اور بیع سلم کو جائز لکھا ہے ورنہ ناپاک اشیاء کی تجارت مذہب شافعی میں جائز نہیں ہے۔امام ماوردی نے عنبر کا تذکرہ ان اشیاء میں کیا ہے جو کبھی خوراک کے طور پر بھی استعمال کی جاتی ہیں۔پاک ہونے کی وجہ سے عنبر کا داخلی استعمال بھی جائز ہے، کیونکہ مذہب شافعی کی رو سے ہر پاک شے کا کھانا جائز ہے ماسوائے ان اشیاء کے جو انسانی صحت یا عقل کے لیے مضر ہوں یا نشہ آور ہوں یا مردار کی دباغت دی ہوئی کھال ہو۔

عنبر کی ماہیت کے متعلق شافعی مذہب میں تین قول ملتے ہیں ،ایک یہ کہ سمندری پودا ہے،دوسرے یہ کہ سخت اور ٹھوس قسم کی شے ہے جسے جانور نگلنے کے بعد ہضم نہیں کر پاتا اور اگل دیتا ہے اور تیسرے یہ کہ جانور کا فضلہ ہے۔خشکی کے

---

(١٣٢) (الدر المختار وحاشية ابن عابدين رد المحتار، كتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، (٤/ ٤٢).

نباتات کی طرح سمندر کے نباتات بھی حلال ہیں، اس لیے پہلے قول کے مطابق عنبر کی حلت وطہارت کے متعلق کوئی اشکال پیدا نہیں ہوتا اور اگر یہ قول اختیار کیا جائے کہ عنبر مچھلی کی قے ہے تو ہاضمہ کے اندرونی عمل سے اس کی ساخت تبدیل ہو جاتی ہے اور ساخت کی تبدیلی سے تو ناپاک شے بھی پاک ہو جاتی ہے اور جس صورت میں مچھلی اسے جوں کا توں اگل دیتی ہے اس صورت میں عنبر کا حکم وہی رہے گا جو نگلنے سے پہلے تھا اور یہ واضح ہے کہ نگلنے سے پہلے وہ پاک اور حلال تھا، زیادہ سے زیادہ ان آلائشوں کو صاف کر دیا جائے گا جو اس پر لگی ہوں۔ امام شافعی نے اس موضوع پر اپنی عادت کے مطابق بڑی فاضلانہ بحث کی ہے جو کتاب الام میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے اور اس سے موجودہ دور میں حلال و حرام کے متعلق بڑی زریں اصولوں کی طرف رہنمائی ملتی ہے۔

فقہ مالکی

مالکی فقہ میں عنبر کے بارے میں تین قول منقول ہیں: خوشبودار مادہ ہے، مچھلی کی قے ہے یا اس کا فضلہ ہے۔ پہلے قول کو بعض نے صحیح قرار دیا ہے۔ محقق مالکی علماء کے نزدیک عنبر سمندری جڑی بوٹی ہے جس کی سب سے اعلی اور برتر قسم وہ ہے جو لہروں کی مدد سے ساحل پر آپہنچتی ہے اور جسے مچھلی کھانے کے بعد اگل دیتی ہے وہ درمیانی نوعیت کا عنبر ہے اور اگر مچھلی کے گلنے سڑنے کے بعد اس کا پیٹ چاک کر کے عنبر نکالا جائے تو وہ سب سے ادنی قسم ہے۔

عنبر کے خارجی استعمال کے متعلق فقہ مالکی میں صراحت کے ساتھ اجازت

منقول ہے، چنانچہ امام ابن قاسمؒ کہتے ہیں کہ میں نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ میت کو مشک و عنبر لگا سکتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ عنبر پاک ہے، کیونکہ کسی چیز کا بیرونی استعمال اسی وقت جائز ہوتا ہے جب وہ پاک ہو۔ جہاں تک عنبر کے داخلی استعمال کا تعلق ہے تو اس سلسلے میں وہی عام شرائط لاگو ہیں جو کسی بھی حلال شے کے متعلق لاگو ہوتی ہیں یعنی یہ کہ اس کا اتنی مقدار میں استعمال نہ ہو جو ضرر کا باعث ہو یا جس سے نشہ پیدا ہو۔

فقہ حنبلی

فقہ حنبلی میں بھی عنبر کی حقیقت کے متعلق وہی اقوال منقول ہیں جن کا ما قبل میں تذکرہ ہو چکا ہے۔ مستند حنبلی کتابوں کا رجحان اس طرف ہے کہ عنبر سمندری جڑی بوٹی ہے جو مختلف ذرائع سے انسان کو حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ اس کا خوردنی استعمال بھی ہوتا ہے مگر اصل میں خوشبودار مادہ ہے اور خوشبو کے مقاصد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ عنبر کو فقہ حنبلی میں پاک لکھا ہے، لیکن پاک ہونے کے ساتھ حلال بھی ہے، کیونکہ حنابلہ کے نزدیک ہر پاک چیز حلال ہے جب تک ضرر رساں یا نشہ آور نہ ہو۔ اس لیے پاک و حلال ہونے کی وجہ سے اس کا خارجی اور داخلی استعمال جائز ہے۔

حاصل کلام

المختصر عنبر پاک اور حلال ہے اس وجہ سے اس کا خارجی استعمال (External

use in Cosmetics and personal care products)چاروں مذاہب کی روسے جائزہے جب کہ اس کا اندرونی استعمال(Oral use) اتنی مقدار میں جائز ہے جس سے نشہ نہ ہواور انسانی صحت کے لیے مضر نہ ہو۔

لہٰذا ماکولات (Edibles)، مشروبات (Beverages) ، ادویات-(Pharma-ceuticals)، خوشبویات(Fragment's)اور آرائش وزیبائش کی اشیاء (Cosmetics) میں عنبر کا استعمال جائزہے اوراگر عنبر سے کوئی نئی چیز ، کوئی نیا ذائقہ (Flavor/Essence)وغیرہ تیار کیا جاتاہے تو وہ بھی حلال ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم

چینی کی صنعت اور "حلال کنٹرول پوائنٹس"

مفتی محمد احسن ظفر

(ڈائریکٹر SANHA Pakistan)

چینی ایک ایسی کثیر الاستعمال کھانے کی چیز ہے جو کہ ہزاروں کھانے پینے کی اشیاء میں استعمال ہوتی ہے۔ اس کی سالانہ پیداوار تقریباً 200 ملین ٹن (2 کھرب کلو) ہے۔ چینی کے بارے میں ایک عمومی تاثر یہی ہے کہ یہ حلال ہے۔ مگر گزشتہ سال جب ہمیں کچھ چینی کے کارخانوں کی حلال سرٹیفیکیشن کا موقع ملا تو یہ انکشاف ہوا کہ چینی تیار کرنے میں جو اجزاء یا Processing aids استعمال کئے جاتے ہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جن کے حرام ہونے کا امکان ہے۔ لہذا اسی حوالے سے یہ مضمون لکھا جارہا ہے تاکہ چینی کی صنعت سے منسلک افراد کو اس بارے میں آگاہ کیا جاسکے۔

چینی کا بنیادی ماخذ:

پاکستان میں زیادہ تر چینی، گنے سے پیدا کی جاتی ہے اور کچھ مقدار میں چقندر سے بھی بنائی جاتی ہے۔ گنے کی کاشت عمومی طور پر موسم بہار میں فروری سے اپریل تک کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ 20 تا 25 فیصد کاشت موسم خزاں میں ستمبر اور اکتوبر میں بھی کی جاتی ہے۔ گنے کی فصل 10 تا 14 ماہ تک کھیتوں میں رہتی ہے۔ عام طور پر

گنے کی کٹائی نومبر میں شروع ہوتی ہے، جب چینی کے کارخانے کام شروع کرتے ہیں اور مارچ اپریل تک چینی کی پیداوار کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ 60 تا 70 فیصد گنا کارخانوں میں چینی بنانے کے کام آتا ہے، 20 سے 30 فیصد گڑ اور دیسی چینی بنانے اور 10 فیصد گنے کو بیج کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ موسم گرما میں لوگ گنے کا رس بھی بہت شوق سے پیتے ہیں۔ گنے کی کٹائی ہاتھ سے کی جاتی ہے۔ اس کی منتقلی ٹرکوں، ٹرالروں اور ٹرالیوں میں کی جاتی ہے۔ دور دراز علاقوں سے گڈوں اور اونٹ گاڑیوں سے بھی ہوتی ہے۔ گنے کو ٹرک اور ٹرالیوں سے اتارنے کے لئے مشینی اور انسانی ذرائع استعمال کئے جاتے ہیں۔

چینی کی تیاری کے مختلف مراحل:

گنے کو پہلے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں کاٹا جاتا ہے جس کے لئے خاص قسم کی چھریاں استعمال ہوتی ہیں۔ پھر اسے بڑی بڑی مشینوں سے جنہیں شریڈر، یونی گریڈر اور فائیبرازر کہتے ہیں کے ذریعے ریشہ ریشہ کر دیا جاتا ہے اور بعد ازاں بڑے بڑے بیلنوں کے ذریعے گنے سے رس نکالا جاتا ہے۔ رس نکالنے کے بعد جو چیز بچتی ہے اسے بگاس کہتے ہیں۔ یہ بگاس اب بوائلرز میں ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے، جس میں بھاپ پیدا کی جاتی ہے۔ کچھ بگاس گتہ بنانے کے کام بھی آتی ہے۔

گنے سے نکالا ہوا رس اب پراسس ہاوس میں لے جاتے ہیں جہاں اس سے چینی نکالی جاتی ہے۔ رس کو گرم کیا جاتا ہے پھر اس میں چونے کا پانی ڈالا جاتا ہے جس سے

اس کی PH آٹھ تک ہو جاتی ہے۔ پھر اسے کلیریفائر میں لے جاتے ہیں جہاں صاف جوس علیحدہ کر لیا جاتا ہے اور مڈ علیحدہ کر لی جاتی ہے۔ مڈ میں موجود رس کو نکالنے کے لئے Vacuum Filter استعمال ہوتے ہیں۔ رس نکالنے کے بعد مڈ کو کھیتوں میں لے جاتے ہیں جہاں یہ بہت اچھی کھاد کے طور پر استعمال کی جاتی ہے۔

کلیریفائر سے نکلے ہوئے صاف جوس کو 13 evaporator میں لے جا کر گاڑھا شیرہ بنایا جاتا ہے جو Vacuum Pans میں چینی بنانے کے کام آتا ہے۔ Vacuum Pan میں شیرہ کو گاڑھا کیا جاتا ہے اور سفید چینی کو Isopropyl alcohol میں ملا کر پانچ مائیکرون سائز کی چینی یعنی Slurry حاصل کی جاتی ہے۔ Slurry کے ذریعے شیرے میں موجود چینی کو نکال کر اپنے اندر جذب کر لیتے ہیں جس سے ان کی جسامت بڑھ جاتی ہے۔ شیرے سے چینی نکالنے کا عمل ایک حد تک ہو سکتا ہے۔ Vacuum Pans میں یہ کام ڈیڑھ سے دو گھنٹے میں مکمل ہوتا ہے۔ اب چینی اور شیرہ کے آمیزہ کو Massecuite کہتے ہیں۔ پہلی دفعہ بننے والے Massecuite کو Massecuite-A کہتے ہیں۔ اب Massecuite-A کو Centrifugal machine میں لے جاتے ہیں، جہاں خام چینی اور شیرہ علیحدہ علیحدہ ہو جاتے ہیں۔ چینی کو اے شوگر اور شیرہ کو A-Molasses کہتے ہیں۔

A-Molasses کو Vacuum Pan میں لے جا کر دوبارہ وہی عمل دہرایا جاتا ہے۔ اب جو Massecuite بنتا ہے اسے B- Massecuite کہتے ہیں۔

جب اس کو Centrifugal machine میں سے گزارا جاتا ہے تو علیحدہ ہونے والی خام چینی کو بی شوگر اور Molasses کو B-Molasses کہتے ہیں جس کو Vacuum Pan میں لے جاکر C- Massecuite بناتے ہیں، جس کو Centrifugal میں سے گزارنے سے سی شوگر حاصل ہوتی ہے اور Molasses کو Final Molasses کہتے ہیں جو کہ زیادہ تر Distillery میں الکحل بنانے کے کام آتا ہے۔ سی شوگر کو B-Massecuite بنانے میں Seed کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اب خام اے شوگر کو گرم پانی میں حل کر کے گھاڑا محلول بنالیا جاتا ہے جس کا رنگ بہتر بنانے کے لئے Decolourizer استعمال کئے جاتے ہیں جن کے استعمال سے کمرشل شوگر کا رنگ بہت بہتر ہو جاتا ہے۔ گاڑھے محلول پر Carbonation process یا Sulphitation یا Phosphatation یا Ion-exchange resins کے ذریعے عمل کر کے مزید صاف کیا جاتا ہے اور حاصل شدہ محلول کو جسے فائن لکر کہتے ہیں ری فائن شوگر بنانے کے لئے استعمال کرتے ہیں۔ ری فائن شوگر کے بھی عام طور پر تین گریڈ بنائے جاتے ہیں جنہیں اے، بی اور سی کہتے ہیں۔ یہ تمام گریڈ منڈی میں فروخت ہوتے ہیں۔

Sugar Process Flowchart:
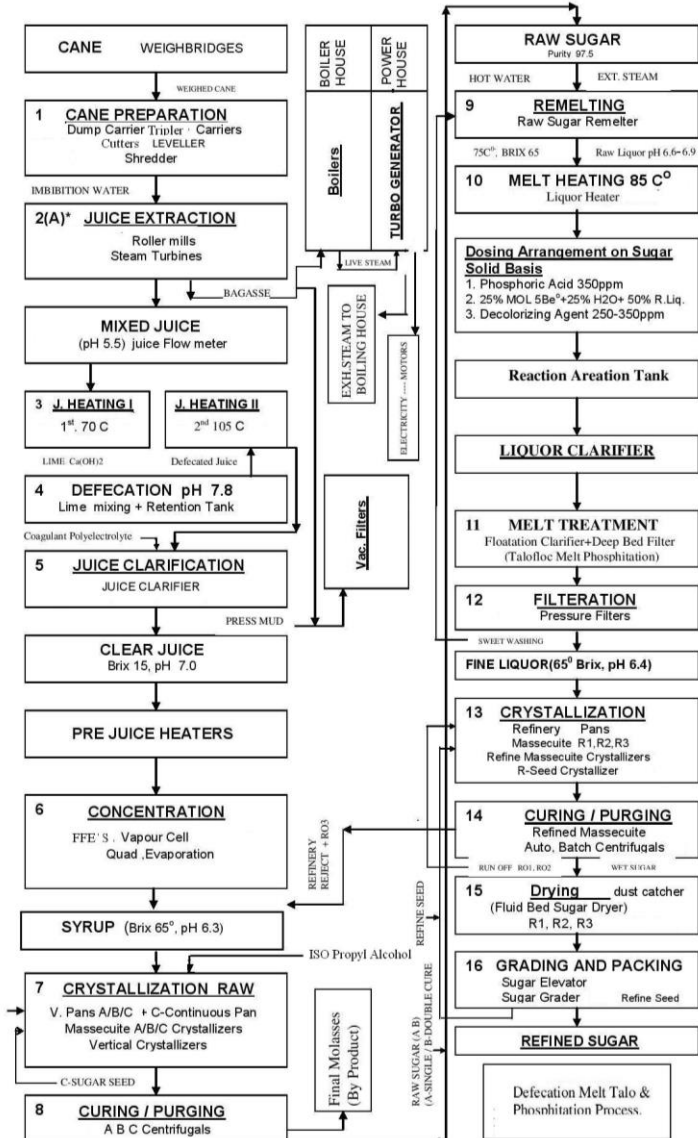
چینی کی صنعت میں حلال کنٹرول پوائنٹس:

جیسا کہ پہلے عرض کیا کہ چینی کے بارے میں عمومی تاثر یہی ہے کہ یہ حلال ہے اور اس کی تیاری میں کوئی حرام جزو یا Processing Aid شامل نہیں ہوتا۔ لیکن جب ہم نے چینی بنانے کی صنعت کے ماہرین کی راہنمائی میں اس موضوع پر کام کیا تو چینی کی حلال سرٹیفیکیشن کے حوالے سے چار اہم نکات یا حلال کنٹرول پوائنٹس سامنے آئے کہ اگر ان مراحل پر مناسب کنٹرول نہ رکھا جائے تو حرام کی آمیزش کا قوی امکان ہے۔

1-Decolourizer یا رنگ کاٹ۔Activated Carbon

2- فلٹریشن

3-Isopropyl Alcohol

4۔Phosphoric Acid

1-Decolorizer یا رنگ کاٹ

حلال سرٹیفیکیشن میں سب سے اہم اور بنیادی کام یہ ہے کہ جس کھانے پینے والی چیز کی سرٹیفیکشن کی جا رہی ہے، اس کی تیاری کے تمام مراحل میں استعمال ہونے والے ایک ایک خام مال کی مکمل تفصیل حاصل کی جائے اور اس کے تمام اجزائے ترکیبی اور ان کے ممکنہ ماخذ کا پتا لگایا جائے۔ یہی وجہ ہے کہ جب ہم نے Decolourize کی تفاصیل حاصل کیں تو معلوم ہوا کہ پاکستان کی شوگر انڈسٹری

میں استعمال ہونے والے Decolourize عمومی طور پر چین سے درآمد کئے جاتے ہیں۔ پھر اس بارے میں جب بعض درآمد کنندگان سے مزید تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ چائنہ سے دو قسم کے Decolourize درآمد ہورہے ہیں۔ ایک Decolourize وہ ہے جس میں نباتاتی اجزاء کا استعمال کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ایسا Decolourize بھی نہ صرف درآمد بلکہ بعض شوگر ملز میں استعمال بھی ہورہا ہے، جس کے اجزائے ترکیبی میں Tallow شامل ہے۔

Tallow کی حقیقت:

Tallow عمومی طور پر حیوانی چربی کو کہا جاتا ہے۔

Tallow کی شرعی حیثیت:

Tallow اگر شرعی طریقہ سے ذبح کئے گئے حلال جانور سے حاصل کی گئی ہو تو حلال ہے، لیکن اگر کسی حرام جانور یا مردار سے حاصل کی گئی ہو تو وہ نہ صرف حرام بلکہ نجس بھی ہے۔(133)

---

(۱۳۳)المبسوط للسرخسي(۱۹۷ / ۱۰) .*ومن المختلط الذي هو متصل الأجزاء مسألة الدهن إذا اختلط به ودك الميتة أو شحم الخنزير وهي تنقسم ثلاثة أقسام: فإن كان الغالب ودك الميتة لم يجز الانتفاع بشيء منه لا بأكل ولا بغيره من وجوه الانتفاع؛ لأن الحكم للغالب وباعتبار الغالب هذا محرم العين غير منتفع به، فكان الكل ودك الميتة، واستدل عليه بحديث جابر - رضي الله عنه - قال: «جاء نفر إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم و قالوا: إن لنا سفينةً في البحر و قد احتاجت إلى الدهن فوجدنا ناقةً كثيرة الشحم ميتةً أفندهنها بشحمها؟ فقال صلى الله عليه وسلم: لاتنتفعوا من

Decolourizer میں استعمال ہونے والی Tallow:

اس حوالے سے جب Decolourizer فراہم کرنے والے حضرات سے بات ہوئی تو ان حضرات نے چائنہ میں Decolourizer بنانے والی کمپنیوں سے رابطہ کیا، جنہوں نے اس بات کی تصدیق کی کہ Decolourizer میں استعمال ہونے والی Tallow حلال نہیں ہے۔ پاکستانی درآمد کنندگان کی درخواست پر انہوں نے ایسا Decolourizer تیار کرنا شروع کردیا ہے جس میں Tallow کی آمیزش نہیں ہے۔ البتہ Tallow والا Decolourizer نہ صرف بنایا جارہا ہے بلکہ پاکستان کی چند شوگر ملز میں آج بھی استعمال ہورہا ہے۔

الميتة بشيء» وكذلك إن كانا متساويين؛ لأن عند المساواة يغلب الحرام فكان هذا كالأول، فأما إذا كان الغالب هو الزيت فليس له أن يتناول شيئًا منه في حالة الاختيار؛ لأن ودك الميتة وإن كان مغلوبًا مستهلكًا حكمًا فهو موجود في هذا المحل حقيقةً، وقد تعذر تمييز الحلال من الحرام، ولايمكنه أن يتناول جزءًا من الحلال إلا بتناول جزء من الحرام وهو ممنوع شرعًا من تناول الحرام، ويجوز له أن ينتفع بها من حيث الاستصباح ودبغ الجلود بها فإن الغالب هو الحلال فالانتفاع إنما يلاقي الحلال مقصودًا، وقد روينا في كتاب الصلاة عن رسول الله صلى الله عليه وسلم وعن علي – رضي الله تعالى عنه – جواز الانتفاع بالدهن النجس؛ لأنه قال: وإن كان مائعًا فانتفعوا به دون الأكل، وكذلك يجوز بيعه مع بيان العيب عندنا ولايجوز عند الشافعي – رحمه الله تعالى –؛ لأنه نجس العين كالخمر، ولكنا نقول: النجاسة للجار لا لعين الزيت فهو كالثوب النجس يجوز بيعه وإن كان لاتجوز الصلاة فيه، و هذا لأن إلى العباد إحداث المجاورة بين الأشياء لا تقليب الأعيان، وإن كان التنجس يحصل بفعل العباد عرفنا أن عين الطاهر لايصير نجسًا وقد قررنا هذا الفصل في كتاب الصلاة، فإن باعه ولم يبين عيبه فالمشتري بالخيار إذا علم به لتمكن الخلل في مقصوده حين ظهر أنه محرم الأكل وإن دبغ به الجلد فعليه أن يغسله ليزول بالغسل ما على الجلد من أثر النجاسة وما يشرب فيه فهو عفو.

:Activated Carbon

بعض شوگر ملز میں Activated Carbon کو Decolourizer کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ Activated Carbon کو نباتات، جمادات اور حیوانات تینوں سے حاصل کیا جاسکتا ہے۔ نباتات یا جمادات سے حاصل ہونے والے کاربن حلال ہیں، البتہ حیوانات سے حاصل ہونے والے کاربن کے ماخذ کی تحقیق ضروری ہے۔ عام طور پر اسے حیوانات کی بھنی ہوئی ہڈیوں سے حاصل کیا جاتا ہے، جن میں خنزیر کی ہڈیوں کی آمیزش کا قوی امکان ہے، لہذا حیوانات کی ہڈیوں سے بنی ہوئی کاربن سے احتیاط ضروری ہے۔

2- فلٹریشن

بعض شوگر ملز میں گنے کے رس کو فلٹر کرنے کے لئے بھی کاربن کا استعمال کیا جاتا ہے۔ اس بارے میں بھی وہی کنٹرول لازمی ہے کہ اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ کاربن، خنزیر کی ہڈیوں سے حاصل نہیں کیا گیا۔

:Isopropyl Alcohol-3

بعض شوگر ملز میں کرسٹلائزیشن کے مرحلہ میں Isopropyl alcohol استعمال کی جاتی ہے۔

Isopropyl Alcohol کی حقیقت:

Isopropyl alcohol, also called 2-propanol, one of the most common members of the alcohol family of organic compounds. Isopropyl alcohol was the first commercial synthetic alcohol. It is easily synthesized from the reaction of propylene with sulfuric acid, followed by hydrolysis.
https://www.britannica.com/science/isopropyl-alcohol

Isopropyl Alcohol کی شرعی حیثیت:

الکوحل کے بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ کھجور اور انگور سے بنی الکوحل، نجس بھی ہے اور حرام بھی۔[134] البتہ ایسی الکوحل جو اس کے علاوہ ہو، وہ پاک ہے اور صنعتی مقاصد کے لئے اس کا استعمال جائز ہے بشرطیکہ اتنی مقدار میں نہ ہو جس سے نشہ طاری ہو جائے۔[135]

---

(١٣٤) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٤٨).*وقد تطلق الخمر على غير ما ذكر مجازا. ثم شرع في أحكامها العشرة فقال (وحرم قليلها وكثيرها) بالإجماع (لعينها) أي لذاتها وفي قوله تعالى: - ﴿إنما الخمر والميسر﴾ [المائدة: ٩٠]- الآية عشر دلائل على حرمتها مبسوطة في المجتبى وغيره (وهي نجسة نجاسة مغلظة كالبول ويكفر مستحلها وسقط تقومها) في حق المسلم (لا ماليتها) في الأصح.

ـــ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٤٩).*(وحرم الانتفاع بها) ولو لسقي دواب أو لطين أو نظر للتلهي، أو دواء أو دهن أو طعام أو غير ذلك إلا لتخليل أو لخوف عطش بقدر الضرورة فلو زاد فسكر حد مجتبى.

(١٣٥) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٦/ ٤٥٢).*(والحلال منها) أربعة

مذکورہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ پروپائل الکحل کھجور اور انگور سے حاصل نہیں کی جاتی بلکہ اسے مصنوعی طریقہ سے حاصل کیا جاتا ہے۔ لہذا یہ پاک ہے اور چینی میں اس کی مقدار نہ ہونے کے برابر ہوتی ہے لہذا شوگر ملز میں اس کا استعمال جائز ہے۔ البتہ یہ کنٹرول ضرور رکھا جائے کہ اگر اس کے علاوہ کوئی اور الکوحل استعمال کی جائے تو اس کے ماخذ کی تحقیق کرنا ضروری ہے۔

Phosphoric Acid-4

شوگر ملز میں کلیریفائرز میں فاسفورک ایسڈ استعمال ہوتا ہے۔ فاسفورک ایسڈ دو طرح کا ہے ایک ٹیکنکل گریڈ اور دوسرا فوڈ گریڈ۔ ٹیکنکل گریڈ، فاسفورک ایسڈ میں سیسہ کی مقدار زیادہ ہوتی ہے، جو کہ انسانی صحت کے لئے مضر ہو سکتا ہے۔ اور ایسی چیز جو صحت کے لئے مضر ہو، اس کا استعمال جائز نہیں۔ لہذا ٹیکنکل گریڈ فاسفورک ایسڈ سے پرہیز کیا جائے اور شوگر ملز میں صرف فوڈ گریڈ فاسفورک ایسڈ استعمال کیا جائے۔

أنواع: الأول (نبيذ التمر والزبيب إن طبخ أدنى طبخة) يحل شربه (وإن اشتد) وهذا (إذا شرب) منه (بلا لهو وطرب) فلو شرب للهو فقليله وكثيره حرام (وما لم يسكر) فلو شرب ما يغلب على ظنه أنه مسكر فيحرم، لأن السكر حرام في كل شراب. (و) الثاني (الخليطان) من الزبيب والتمر إذا طبخ أدنى طبخة، وإن اشتد يحل بلا لهو. (و) الثالث (نبيذ العسل والتين والبر والشعير والذرة) يحل سواء (طبخ أو لا) بلا لهو وطرب. (و) الرابع (المثلث) العنبي وإن اشتد، وهو ما طبخ من ماء العنب حتى يذهب ثلثاه ويبقى ثلثه إذا قصد به استمراء الطعام والتداوي والتقوي على طاعة الله تعالى، ولو للهو لا يحل إجماعا حقائق.

خاتمہ:

مذکورہ بالا تحقیق سے واضح ہے کہ شوگر ملز ان حلال کنٹرول پوائنٹس کو نہ صرف اپنے یہاں نافذ کریں بلکہ اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ تمام پراسس میں ان کی مکمل پاسداری کی جائے۔ کسی ایک حلال کنٹرول پوائنٹ کی خلاف ورزی کی صورت میں حرام کی آمیزش کا قوی امکان ہے۔ واللہ اعلم

Process description, checked & approved by:
Mr. Mohsin Khan AGM QC- Layyah Sugar Mills

پانچواں باب

لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام

- حلال شے کا حلال نام رکھنا (ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ)
- حرام شے کو حلال کی طرف منسوب کرنا (ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ)

حلال شے کا حرام نام رکھنا

"چند ماہ پہلے ایک خبر نے حلال کی دنیا میں ہل چل مچا کر رکھ دی تھی، وہ خبر یہ تھی کہ ملائیشیاء میں ایک امریکن ریسٹورنٹ کی حلال سرٹیفکیشن کا عمل ملائیشیاء کے ادارے "جاکم" (JAKIM) نے اس بنیاد پر روک دیا کہ اس کی ایک ڈش کا نام پریٹزل ڈاگ (''Pretzel Dog'') تھا۔ جو بعد میں کمپنی نے سمجھ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے تبدیل کرکے پریٹزل سوسَج (Pretzel Sausage) کر دیا۔

جاکم کا موقف یہ تھا کہ کسی بھی قسم کی کھانے پینے والی حلال شے کا نام حرام چیز سے منسوب کرنا جو مسلمان صارفین کو پریشانی میں مبتلا کرے یا دھوکے میں ڈالے، اس کا استعمال ممنوع ہے، لہذا اس ریسٹورنٹ کو اپنی ڈش کا نام بدلنا ہوگا۔

اس خبر کو کافی بڑھا چڑھا کر دنیا کے مشہور اخبارات نے پیش کیا اور عوام نے دل کھول کر کمنٹس بھی دئے جنہیں پڑھ لینے کے بعد ہمیں محسوس ہوا اس موضوع پر شرعی نقطہ نظر دیکھنا چاہئے تاکہ معلوم ہوسکے کہ یہ شرط جاکم نے انتظامی طور پر لگائی ہے یا شریعت کا تقاضا ہے۔ لہذا ہم نے فوری طور پر مفتیان کرام کا اجلاس طلب کیا اور اس مدعیٰ کو سامنے رکھا کہ شرعی نقطہ نظر دیکھا جائے اور علمی بحث کی جس کے نتیجے میں فوراً اس بات کا ادراک ہوگیا کہ یہ خالص شرعی مسئلہ ہے جس کے دلائل قرآن و سنت و فقہ میں موجود ہیں جس کی بنیاد پر یہ اندازہ بھی لگانا ممکن ہوگیا کہ جاکم نے خالص شرعی حکم پر عمل کیا ہے جو بحیثیت حلال کنڑول اتھارٹی کے جاکم کی ذمہ بھی

ہے اور اس نے اس حق کا صحیح استعمال بھی کیا ہے۔

ایک ماہ کی بحث و تحقیق کے نتیجے میں ایک تفصیلی شرعی تحقیق تیار کی گئی جو کہ ڈاکٹر مفتی عارف علی شاہ صاحب کے ذمہ تھی، جس میں قرآن و سنت اور چاروں فقہ سے حوالہ جات جمع کئے گئے تا کہ امت مسلمہ کا اس موضوع پر ایک مشترکہ موقف سامنے آسکے۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ اس تحقیق کو نافع بنائے۔

مفتی یوسف عبدالرزاق خان

چیف ایگزیکٹیو، سنحا پاکستان

جمعرات، 22 دسمبر، 2016

جمعرات، 22 ربیع الاوّل، 1438

حلال شے کا حرام نام رکھنا

(شرعی تحقیق)

"اگرکسی مصنوع (Product) کے اجزاء ترکیبی (Ingredients)اور خام مال (Raw-Material) حلال ہیں، لیکن اس کا نام کسی حرام چیز کا رکھ دیا ہے، مثلاً کسی حلال چیز کا نام کتا، خنزیر، شراب وغیرہ رکھ دیا ہے۔ تو اس کا شرعی حکم کیا ہو گا؟"

اسلام ہمیشہ شائستہ گفتگو اور اچھے معنٰی پر مشتمل الفاظ کے استعمال کا درس دیتا ہے، چنانچہ والدین کے اوپر بچے کے ابتدائی شرعی حقوق میں سے ایک حق یہ بھی ہے کہ اس کا اچھا نام رکھیں۔ اگر کسی لفظ کا مطلب غلط یا برا ہے تو اسلام نے اس کے استعمال سے روکا ہے۔اس حوالے سے قرآن، سنت اور فقہ اسلامی کی تعلیمات کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

قرآن مجید:

قرآن مجید میں اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو لفظ "راعنا" کے استعمال سے روکا ارشادِ باری تعالٰی ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [البقرة: ١٠٤]

ترجمہ: ایمان والو! (رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر) "راعنا" نہ کہا کرو، اور "انظرنا" کہہ دیا کرو اور سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ عربی اور عبرانی زبان میں اس لفظ کا تلفظ (Pronunciation) بالکل ایک جیسا تھا، عربی زبان میں اس کا مطلب اچھا تھا، "راعنا" کے معنی یہ ہیں کہ "ہماری رعایت فرمایئے"، لیکن یہی لفظ یا اس سے ملتا جلتا لفظ یہودیوں کی مذہبی زبان عبرانی میں ایک فحش گالی تھی، مسلمان اس لفظ کو صحیح معنی میں استعمال کرتے تھے لیکن یہودیوں کی نیت خراب معنی کی ہوا کرتی تھی اور یہودی اس لفظ سے مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع کر دیا اور ہمیشہ کے لیے یہ سبق بھی دے دیا کہ ایسے الفاظ کا استعمال درست نہیں ہے جن میں کسی غلط مفہوم کا احتمال ہو یا ان سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہو۔[136]

---

(136) (ملخص از آسان ترجمہ قرآن)۔☆ عثمانی، مفتی محمد تقی عثمانی بن مفتی محمد شفیع، آسان ترجمہ قرآن، طبع جدید، شعبان 1431ھ-جولائی 2010 مکتبہ معارف القرآن کراچی 14۔

— (تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (٢/ ٤٦٤). * قيل: الذي فيه من ذلك، نظير الذي في قول القائل:"الكرم" للعنب، و"العبد" للمملوك. وذلك أن قول القائل: "عبدي" لجميع عباد الله، فكره للنبي صلى الله عليه وسلم أن يضاف بعض عباد الله - بمعنى العبودية - إلى غير الله، وأمر أن يضاف ذلك إلى غيره، بغير المعنى الذي يضاف إلى الله عز وجل، فيقال:"فتاي". وكذلك وجه نهيه في"العنب" أن يقال: "كرم" خوفا من توهم وصفه بالكرَم، وإن كانت مُسَكَّنَة، فإن العرب قد تسكن بعض الحركات إذا تتابعت على نوع واحد. فكره أن يتصف بذلك العنب. فكذلك نهى الله عز وجل المؤمنين أن يقولوا:"راعنا"، لما كان قول القائل:"راعنا" محتملا أن

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کی

یکون بمعنی احفظنا ونحفظك، وارقبنا ونرقبك. *الطبري، محمد بن جرير، (المتوفى: ٣١٠هـ)، جامع البيان في تأويل القرآن، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م، مؤسسة الرسالة.

— (تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (٢/ ٤٦٥). *وأما القول الآخر الذي حكي عن عطية ومن حكي ذلك عنه: أن قوله: (راعنا) كانت كلمة لليهود بمعنى السب والسخرية، فاستعملها المؤمنون أخذا منهم ذلك عنهم، فإن ذلك غير جائز في صفة المؤمنين: أن يأخذوا من كلام أهل الشرك كلاما لا يعرفون معناه، ثم يستعملونه بينهم وفي خطاب نبيهم صلى الله عليه وسلم. ولكنه جائز أن يكون ذلك مما روي عن قتادة، أنها كانت كلمة صحيحة مفهومة من كلام العرب، وافقت كلمة من كلام اليهود بغير اللسان العربي، هي عند اليهود سب، وهي عند العرب: أرعني سمعك وفرغه لتفهم عني. فعلم الله جل ثناؤه معنى اليهود في قيلهم ذلك للنبي صلى الله عليه وسلم، وأن معناها منهم خلاف معناها في كلام العرب، فنهى الله عز وجل المؤمنين عن قيلها للنبي صلى الله عليه وسلم، لئلا يجترئ من كان معناه في ذلك غير معنى المؤمنين فيه، أن يخاطب رسول الله صلى الله عليه وسلم به. وهذا تأويل لم يأت الخبر بأنه كذلك، من الوجه الذي تقوم به الحجة. وإذ كان ذلك كذلك، فالذي هو أولى بتأويل الآية ما وصفنا، إذ كان ذلك هو الظاهر المفهوم بالآية دون غيره.

وقد حكي عن الحسن البصري أنه كان يقرؤه: (لا تقولوا راعنا) بالتنوين، بمعنى: لا تقولوا قولا"راعنا"، من"الرعونة" وهي الحمق والجهل. وهذه قراءة لقراء المسلمين مخالفة، فغير جائز لأحد القراءة بها لشذوذها وخروجها من قراءة المتقدمين والمتأخرين، وخلافِها ما جاءت به الحجة من المسلمين.

— (تفسير الطبري = جامع البيان ت شاكر (٢/ ٤٧٠).*وفي هذه الآية دلالة بينة على أن الله تبارك وتعالى نهى المؤمنين عن الركون إلى أعدائهم من أهل الكتاب والمشركين، والاستماع من قولهم، وقبول شيء مما يأتونهم به على وجه النصيحة لهم منهم، بإطلاعه جل ثناؤه إياهم على ما يستبطنه لهم أهل الكتاب والمشركون من الضغن والحسد، وإن أظهروا بألسنتهم خلاف ما هم مستبطنون.

ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لئے جائز نہیں رہتا۔ (معارف القرآن از مفتی محمد شفیعؒ)[137]

اس سے معلوم ہوا کہ کسی لفظ کا تلفظ اگر مختلف زبانوں میں ایک ہی جیسا (Same) ہو، لیکن ایک زبان میں وہ اچھا معنی رکھتا ہو اور دوسری زبان میں اس کا برا مطلب ہو تو اس کو استعمال کرنے سے منع کیا گیا ہے، خاص طور پر جب اس کا مختلف زبانوں میں استعمال (Multilanguage use) ہوتا ہو۔

نیز یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر کسی لفظ کا مطلب ہی حرام اور ناجائز ہو، تو ایسے لفظ کا استعمال شرعاً ممنوع ہے۔

احادیث مبارکہ:

احادیث مبارکہ میں اس حوالے سے واضح ہدایات موجود ہیں۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ کی یہ عادتِ مبارکہ تھی کہ برے ناموں کو تبدیل فرمایا کرتے تھے جس کی چند مثالیں ذکر کرتے ہیں۔

ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ "صَب، حَرب، مرّۃ اور خَنَّاس" نام مت رکھا کرو کیونکہ یہ شیطان کے ناموں میں سے ہیں۔[138] ایک اور روایت میں ہے کہ

---

(137) مفتی اعظم پاکستان، محمد شفیع دیوبندی بن مولانا محمد یاسینؒ، (المتوفی 6 اکتوبر 1976ء) معارف القرآن، طبع جدید ربیع الثانی 1429ھ- اپریل 2008، مکتبہ معارف القرآن کراچی 14۔

(١٣٨) (الجامع لابن وهب ت مصطفى أبو الخير (ص: ١٢٠). *وأخبرني ابن لهيعة، والقاسم بن عبد الله، عن عمارة بن غزية، عن محمد بن عبد الرحمن بن سعد بن زرارة، قال: قال رسول الله عليه السلام: «لا تسموا صبا. . . فلا حرب، ولا مرة، ولا خناس؛ فإنها من أسماء الشيطان». *عبد الله بن وهب بن مسلم الفهري القرشي، (المتوفى: ١٩٧هـ)، الجامع في الحديث لابن وهب، الطبعة: الأولى ١٤١٦ هـ - ١٩٩٥ م، الناشر: دار ابن الجوزي – الرياض.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ایک بیٹی تھیں جن کا نام "عاصیہ" تھا، تو ان کا نام تبدیل کر کے رسول اللہ ﷺ نے "جمیلہ" رکھا۔[139]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ بُرے ناموں کو باقاعدہ بدل دیا کرتے تھے۔[140]

شارحینِ حدیث فرماتے ہیں کہ ناجائز ناموں کو حضور ﷺ نے اس لیے تبدیل کیا کہ یہ ایمان والوں کے شِعار کے خلاف ہے کیونکہ مؤمن کا شِعار اطاعت وفرمانبرداری ہے، نافرمانی اور عصیان نہیں۔[141]

---

(١٣٩) (صحيح مسلم (٣/ ١٦٨٧).*حدثنا أبو بكر بن أبي شيبة، حدثنا الحسن بن موسى، حدثنا حماد بن سلمة، عن عبيد الله، عن نافع، عن ابن عمر: «أن ابنة لعمر كانت يقال لها عاصية فسماها رسول الله صلى الله عليه وسلم جميلة».

(١٤٠) (سنن الترمذي ت بشار (٤/ ٤٣٢).* حدثنا أبو بكر بن نافع البصري، قال: حدثنا عمر بن علي المقدمي، عن هشام بن عروة، عن أبيه، عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم كان يغير الاسم القبيح).

(١٤١) (تحفة الأحوذي (٨/ ١٠٣).*وقال في النهاية إنما غيره لأن شعار المؤمن الطاعة والعصيان ضدها انتهى قال النووي معنى هذه الأحاديث تغيير الاسم القبيح أو المكروه إلى حسن وقد ثبت أحاديث بتغييره صلى الله عليه وسلم أسماء جماعة كثيرين من الصحابة وقد بين صلى الله عليه وسلم العلة في النوعين وما في معناهما وهي التزكية أو خوف التطير. *المباركفورى، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم، (المتوفى: ١٣٥٣هـ)، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي، دار الكتب العلمية – بيروت.

— (شرح السنة للبغوي (١٢/ ٣٤٢).*حدثنا المطهر بن علي، أنا محمد بن إبراهيم الصالحاني، أنا عبد الله بن محمد بن جعفر، نا محمد بن يحيى بن منده، نا أحمد بن المقدام، نا عمر بن علي المقدمي، قال: سمعت هشام بن عروة، عن أبيه، عن أبي هريرة، قال: «كان النبي صلى الله عليه وسلم يغير الاسم القبيح إلى الاسم الحسن».

ابوداؤد شریف کی ایک صحیح حدیث میں ہے کہ ایک شخص کا نام "غُراب" تھا اور ایک کا نام "حباب" تھا ان دونوں کے ناموں کو نبی کریم ﷺ نے تبدیل فرما کر "ہشام" رکھ دیا۔

مشہور فقہیہ و محدث، ابو محمد حسین بن مسعود البغوی الشافعی (المتوفی: 516ھ) اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ چونکہ یہ دونوں نام حرام جانوروں کے ہیں، مثلاً "غراب" عربی میں کوّے کو کہتے ہیں اور "حباب" عربی میں سانپ کی ایک قسم ہے، تو اس وجہ سے نبی کریم ﷺ نے ان حرام ناموں کو خود تبدیل فرمایا۔[142]

وروي عن عائشة، أن النبي صلى الله عليه وسلم، «كان يغير الاسم القبيح»

— (شرح السنة للبغوي (١٢/ ٣٤٢).*وروي عن سهل بن سعد، " أن رجلا كان اسمه أسود، فسماه النبي صلى الله عليه وسلم أبيض.

وروي عن أسامة بن أخدري، أن رجلا يقال له: أصرم، *البغوي، الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء، (المتوفى: ٥١٦هـ)، شرح السنة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م، المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت.

(١٤٢) شرح السنة للبغوي (١٢/ ٣٤٣). *قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ما اسمك؟» قال: أنا أصرم. قال: «بل أنت زرعة».قلت: إنما غير اسم الأصرم، لأن معنى الصرم القطيعة، فكره لهذا.

قال أبو داود: وغير النبي صلى الله عليه وسلم اسم العاص وعزيزا وعتلة وشيطانا والحكم وغرابا وحبابا وشهابا، فسماه هشاما، وسمى حربا سلما، وسمى المضطجع المنبعث، وأرض تسمى عفرة سماها خضرة، وشعب الضلالة سماهم بني الرشد، وسمى بني مغواة بني رشد.

قال أبو سليمان الخطابي: أما العاص، فإنما غيره كراهية لمعنى العصيان، وإنما سمة المؤمن الطاعة والاستسلام، والعزيز إنما غيره، لأن العزة لله، وشعار العبد الذلة والاستكانة، وعتلة: معناها الشدة والغلظ، ومنه قولهم: رجل عتل، أي: شديد غليظ، ومن صفة المؤمن اللين والسهولة، وشيطان: اشتقاقه من الشطن، وهو البعد

اس سے معلوم ہوا کہ اسلام کے نزدیک یہ بات انسانی تکریم وشرافت کے خلاف ہے کہ اشرف المخلوقات انسان کا نام کسی بُرے یا حرام مفہوم پر مشتمل ہو۔ جہاں تک کسی مصنوع (Product) کے نام کا مسئلہ ہے تو وہ اس سے بھی زیادہ حساس ہے، کیونکہ یہ چیزیں کھائی جاتی ہیں اور جب کسی چیز کا بذاتِ خود کھانا پینا حرام ہو، مثلاً کتا، خنزیر، شراب وغیرہ، تو کسی حلال چیز کا ایسا حرام نام رکھنا بطریقِ اولیٰ ناجائز ہوا۔

من الخير، وهو اسم المارد الخبيث من الجن والإنس، والحكم: هو الحاكم الذي إذا حكم لا يرد حكمه، وهذه الصفة لا تليق بغير الله عز وجل، ومن أسمـائه الحكم.
وغراب مأخوذ من الغرب، وهو البعد، ثم هو حيوان خبيث الفعل، خبيث الطعم، أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم قتله في الحل والحرم.
وحباب: نوع من الحيات، وروي إن الحباب اسم الشيطان، والشهاب: الشعلة من النار، والنار عقوبة الله.
وأما عفرة: فهي نعت الأرض التي لا تنبت شيئا، فسماها خضرة على معنى التفاؤل حتى تخضر.

— (سنن أبي داود ت الأرنؤوط (٧/ ٣١٠). *حدثنا أحمد بن صالح، حدثنا عبد الرزاق، عن معمر، عن الزهري، عن سعيد بن المسيب، عن أبيه عن جده، أن النبي -صلى الله عليه وسلم- قال له: "ما اسمك؟ " قال: حزن، قال: "أنت سهل " قال: لا، السهل يوطا ويمتهن، قال سعيد: فظننت أنه سيصيبنا بعده حزونه (٢).
قال أبو داود: وغير النبي -صلى الله عليه وسلم- اسم العاص وعزيز وعتلة وشيطان والحكم وغراب وحباب، وشهاب فسماه هشاما، وسمى حربا: سلما، وسمى المضطجع المنبعث، وأرضا تسمى عفرة سماها خضرة).

— (المنتقى شرح الموطإ (٧/ ٢٩٧).*وإنما اختار حسن اسم كما يختار جمال المرأة على امرأة قبيحة ويختار نظيف الثياب على قبيحها ويختار حسن الزي وطيب الرائحة في الجمعة والأعياد فاعلم بذلك أن الإسلام لا ينافي التجمل والتجمل مشروع فيه ومندوب إليه في الأسماء وغيرها، والله أعلم وأحكم.* الباجي، سليمان بن خلف، (المتوفى: ٤٧٤هـ)، المنتقى شرح الموطأ. الطبعة: الأولى، ١٣٣٢ هـ، مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر.

فقہ مالکی کے مشہور امام، فقیہ و محدث **قاضی عیاض بن موسی رحمہ اللہ** (المتوفی 544ھ) فرماتے ہیں کہ ان تمام ناموں کا تبدیل کرنا اس وجہ سے تھا کہ ان ناموں کا مطلب صحیح نہیں تھا اور ان کے معانی سے فطرتِ سلیمہ کراہت محسوس کرتی ہے اور اسی طرح "غراب" (کوے کا عربی نام) اور "حباب" (سانپ کا ایک عربی نام) اس لیے تبدیل کیا گیا کیونکہ یہ حرام ہیں۔ قاضی عیاضؒ کی اس تشریح سے معلوم ہوا کہ ان ناجائز ناموں کا تبدیل کرنا صرف ان ناموں کے بذاتِ خود ناجائز ہونے اور غلط معانی اور مفہوم کی وجہ سے تھا، لہٰذا کسی حلال چیز کے حرام نام سے اگر بالفرض حرام میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ بھی ہو، پھر بھی حرام ہے۔

قاضی عیاضؒ مزید فرماتے ہیں کہ ان برے ناموں کا تبدیل کرنا صرف ان ناموں کے ساتھ خاص نہیں، جو احادیث میں وارد ہیں، بلکہ اس میں تمام وہ نام شامل ہیں جن میں یہ علت پائی جاتی ہو، یعنی جس کا معنی و مطلب برا ہو۔

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت تک دنیا کی کسی بھی زبان میں اس طرح کے بُرے اور ناجائز مفہوم پر مشتمل ناموں کا رکھنا شرعاً ممنوع ہے۔[143]

---

(١٤٣) (إكمال المعلم بفوائد مسلم (٧/ ١٢، ١٣). ❊دل اختلاف هذه الروايات مع قوله: " ونحو ذلك " على أنه لم يختص هذه الأسماء المنصوصة، بل فى معناها؛ للعلة التى ذكرت فى الحديث فى كتاب مسلم.
وكراهية اسم حرب ومرة لقبح معانيها، وكراهة النفوس لها. وكذلك غير اسم غراب لتشاؤم العرب به، ولما فى اسمه من الغربة ولخبثه وفسقه.
وقد غير اسم شيطان وحباب ، وقيل أيضا: لأنه اسم الحية. وغير اسم أصرم ؛ لما فيه من ذكر الصرم وهو القطيعة ؛ واسم شهاب ؛ لأنه شعلة من نار. ❊القاضي، عياض

امام قاضی عیاضؒ اس شرعی حکم کے مختلف درجات اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ

1. ان برے ناموں کا تبدیل کرنا بعض اوقات ضروری اور واجب ہوتا ہے جب اس میں حرام کا معنی پایا جائے۔
2. اگر کسی نام میں حرام کا معنی نہیں، تو اس کا تبدیل کرنا لازمی تو نہیں، البتہ مستحب اور اچھی بات ہے۔ مثلاً کسی نام کا معنی تو اچھا ہے، مگر اس سے بھی اچھے معنی کا نام ہو تو اسے رکھ لینا چاہیے۔[144]
3. بُرے معانی و مطلب کی وجہ سے یا جس مصدر اور ماخذ سے وہ نام ہے اس کا مطلب برا اور ناجائز ہے، جیسے حدیث میں عاصیہ (نافرمان، گناہ گار) کا نام تبدیل کیا۔
4. کسی نام میں تزکیہ نفس کے دعویٰ کی وجہ سے، جیسے "برۃ" کا نام تبدیل کیا۔ (کیونکہ اس میں ایک طرح کا دعویٰ پایا جاتا ہے)
5. کسی نام میں تعظیم و تکبر کی وجہ سے، جیسے "شہنشاہ" کا نام رکھنا جائز نہیں وغیرہ۔[145]

بن موسى، (المتوفى: ٥٤٤هـ)، إكمال المعلم بفوائد مسلم الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م، دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر.

(١٤٤) (إكمال المعلم بفوائد مسلم (٧/ ١٦). *وفيه تحويل الأسماء إلى ما هو أحسن وأولى، وذلك على طريق الندب والترغيب، إلا ما جاء فى " ملك الأملاك "، فذلك ممنوع بالجملة وحرام وقد جاء فيه [من] الوعيد).

(١٤٥) (إكمال المعلم بفوائد مسلم (٧/ ١٩). *قال: والأسماء تكره لمعان: أحدها: ما ذكر فى الحديث المتقدم فى " رباح وأفلح ". والثانى: يقبح المعنى المشتق منه كتغييره اسم عاصية بجميلة، وقد يكره أيضا لتزكية النفس، كنهيه عن اسم برة، وتغييره اسمها، وقال: " لا تزكوا أنفسكم، الله أعلم بأهل البر منكم "، فقالوا: بم نسمها؟ قال: " سموها زينب "، وفى بعض طرقه: فحول اسمها جويرية ، وكان يكره أن يقال: خرج من عند برة، وهذا يعود إلى المعنى الأول، فقد يكره لما فيه من التعظيم والكبر كالتسمية بملك الأملاك. قال القاضى: مفهوم ما ذكره فى تغيير اسم برة بزينب

فقہ شافعی کے مشہور فقیہ و محدث ابوزکریا یحیٰ بن شرف النووی (المتوفی:676ھ) سے منقول ہے کہ یہ کراہت صرف ان اسماء کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ اس کے حکم میں تمام وہ الفاظ شامل ہیں جن میں یہ علت موجود ہو۔ جو کہ بسا اوقات حرام ہوتا ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے[146]۔..

وجويرية: أنه اختلاف في أسم امرأة واحدة وليس كذلك، وإنما هي ثلاثة أحاديث في ثلاث نسوة بينة في الكتاب غير مشكلة؛ أحدهما: في جويرية بنت الحارث، والأخرى: في زينب بنت جحش، والثالث: في زينب بنت أبى مسلمة، ربيبته.

ـــ (المسالك في شرح موطأ مالك (٧/ ٥٤٦). *باب ما يكره من الأسمـاء قال الإمام: الأحاديث في هذا الباب صحاح خرجها الأيمة.المعاني والفوائد المتعلقة بهذا الباب: الفائدة الأولى:إما الأسماء المكروهة القبيحة التي يستبشع ذكرها وسمـاعها، ويذكر بها يحذر من معانيها، فاسم حرب يذكر بما يحذر من الحرب، وكذلك مرة فتكرهه النفس لذلك.والمنع يتعلق بالأسماء على ثلاثة أوجه:أحدها: ما تقدم من قبيح الأسمـاء كحرب وحزن ومرة وعاصية.والثاني: ما فيه تزكية من باب الدين. والأصل في ذلك: ما رواه أبو رافع عن أبي هريرة؛ أن زينب كان اسمها برة، فقيل: تزكي نفسها، فسمـاها رسول الله" زينب".وقال: "الله أعلم بأهل البر منكم".

ـــ (المسالك في شرح موطأ مالك (٧/ ٥٤٧). *وعن ابن عباس، قال: كانت جويرية اسمها برة، فحول رسول الله اسمها جويرية.

الوجه الثالث: الذي يكره لأجل الفال؛ لئلا يقول أحد: أثم في الدار أفلح؟ فيقال: لا. ثم نافع؟ فيقال لا، أثم نجاح؟ فيقال: لا ، وما أشبه ذلك من طريق الفال والتفاؤل لئلا يقال: ليس هنا رباح، وليس هنا يسار، وليس هنا أفلح.* ابن العَرَبي، محمد بن عبد الله، (المتوفى: ٥٤٣هـ)، المسالِك في شرح مُوَطَّأ مالك، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م، دَار الغَرب الإسلامي.

(١٤٦) (شرح النووي على مسلم (١٤/ ١٢٢).*وأعلم أن التسمي بهذا الاسم حرم وكذلك التسمي بأسمـاء الله تعالى المختصة به كالرحمن والقدوس والمهيمن وخالق الخلق ونحوها وأما قوله قال أحمد بن حنبل سألت أباعمر فأبو عمرو هذا هو إسحاق بن

البتہ عام حالات میں یہ مکروہِ تنزیہی ہے۔[147]

مشکوۃ شریف میں ایک حدیث میں وارد ہے کہ نبی کریم ﷺ کو جب کسی کو عامل (گورنر) بنا کر بھیجنا ہوتا تو پہلے اس کا نام معلوم فرماتے، اگر اس کا اچھا نام ہوتا تو آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے اور یہ خوشی آپ ﷺ کے چہرہ انور پر محسوس کی جاتی تھی، اور اگر اس کا نام برا ہوتا تو ناپسندیدگی کا اظہار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور پر ہوتا تھا۔ اسی طرح اگر کسی گاؤں میں داخل ہوتے تو پہلے اس کا نام پوچھتے، اگر اس کا اچھا نام ہوتا تو آپ ﷺ اس پر خوش ہوتے اور یہ خوشی آپ ﷺ کے چہرہ انور پر

مرار بكسر الميم على وزن قتال وقيل مرار بفتحها وتشديد الراء كعمار وقيل بفتحها وتخفيف الراء كغزال وهو أبو عمر واللغوى النحوي المشهور وليس بأبي عمرو الشيباني ذاك تابعي توفي قبل ولادة أحمد بن حنبل والله أعلم.

(١٤٧) (شرح النووي على مسلم (١٤/ ١٢٠).*(قال النووي) قال أصحابنا يكره التسمية بهذه الأسماء المذكورة في الحديث وما في معناها، ولا تختص الكراهة بها وحدها، وهي كراهة تنزيه لا تحريم. والعلة في الكراهة ما بينه النبي صلى الله عليه وسلم في قوله فإنك تقول أثم هو؟ فيقول لا. فكره لبشاعة الجواب. وربما أوقع بعض الناس في شيء من الطيرة أهـ (الفتح الرباني لترتيب مسند الإمام أحمد بن حنبل الشيباني (١٣/ ١٦٣) معنى هذه الأحاديث تغيير الاسم القبيح أو المكروه إلى حسن وقد ثبت أحاديث بتغييره صلى الله عليه وسلم أسماء جماعة كثيرين من الصحابة وقد بين صلى الله عليه وسلم العلة في النوعين وما في معناهما وهى التزكية أو خوف النطير.

— (عمدة القاري شرح صحيح البخاري (١٦/ ١٥٣).*والنهي الذي ورد عن تسمية المدينة بيثرب إنما كان للتنزيه، وإنما جمع بين الإسمين هنا لأجل خطاب من لا يعرفها، وفي (التوضيح) : وقد نهى عن التسمية بيثرب حتى قيل: من قالها وهو عالم كتبت عليه خطيئة، وسببه ما فيه من معنى التثريب، والشارع من شأنه تغيير الأسماء القبيحة إلى الحسنة، ويجوز أن يكون هذا قبل النهي، كما أنه سماها في القرآن إخبارا به عن تسمية الكفار لها قبل أن ينزل تسميتها.

محسوس کی جاتی تھی، اور اگر اس کا نام برا ہوتا تو اس کی ناپسندیدگی کا اظہار آپ ﷺ کے چہرہ انور پر ہوتا تھا۔ اور اس نام کو تبدیل فرمالیا کرتے تھے۔

فقہ حنفی کے مشہور محدث وفقہیہ علی بن محمد، ابو الحسن نور الدین الملا الہروی القاری(المتوفی:1014ھ) المعروف ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ یہ حدیث مجموعی طور پر اس بارے میں ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب لوگ اپنی اولاد کا برا نام رکھتے تھے، مثلاً کتا، شیر، بھیڑیا وغیرہ۔ تو نبی کریم ﷺ اس نام کو تبدیل فرمالیا کرتے تھے۔ اسی لیے ملا علی قاریؒ نے ابن ملکؒ کا قول نقل کیا ہے کہ "یہ سنت ہے کہ انسان اپنی اولاد اور خدام کے لیے اچھے نام رکھے۔"

اس حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اچھے ناموں کا حکم صرف انسانوں کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ مقامات سمیت ہر چیز میں اچھے نام شرعاً پسندیدہ اور مطلوب ہیں اور برے نام ناپسندیدہ اور ممنوع ہیں۔[148]

(١٤٨) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٧/ ٢٩٠٠).*وعن بريدة: أن النبي صلى الله عليه وسلم كان لا يتطير من شيء فإذا بعث عاملا سأل عن اسمه فإذا أعجبه اسمه فرح به ورئي بشر ذلك على وجهه وإن كره اسمه رئي كراهية ذلك على وجهه وإذا دخل قرية سأل عن اسمها فإن أعجبه اسمها فرح به ورئي بشر ذلك في وجهه وإن كره اسمها رئي كراهية ذلك في وجهه. رواه أبو داود.

وعن بريدة - رضي الله تعالى عنه - أن النبي - صلى الله عليه وسلم - كان لا يتطير من شيء أي من جهة شيء من الأشياء إذا أراد فعله، ويمكن أن تكون " من " مرادفة للباء، فالمعنى ما كان يتطير بشيء مما يتطير به الناس، (فإذا بعث عاملا) : أي أراد إرسال عامل (سأل عن اسمه، إذا أعجبه اسمه فرح به، ورئي) : أي وظهر (بشر

ذلك) بكسر الموحدة أي: أثر بشاشته وانبساطه (في وجهه، وإن كره اسمه رئي كراهية ذلك) : أي ذلك الاسم المكروه (في وجهه) : أي: وغير ذلك الاسم إلى اسم حسن، ففي رواية البزار والطبراني في الأوسط، عن أبي هريرة: «إذا بعثتم إلي رجلا فابعثوه حسن الوجه حسن الاسم».

قال ابن الملك: فالسنة أن يختار الإنسان لولده وخادمه من الأسماء الحسنة، فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر كما لو سمي أحد ابنه بخسار، فربما جرى قضاء الله لأن يلحق بذلك الرجل أو ابنه خسار، فيعتقد بعض الناس أن ذلك سبب اسمه، فيتشاءمون ويحترزون عن مجالسته ومواصلته.

وفي شرح السنة: ينبغي للإنسان أن يختار لولده وخدمه الأسماء الحسنة، فإن الأسماء المكروهة قد توافق القدر. روي عن سعيد بن المسيب أن عمر بن الخطاب - رضي الله تعالى عنه - قال لرجل: ما اسمك؟ قال: جمرة. قال: ابن من؟ قال: ابن شهاب. قال: ممن؟ قال: من الحراقة. قال: أين مسكنك؟ قال: بحرة النار. قال: بأيها؟ قال: بذات لظى، فقال عمر: أدرك أهلك فقد احترقوا، فكان كما قال عمر رضي الله تعالى عنه، اهـ. ولعل في هذا المعنى ما قيل: إن الأسماء تنزل من السماء،

فالحديث في الجملة يرد على ما في الجاهلية من تسمية أولادهم بأسماء قبيحة، ككلب، وأسد، وذئب. وعبيدهم، براشد ونجيح ونحوهما. معللين بأن أبناءنا لأعدائنا وخدمنا لأنفسنا.

(وإذا دخل قرية سأل عن اسمها، فإن أعجبه اسمها فرح) : أي به كما في الأصل الأصح أي باسمها، وفي نسخة بها أي بتلك القرية، أو باسمها على تقدير مضاف، أو اكتسب تأنيث من المضاف =إليه.(ورئي بشر ذلك في وجهه، وإن كره اسمها رئي كراهية ذلك في وجهه).ليس في الحديث أنه كان يتطير بالأسماء القبيحة كما يوهمه إيراده في هذا الباب، فإن محله باب الأسماء، وكأن المصنف راعى صدر الحديث، فأورده اعتمادا على دلالته؛ نفي التطير مطلقا.* الملا علي القاري، علي بن (سلطان) محمد، (المتوفى: ١٠١٤هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م، دار الفكر، بيروت - لبنان.

- "كان إذا أتاه الرجل وله الاسم لا يحبه حوله". ابن منده عن عتبة بن عبيد".(كان إذا أتاه الرجل) وكذا المرأة فقد حول عدة أسماء من النساء. (وله الاسم لا يحبه حوله) نقله إلى ما يحبه لأنه كان يحب الفأل الحسن وكان شديد الاعتناء بتحويل

الأسمـاء القبيحة وكذلك كان يحول ما فيه تزكية للنفس وفي ذلك عدة قصص.
*(التنوير شرح الجامع الصغير (٨/ ٣٠٦).*الصنعاني، محمد بن إسماعيل المعروف كأسلافه بالأمير، (المتوفى: ١١٨٢هـ)، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م، مكتبة دار السلام، الرياض.

ــ (ذخيرة العقبى في شرح المجتبى (٣٩/ ٢٤٤).*(ومنها): استحباب تغيير الأسماء القبيحة، ولذا أورد هذا الحديث أبو داود تحت ترجمة "باب في تغيير الاسم القبيح". والله تعالى أعلم بالصواب، وإليه المرجع والمآب.
ومن باب تغيير الاسم القبيح
قال أبو داود: حدثنا مسدد حدثنا بشر حدثني بشير بن ميمون عن عمه أسامة بن اخدري أن رجلاً يقال له اصرم كان في النفر الذين أتوا رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اسمك قال أنا أصرم قال بل أنت زرعة.
قال الشيخ: إنما غير اسم الأصرم لما فيه من معنى الصرم وهو القطيعة يقال صرمت الحبل إذا قطعته وصرمت النخلة إذا جذذت ثمرها.
قال أبو داود: وغير النبي صلى الله عليه وسلم اسم العاص وعزيز وعتلة وشيطان والحكم وغراب وحُباب وشهاب وارض تسمى عفرة فسماها خضرة.
قال الشيخ: أما العاص فانما غيره كراهة لمعنى العصيان وإنما سمة المؤمن الطاعة والاستسلام، وعزيز إنما غيره لأن العزة لله سبحانه وشعار العبد الذلة والاستكانة وقد قال سبحانه عندما يقرع بعض. *الوَلَّوِي، محمد بن علي بن آدم بن موسى (١٣٦٦ هـ) شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى». الناشر: دار المعراج الدولية للنشر الطبعة: الأولى).

ــ (معالم السنن (٤/ ١٢٧).*أعدائه ﴿ذق إنك أنت العزيز الكريم﴾ [الدخان: ٤٩] وعتلة معناها الشدة والغلظة، ومنه قولهم رجل عتل أي شديد غليظ ومن صفة المؤمن اللين والسهولة، وقال صلى الله عليه وسلم المؤمنون هينون، وشيطان اشتقاقه من الشطن وهو البعد من الخير، وهو اسم المارد الخبيث من الجن والانس.* الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد، (المتوفى: ٣٨٨هـ)، معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢ م، المطبعة العلمية - حلب.

ــ (معالم السنن (٤/ ١٢٨).*والحكم هو الحاكم الذي إذا حكم لم يرد حكمه، وهذه الصفة لا تليق بغير الله سبحانه ومن أسمـائه الحكم.

صحیح بخاری کی حدیث میں ہے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کوئی یہ نہ کہیں کہ میرا نفس "خبیث" ہو گیا، بلکہ یہ کہیں کہ میرا نفس "لقیس" یعنی سست ہو گیا۔

اس حدیث کی تشریح میں مشہور **مالکی فقہیہ** شارحِ بخاری ابن بطال ابوالحسن علی بن خلف بن عبد الملک (المتوفی: 449ھ) نے امام ابو عبیدؒ سے نقل کیا ہے کہ اس پر تمام

وغراب مأخوذ من الغرب وهو البعد. ثم هو حيوان خبيث الفعل خبيث الطعم وقد أباح رسول الله صلى الله عليه وسلم قتله في الحل والحرم.
وحباب نوع من الحيات وقد روي أن الحباب اسم الشيطان فقيل أنه أراد به المارد الخبيث من شياطين الجن، وقيل إن نوعاً من الحيات يقال لها الشياطين ومن ذلك قوله تبارك وتعالى ﴿طلعها كأنه رؤوس الشياطين﴾ [الصافات: ٦٥] والشهاب شعلة من النار والنار عقوبة الله سبحانه وهي محرقة مهلكة.
وأما عفرة فهي نعت للأرض التي لا تنبت شيئاً أخذت من العفرة وهي لون الأرض فسماها خضرة على معنى التفاؤل لتخضر وتمرع.
قال أبو داود: حدثنا النفيلي أنبأنا زهير حدثنا منصور بن المعتمر عن هلال بن يساف عن ربيع بن عميلة عن سمرة بن جندب قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا تسمين غلامك يساراً ولا رباحاً ولا نجيحاً ولا أفلح فانك تقول اثم هو فيقول لا إنما هن أربع فلا تزيدن عليّ.
قال الشيخ: قد بين النبي صلى الله عليه وسلم المعنى في ذلك وذكر العلة التي من أجلها وقع النهي عن التسمية بها وذلك أنهم كانوا يقصدون بهذه الأسماء وبما في معانيها أما التبرك بها أو التفاؤل بحسن ألفاظها فحذرهم أن يفعلوه لئلا ينقلب عليهم ما قصدوه في هذه التسميات إلى الضد وذلك إذا سألوا، فقالوا اثم يسار اثم رباح فإذا قيل لا تطيروا بذلك وتشاءموا به واضمروا على الأياس من اليسر والرباح، فنهاهم عن السبب الذي يجلب لهم سوء الظن بالله سبحانه ويورثهم الأياس من خيره.

اہل لسان متفق ہیں کہ یہاں پر لفظِ "خبثت" اور لفظِ "لقست" دونوں کے معنی ایک ہی ہیں، لیکن صرف اس وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے الفاظ سے استعمال سے روکا کیونکہ اس میں ایک لفظ یعنی "خبثت" میں حرام اور گندی چیزوں کا ظاہری مفہوم پایا جاتا تھا اس وجہ سے اس سے روکا گیا، اور یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ ہر گندے لفظ کے استعمال سے روکا کرتے تھے اور اس کی جگہ اچھے اور خوبصورت الفاظ اور نام استعمال کرنا پسند فرماتے تھے اور اس کی تلقین کرتے تھے۔

فقہ شافعی کے مشہور محدث وفقیہ صحیح بخاری کے شارح احمد بن علی بن محمد بن احمد بن حجر العسقلانی (متوفیٰ 852ھ) اس حدیث کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ ہر ایسے لفظ سے اجتناب کیا جائے گا جس کا مطلب گندا اور ناجائز ہو، نیز اگر کسی ایک چیز کے بارے میں کوئی دو لفظ استعمال کرنا پڑیں اور دونوں کا مرادی معنی ایک بھی ممکن ہو لیکن ان میں سے کسی ایک لفظ کے معنی کے اندر برا مفہوم نکلتا ہو، تو ایسے لفظ سے اجتناب کیا جائے گا، اور اس کی جگہ گندے، ناجائز اور گناہ کے مفہوم سے بے غبار لفظ کا انتخاب واستعمال کیا جائے گا۔

حافظ ابن حجرؒ کی اس تشریح کی روشنی میں یہ بات واضح ہو گئی کہ کسی جائز چیز کا ناجائز اور حرام چیزوں کے نام سے رکھنا شرعاً درست نہیں۔[149]

---

(١٤٩) شرح صحيح البخارى لابن بطال (٩/ ٣٣٦).*باب لا يقل: خبثت نفسي-حدثنا محمد بن يوسف، حدثنا سفيان، عن هشام، عن أبيه، عن عائشة رضي الله عنها، عن النبي

صلى الله عليه وسلم قال: «لا يقولن أحدكم خبثت نفسي، ولكن ليقل لقست نفسي».
٩٧ - باب لا يقل خبثت نفسى ولكن ليقل لقست نفسي.
١٧٩ - فيه: عائشة، وسهل بن سعد، قال النبى (صلى الله عليه وسلم) : (لا يقولن أحدكم: خبثت نفسى، ولكن ليقل: لقست نفسى) . قال المؤلف: كان النبى يعجبه الاسم الحسن ويتفائل به ويكره الاسم القبيح ويغيره، وكره عليه السلام لفظ الخبيث إذ الخبث حرام على المؤمنين، وقال أبو عبيد: لقست وخبثت واحد لكنه استقبح لفظ خبثت. قال المؤلف: وليس قوله عليه السلام (لا يقولن أحدكم خبثت نفسى) على معنى الأيجاء والحتم، وإنما هو من باب الأدب، فقد قال فى الذى يعقد الشيطان على رأسه ثلاث عقد وينام عن صلاة: (أصبح خبيث النفس كسلان) وقد نطق القرآن بهذه اللفظة فقال تعالى: (ومثل كلمة خبيئة كشجرة خبيثة).*بطال، ابن بطال أبو الحسن علي بن خلف بن عبد الملك (المتوفى: ٤٤٩هـ) شرح صحيح البخارى لابن بطال الطبعة: الثانية، ١٤٢٣هـ - ٢٠٠٣م ابن دار النشر: مكتبة الرشد - السعودية، الرياض.

- (الاستذكار (٢/ ٣٧٥).*في حديث عائشة كراهية لإضافة المرء إلى نفسه لفظة الخبث.
*ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله القرطبي، (المتوفى: ٤٦٣هـ)، الاستذكار الطبعة: الأولى، ١٤٢١ - ٢٠٠٠، دار الكتب العلمية - بيروت.
- (شرح النووي على مسلم (١٥/ ٧). *(باب كراهة قول الانسان خبثت نفسي)، (لا يقولن أحدكم خبثت نفسي ولكن ليقل لقست نفسي) قال أبو عبيد : جميع أهل اللغة وغريب الحديث وغيرهم لقست وخبثت بمعنى واحد وإنما كره لفظ الخبث لبشاعة الاسم وعلمهم الأدب في الألفاظ واستعمال حسنها وهجران خبيثها قالوا ومعنى لقست غثت.*النووي،أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف،(المتوفى: ٦٧٦هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج الطبعة: الثانية، ١٣٩٢،دار إحياء التراث العربي - بيروت.
- (فتح الباري لابن حجر (١/ ١٨٣).*قوله لقست نفسي أي خبثت وقيل ساءت خلقا
- (فتح الباري لابن حجر (١٠/ ٥٦٤).*قال الخطابي تبعا لأبي عبيد لقست وخبثت بمعنى واحد وإنما كره صلى الله عليه وسلم من ذلك اسم الخبث فاختار اللفظة السالمة من ذلك وكان من سنته تبديل الاسم القبيح بالحسن وقال غيره معنى لقست غثت بغين معجمة ثم مثلثة وهو يرجع أيضا إلى معنى خبثت وقيل معناه ساء خلقها وقيل مالت به إلى الدعة وقال بن بطال هو على معنى الأدب وليس على سبيل الإيجاب وقد تقدم في الصلاة في الذي يعقد الشيطان على قافية رأسه فيصبح خبيث النفس

مشکوٰۃ کے شارح ملا علی قاریؒ نے فرمایا ہے کہ اس میں "خبیث" کے لفظ سے اس لیے روکا گیا کیونکہ خبیث حرام چیز کو کہتے ہیں اور اس میں ذہن پہلی فرصت میں قبیح اور گندے مفہوم کی طرف جاتا ہے واللہ اعلم۔(150)

ونطق القرآن بهذه اللفظة فقال تعالى ومثل كلمة خبيثة قلت لكن لم يرد ذلك إلا في معرض الذم فلا ينافي ذلك ما دل عليه حديث الباب من كراهة وصف الإنسان نفسه بذلك وقد سبق لهذا عياض فقال الفرق أن النبي صلى الله عليه وسلم أخبر عن صفة شخص مذموم الحال فلم يمتنع إطلاق ذلك اللفظ عليه وقال بن أبي جمرة النهي عن ذلك للندب والأمر بقوله لقست للندب أيضا فإن عبر بما يؤدي معناه كفى ولكن ترك الأولى قال ويؤخذ من الحديث استحباب مجانبة الألفاظ القبيحة والأسماء والعدول إلى ما لا قبح فيه والخبث واللقس وإن كان المعنى المراد يتأدى بكل منهما لكن لفظ الخبث قبيح ويجمع أمورا زائدة على المراد بخلاف اللقس فإنه يختص بامتلاء المعدة قال وفيه أن المرء يطلب الخير حتى بالفأل الحسن ويضيف الخير إلى نفسه ولو بنسبة ما ويدفع الشر عن نفسه مهما أمكن ويقطع الوصلة بينه وبين أهل الشر حتى في الألفاظ المشتركة.

— (عمدة القاري شرح صحيح البخاري (٢٢/ ٢٠١).*قوله: (لقست) بكسر القاف وبالسين المهملة هو أيضا بمعنى: حبثت، لكن كره لفظ الخبث كما ذكرنا، وقال الخطابي: لقست وخبثت واحد في المعنى ولكنه استقبح لفظ خبثت فاختار لفظا بريئا من البشاعة سليما منها، وكان من سننه صلى الله عليه وسلم تبديل الإسم القبيح بالحسن. *العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العيني، (المتوفى: ٨٥٥هـ)، عمدة القاري شرح صحيح البخاري ،دار إحياء التراث العربي – بيروت.

— (شرح القسطلاني = إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري (٩/ ١٠٦).*قال في المصابيح: إن صح هذا قدح في قولهم إنه يجوز في كل لفظين مترادفين أن يوضع أحدهما مكان الآخر. * القسطلاني، أحمد بن محمد، (المتوفى: ٩٢٣هـ)، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.

(١٥٠) (مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح (٧/ ٣٠٠٣).*(نفسي ولكن ليقل: لقست نفسي)

بندہ عرض کرتا ہے کہ اس حدیث میں حرام کی صفت والے لفظ کے استعمال سے روکا گیا تو جو چیز خود حرام ہو مثلاً کتا، خنزیر، شراب وغیرہ، ایسے الفاظ کا استعمال بطریقِ اولی ناجائز ہوگا۔

مشکوۃ کے ایک اور مشہور شارح امام ابو عبد اللہ **فضل اللہ بن امام الحسن التوربشتي** (التوفی 661ھ) فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں مسلمان کو ایک گندے نام کی طرف اپنا نفس منسوب کرنے سے منع کیا گیا، اور اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ برے ناموں کو تبدیل فرمایا کرتے تھے۔[151]

امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ نے بھی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس روایت کو اپنی "مسند" میں انھیں الفاظ کے ساتھ نقل کیا ہے۔[152]

: بفتح لام فكسر قاف، أي: غثيت. على ما في النهاية من أن اللقس الغثيان، وإنما كره خبثت هربا من لفظ الخبث والخبيث يعني من الاشتراك المعنوي مع التبادر إلى المعنى القبيح.

— (عون المعبود وحاشية ابن القيم (١٣/ ٢٢٢).*وإنما كره صلى الله عليه وسلم لفظ خبثت لقبحه ولئلا ينسب الخبيث إلى نفسه انتهى.

(١٥١) (الميسر في شرح مصابيح السنة للتوربشتي (٣/ ١٠٤٣).*وأما الحديث الذي نحسن فيه، فإنه للنهي عن إضافة المؤمن الخبث إلى نفسه، ولهذا المعني كان يغير الأسماء القبيحة، كما غير اسم عمر التي سماها عاصية، وغنما كان ذلك منه في الجاهلية؛ فإنهم كانوا يسمون بالعاصي والعاصية ذهابا إلى معنى الإباء عن قبول النقائص والرضا بالضيم، فلما جاء الله بالإسلام كره ذلك لهم، والله أعلم.

(١٥٢) (مسند أحمد مخرجا (٤٠/ ٢٨٩).*حدثنا يحيى، حدثنا هشام، أخبرني أبي، عن عائشة، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: «لا يقولن أحدكم خبثت نفسي، ولكن ليقل

برصغیر کے مشہور محدث علامہ انور شاہ کشمیریؒ فرماتے ہیں کہ الفاظ کے معانی ومفاہیم میں قباحت بسااوقات ان کے محلِ استعمال سے بھی پیدا ہوتی ہے کہ کب اور کس وقت کونسا لفظ استعمال ہوا ہے، اگرچہ دونوں الفاظ کا مطلب ایک ہی ہوتا ہے۔[153]

اس سے معلوم ہوا کہ کھانے پینے کی چیزوں کو کسی حرام اور ناجائز لفظ سے موسوم کرنا شرعاً بالکل درست نہیں۔

امام ابو حفص عمر بن علی بن احمد الانصاری الشافعی المعروف بابن المُلقّن (723-804ھ) صحیح بخاری کی شرح "توضیح "میں فرماتے ہیں کہ یہاں پر لفظِ خبیث کے استعمال سے اس لیے روکا گیا اور اس کو اس لیے ناپسند کیا گیا کیونکہ خبیث مسلمانوں پر حرام ہے۔[154]

لقست». *ابن حنبل، أبو عبد الله أحمد بن محمد، (المتوفى: ٢٤١هـ)، مسند الإمام أحمد بن حنبل، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ - ٢٠٠١ م، مؤسسة الرسالة.

(١٥٣) (فيض الباري على صحيح البخاري (٦/ ١٧٤). *واعلم أن القباحة في اللفظ قد تحدث من استعماله في الموارد القبيحة، كالبليد، فإنه لا يوازي الحمار في الشناعة، مع أن المراد منهما واحد. ألا ترى أنك إذا قلت لأحد: أيها البليد، فإنه لا ينقبض منه، كانقباضه من: أيها الحمار؟ فدل على أن الطبائع تنقبض عند لفظ يختص في الاستعمال بالموارد القبيحة، وإن كان معناه قريبا من لفظ آخر ليس على هذه الصفة. *الكشميري، محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي ثم الديوبندي (المتوفى: ١٣٥٣هـ)، فيض الباري على صحيح البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت - لبنان.

(١٥٤) (التوضيح لشرح الجامع الصحيح (٢٨/ ٥٩٦). *وكره لفظ الخبيث إذ الخبيث حرام على المؤمنين، وليس هذا على معنى الإيجاب والحتم، وإنما هو من باب الأدب. *ابن المُلَقِّن، عمر بن علي بن أحمد الأَنْصَارِي الشافعيّ، (المتوفى: ٨٠٤هـ)، التوضيح لشرح الجامع الصحيح الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م، الناشر: دار النوادر، دمشق - سوريا.

اس سے معلوم ہوا کہ جو چیز مسلمانوں پر حرام ہو اس لفظ کا استعمال کسی جائز مقصد کے لیے بھی جائز نہیں۔

فقہ اسلامی:

فقہ اسلامی کی رو سے بھی یہ بات درست نہیں کہ کسی حلال چیز کا حرام نام رکھا جائے، کیونکہ اس میں حرام کے ساتھ مشابہت ہے اور حرام کی مشابہت بھی حرام ہے اور اس مسئلہ میں تمام فقہاء کرام متفق ہیں۔(155)

— (منحة الباري بشرح صحيح البخاري (٩/ ٢٩٠).*ويؤخذ من الحديث تحريم التسمي بهذا الاسم ومثله نحو أحكم الحاكمين، وسلطان السلاطين، وليس من ذلك قاضي القضاة ولا أقضى القضاة، وإن كان القضاء بمعنى الحكم إذ لا يلزم من كراهة ذكر أحد المترادفين كراهة ذكر الآخر، كما أنه لا يلزم من كراهة قول الإنسان خبثت نفسي كراهة لقست نفسي وإن كانا مترادفين، كما مرَّ لكن عيب تسمية نائب القاضي أقضى القضاة، وتسمية منيبه قاضي القضاة؛ لأن أقضى أبلغ من قاضي.*الأَنْصَاري، زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري، زين الدين أبو يحيى السنيكي المصري الشافعي (المتوفى: ٩٢٦ هـ)، منحة الباري بشرح صحيح البخاري المسمى «تحفة الباري»، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية.

— (اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح (١٥/ ٢١٧). *قال (ط): ليس النهي للتحريم وإيجاب (لقست)؛ بل هو أدب.*البِرْماوي، أبو عبد الله محمد بن عبد الدائم بن موسى النعيمي العسقلاني المصري الشافعي (المتوفى: ٨٣١ هـ)، اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م، الناشر: دار النوادر، سوريا.

(١٥٥) (درر الحكام شرح غرر الأحكام (٢/ ٨٨).*(والانتباذ) أي حل اتخاذ النبيذ (في الدباء) وهو القرع (والحنتم) وهو الجرة الخضراء (والمزفت) وهو الظرف المطلي بالزفت (والنقير) وهو ظرف يكون من الخشب المنقور فإن هذه الظروف كانت مختصة بالخمر فلما حرمت حرم النبي - صلى الله عليه وسلم - استعمال هذه الظروف إما لأن فيه تشبها بشرب الخمر وإما لأن فيها أثر الخمر فلما مضى مدة أباح النبي - صلى الله عليه وسلم - استعمالها وأيضا يبالغ في ابتداء تحريم شيء ويشدد ليتركه الناس مرة فإذا

خلاصہ بحث:

خلاصہ بحث یہ ہوا کہ قرآن وسنت اور فقہ اسلامی کی رو سے یہ درست نہیں کہ مصنوعات (Products) یا جزو ترکیبی (Ingredients) کا کوئی ایسا نام رکھا لیا جائے جو کسی حرام چیز کا نام ہو یا اس لفظ کا مفہوم برا اور ناجائز ہو۔

ڈاکٹر مفتی سید عارف علی شاہ
حلال سرٹیفکیشن مینیجر سنحا پاکستان
جمعرات، 22 دسمبر، 2016
مطابق 22 ربیع الاوّل، 1438

تركوه واستقر الأمر يزول التشديد.* مُلا خسرو، محمد بن فرامرز بن علي الشهير بملا – أو منلا أو المولى (المتوفى: ٨٨٥هـ)، درر الحكام شرح غرر الأحكام،الناشر: دار إحياء الكتب العربية.

- (العناية شرح الهداية (٢/ ٣٧٢).*التشبه بالحرام حرام.*العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتابى الحنفى بدر الدين العي (المتوفى: ٨٥٥هـ)، البناية شرح الهداية، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ – ٢٠٠٠ م، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، لبنان.
- (البناية شرح الهداية (٤/ ١٠٠).*التشبه بالحرام حرام.*(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: ٦٧٨).
- التشبه بالحرام حرام.* الطحطاوي، أحمد بن محمد بن إسماعيل الحنفي – توفي ١٢٣١ هـ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، الطبعة: الطبعة الأولى ١٤١٨هـ – ١٩٩٧م، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان
- (اللباب في شرح الكتاب (١/ ١٧٣).*التشبه بالحرام حرام.
- (بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ١١٧).*(وأما) ظروف الأشربة المحرمة فيباح الشرب منها إذا غسلت إلا الخزف الجديد الذي يتشرب فيها على الاختلاف الذي عرف في كتاب الصلاة، والأصل فيه قول النبي – عليه الصلاة والسلام – «إني كنت نهيتكم عن الشرب في الدباء والحنتم والمزفت، ألا فاشربوا في كل ظرف» فإن الظروف لا تحل شيئا ولا تحرمه.*الكاشاني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: ٥٨٧هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ – ١٩٨٦م، الناشر: دار الكتب العلمية.

حرام چیز کو حلال کی طرف منسوب کرنا

افتتاحیہ

کچھ عرصہ قبل ملائیشیا میں ایک ملٹی نیشنل فوڈ چین کی ایک پروڈکٹ Hot Dog کے نام پر ملائیشیا کے حلال تصدیقی ادارے جاکم (JAKIM) نے اعتراض اٹھایا۔ اگرچہ یہ پروڈکٹ کتے کے گوشت سے نہیں، بلکہ مرغی، گائے خنزیر وغیرہ کے حلال یا حرام گوشت کی بنتی ہے، تاہم Hot Dog کے نام سے مشہور ہے، لہذا اس کمپنی کو نام بدلنا پڑا، اس خبر کا سوشل میڈیا پر بہت چرچا ہوا۔ یہ جان کر افسوس ہوا کہ چند مسلمان صارفین بھی اس واقعہ پر جاکم (JAKIM) ادارے کا مذاق اڑا رہے تھے جو سراسر مسلمانوں کی حلال و حرام کے مسائل سے لاعلمی کی طرف اشارہ تھا۔

چناں چہ سنحا پاکستان (SANHA PAKISTAN) کے شریعہ ریسرچ ڈیپارٹمنٹ کی ہفتہ وار فقہی مجلس کے فیصلے کی روشنی میں ڈاکٹر مفتی سید عارف علی شاہ صاحب نے "حلال شے کا حرام نام رکھنا" کے عنوان سے الحمد للہ ایک نہایت مفید تحریر تیار کی، جو اردو، عربی اور انگریزی تین زبانوں میں افادہ عام کے لیے ادارے کی ویب سائٹ اور سوشل میڈیا کے ذریعہ دسمبر 2016 میں شائع کی گئی تاکہ مسلمان صارفین کو یہ معلوم ہو کہ کسی حلال چیز کو حرام نام دینا کوئی معمولی بات نہیں، بلکہ خالص شرعی حکم کی خلاف ورزی ہے، نیز اس سلسلے میں جاکم (JAKIM)

کا فیصلہ بالکل درست تھا۔

اس سال بندہ کا حلال میڈیسن اور کاسمیٹکس سے متعلق جاکم (JAKIM) کی طرف سے منعقدہ ایک تربیتی کورس کے لیے ملائیشیا جانا ہوا، ٹریننگ کے دوران جاکم (JAKIM) کے اہلکاروں نے اس واقعہ کا ذکر کیا اور بتایا کہ جب اس قسم کے مسائل سامنے آتے ہیں تو جاکم (JAKIM) بحیثیت ادارہ اس سے کیسے نمٹتا ہے، گفتگو کے دوران بندہ نے عرض کیا کہ ہم نے بھی اس حوالے سے ایک تحقیقی مقالہ جاکم (JAKIM) کو ای میل کیا تھا جو کہ ان کے علم میں تھا۔

کچھ عرصہ قبل ایک صاحب نے چند تصاویر میرے ساتھ شیئر کیں جو خالص شراب کی تھیں، پر اس کا نام ''حلال وائن'' تھا، یہ جان کر افسوس ہوا کہ حلال وائن کے نام سے مارکیٹ میں واقعی ایک مشروب موجود ہے، جبکہ مزید تعجب اور افسوس کی بات یہ تھی کہ اسے ایک مسلمان ملک سے باقاعدہ تسلیم شدہ حلال تصدیقی ادارے (Accredited Halaal Certification Body) کی طرف سے حلال کا سرٹیفکیٹ بھی جاری کیا گیا ہے۔ جس کا بظاہر مطلب یہ نکلتا ہے کہ شاید یہ حلال تصدیقی ادارہ شریعت کے اس حکم سے ناواقف یا غافل ہے جو کہ اس کی اہلیت پر سوالیہ نشان کھڑا کرتا ہے۔

جس طرح کسی حلال چیز کو حرام کا نام دینا شرعاً درست نہیں، اسی طرح کسی حرام چیز مثلاً شراب، خنزیر وغیرہ کو حلال کا نام دینا قطعاً ناجائز ہے، بلکہ یہ پہلی صورت

کے مقابلے میں زیادہ خطرناک ہے۔ چناں چہ اس حوالے سے دوبارہ ہماری میٹنگ ہوئی اور ہم نے اس مسئلہ پر بھی شرعی موقف پیش کرنے کا فیصلہ کیا تاکہ ایسے غلطیوں کی اصلاح کا ذریعہ بن سکے ورنہ اگر حلال وائن کا دروازہ کھل گیا تو نعوذ باللہ حلال موسیقی، حلال خنزیر، حلال سود بھی مارکیٹ میں متعارف ہو جائیں گے جو نہ صرف اللہ کے حکم کی نافرمانی، بلکہ ایک بہت بڑا جرم اور دین کے ساتھ کھلا مذاق ہوگا۔

چناں چہ ڈاکٹر مفتی سید عارف علی شاہ صاحب نے کئی ماہ کی بحث و تحقیق کے بعد پیشِ نظر تحریر مرتب کی، دعا ہے کہ اللہ رب العزت اس تحریر کو امت کی اصلاح اور رہنمائی کا ذریعہ بنائے اور مفتی صاحب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

مفتی یوسف عبدالرزاق خان

چیف ایگزیکٹیو، سنحا پاکستان

حرام چیز کو حلال کی طرف منسوب کرنا

اسلام میں نام کی اہمیت وافادیت

کسی بھی چیز کے لیے نام یا عنوان ایک تعارفی علامت ہے جس کی فطری اور معاشرتی ہر لحاظ سے اہمیت تسلیم شدہ ہے۔ ناموں کی اہمیت وافادیت سے کسی مذہب وملت کو انکار نہیں۔ اسلام نے اس موضوع کو اور نمایاں کیا، چنانچہ اسلام نے جس خصوصیت اور اہمیت سے اس پہلو کی جانب توجہ دلائی، کسی مذہب میں نہیں ملتی۔ ناموں کے حوالے سے کتبِ احادیث و فقہ میں وافر مقدار میں مواد دستیاب ہے۔ محدثین و فقہاء نے موضوع کے اہم ہونے کے پیش نظر اس کے لئے الگ ابواب و عنوانات قائم کئے ہیں، کیونکہ نام تعارفی علامت کے ساتھ ساتھ، انسان کے دین و عقیدہ کا مظہر اور اس کے مسلک و مشرب کا ایک نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور اس اعتبار سے اسے شعار کا درجہ حاصل ہے، جس کی وجہ سے دیگر مذاہب و مسالک سے امتیاز حاصل ہو جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ناموں کے ذریعے ہی فرشتوں پر حضرت آدم علیہ السلام کا شرف ظاہر فرمایا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کی ایک فضیلت نام سے ثابت فرمائی کہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے پہلے کوئی بھی اس کے نام کا شریک نہیں تھا (بلکہ یہ ان کا خصوصی اور امتیازی نام ہے)۔

اس سے معلوم ہوا کہ نام کو شریعت اسلامیہ میں عظیم نعمت کا درجہ حاصل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بچہ پیدا ہوتے ہی اسلام کی جانب سے والدین پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں ایک حق یہ بھی ہے کہ وہ بچے کا اچھا نام رکھے۔ حدیث میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جس کا کوئی بچہ پیدا ہو تو اس کا خوبصورت نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔ علامہ ابن حزمؒ لکھتے ہیں کہ اہل علم کا اتفاق ہے کہ نام رکھنا واجب اور ضروری ہے۔ علامہ ماوردیؒ لکھتے ہیں کہ جب بچہ پیدا ہو تو اس کے ساتھ پہلا حسن سلوک یہ ہے کہ اس کا نام اچھا رکھا جائے۔[156]

حرام چیز کا حلال نام رکھنا:

کیا کسی حرام چیز کے نام کے ساتھ حلال لکھنا ، ایسے ناموں پر مشتمل اشیاء کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا اور ایسی ناموں والی چیزوں کا مسلمانوں کے لیے شرعاً استعمال جائز ہے؟ مثلاً نعوذ باللہ حلال خنزیر، حلال شراب، حلال کتا، حلال وائن، حلال بئیر، الکوحل فری بئیر وغیرہ۔اس سوال کے جواب میں کچھ تفصیل ہے۔ بنیادی طور پر اس مسئلہ کی تین صورتیں ہیں جس کا شریعت کی روشنی میں جائزہ لینا ضروری ہے:

پہلی صورت: قطعی حرام اشیاء:

- قطعی حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔

(156) ملخص از: اسلام میں نام رکھنے کا نظام، ارشاد احمد قاسمی http://urdu.millattimes.com/22444.php

- قطعی حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- قطعی حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

دوسری صورت: ظنی حرام اشیاء:

- ظنی حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔
- ظنی حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- ظنی حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

تیسری صورت: عرف و کثرتِ استعمال کی وجہ سے معروف حرام اشیاء کے ساتھ مختص الفاظ

- معروف حرام چیز کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا۔
- معروف حرام چیز کو استہزاء و تمسخر کے طور پر حلال کہنا یا لکھنا۔
- معروف حرام چیز کے ناموں پر مشتمل مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا۔

نوٹ:

- قطعی حرام چیز سے مراد وہ چیز ہے جس میں تین شرائط پائی جائیں ایک یہ کہ اس کی

حرمت ایسی شرعی دلیل سے ثابت ہو جو اپنی ذات کے ثبوت کے اعتبار سے قطعی اور یقینی ہو، دوم یہ کہ وہ اپنے مفہوم پر دلالت کے اعتبار سے بھی قطعی اور یقینی ہو، سوم یہ کہ وہ حرام لعینہ ہو، جیسے قرآن مجید اور احادیثِ متواترہ سے ثابت شدہ حرام اشیاء۔

- ظنی حرام چیز سے مراد وہ چیز ہے، جس میں قطعی حرام کی تین شرائط نہ پائی جائیں، یعنی یہ کہ اس کی حرمت قطعی اور یقینی شرعی دلیل سے ثابت نہ ہو، بلکہ ظنی شرعی دلیل سے ثابت ہو، وہ اپنے مفہوم پر دلالت کے اعتبار سے بھی ظنی ہو، قطعی اور یقینی نہ ہو، نیز وہ حرام لعینہ نہ ہو، جیسے خبرِ واحد، قیاس وغیرہ سے ثابت شدہ حرام اشیاء۔[157]

پہلی صورت (قطعی حرام اشیاء) کو حلال کہنے لکھنے کا شرعی حکم:

جس چیز کی حرمت قطعی ہو، مثلاً خنزیر، شراب (خمر)، خون، مردار، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور وغیرہ۔ اس کے بارے میں کسی مسلمان کا نعوذ باللہ! باوجود علم کے اپنے اختیار سے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، کہنا یا استہزاء و تمسخر اڑانا، لکھنا یا تصدیق کرنا قطعاً جائز نہیں، بلکہ علماء کرام فرماتے ہیں کہ ایسی صورت میں ایمان جانے کا خدشہ ہوتا ہے۔[158]

---

(١٥٧) أصول فخر الإسلام (١٤/ ٢٩٢) ايضا في رد المحتار: (٢٦/ ٢٩٤).*الأدلة السمعية أنواع أربعة: قطعي الثبوت والدلالة كالنصوص المتواترة وقطعي الثبوت ظني الدلالة كالآيات المؤولة وظني الثبوت قطعي الدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها قطعي وظني الثبوت والدلالة كأخبار الآحاد التي مفهومها ظني فبالأول يثبت الفرض وبالثاني والثالث يثبت الوجوب وبالرابع يثبت السنة والاستحباب ليكون ثبوت الحكم بقدر دليله.

(١٥٨) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٢/ ٢٩٢).*مطلب: استحلال المعصية

القطعية كفر لكن في شرح العقائد النسفية: استحلال المعصية كفر إذا ثبت كونها معصية بدليل قطعي، وعلى هذا تفرع ما ذكر في الفتاوى من أنه إذا اعتقد الحرام حلالا، فإن كان حرمته لعينه وقد ثبت بدليل قطعي يكفر وإلا فلا بأن تكون حرمته لغيره أو ثبت بدليل ظني. وبعضهم لم يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وقال من استحل حراما قد علم في دين النبي - عليه الصلاة والسلام - تحريمه كنكاح المحارم فكافر. اهـ. قال شارحه المحقق ابن الغرس وهو التحقيق. وفائدة الخلاف تظهر في أكل مال الغير ظلمـا فإنه يكفر مستحله على أحد القولين. اهـ. وحاصله أن شرط الكفر على القول الأول شيئان: قطعية الدليل، وكونه حراما لعينه. وعلى الثاني يشترط الشرط الأول فقط وعلمت ترجيحه، وما في البزازية مبني عليه.

— لسان الحكام (ص: ٤١٥).* ومنها أن من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر أما لو قال لحرام هذا حلال لتزويج السلعة أو بحكم الجهل لا يكون كفر.

— البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (١/ ٢٠٧). *الفصل الثاني في ألفاظ الكفر من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر إذا كان حراما لعينه وثبتت حرمته بدليل مقطوع به، أما إذا كان حراما لغيره بدليل مقطوع به أو حراما لعينه بأخبار الآحاد لا يكفر إذا اعتقده حلالا اهـ.

— البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (٥/ ١٧).*ثم اعلم أن مسائلهم هنا تدل على أن من استحل ما حرمه الله على وجه الظن لا يكفر، وإنمـا يكفر إذا اعتقد الحرام حلالا لا إذا ظنه حلالا.

— (البحر الرائق شرح كنز الدقائق ومنحة الخالق وتكملة الطوري (٥/ ١٣٢). *والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر. وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحلال والحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه إنما كان قطعيا كفر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وقيده بعضهم بما إذا كان يعلم حرمتها لا بقوله حرام ولكن ليست هذه التي تزعمون أنها حرام ويكفر من قال إن حرمة الخمر لم تثبت بالقرآن ومن زعم أن الصغائر والكبائر حلال.

— الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (١/ ٢٩٧).*قال في البحر عن الخلاصة: من اعتقد الحرام حلالا أو على القلب يكفر إذا كان حراما لعينه وثبتت حرمته بدليل قطعي. أما إذا كان حراما لغيره بدليل قطعي أو حراما لعينه بإخبار الآحاد لا يكفر

دوسری صورت (ظنی حرام اشیاء) کو حلال کہنے لکھنے کا شرعی حکم:

جس چیز کی حرمت ظنی ہو، مثلاً خنزیر، شراب (خمر)، خون، مردار، غیر اللہ کے نام پر ذبح کیے گئے جانور کے علاوہ دیگر حرام اشیاء، جیسے جلالہ، سمکِ طافی، خمرِ اصلی کے علاوہ دیگر مسکرات وغیرہ۔ کسی مسلمان کا باوجود علم کے اپنے اختیار سے، کسی شرعی دلیل یا تاویل کے بغیر ان چیزوں کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، استہزاء و تمسخر کے طور پر ان چیزوں کو حلال کہنا یا لکھنا یا تصدیق کرنا یا حلال ڈیکلئیر کرنا سخت ناجائز اور گناہ ہے۔[159]

إذا اعتقده حلالا. اهـ ومثله في شرح العقائد النسفية

ـ الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٢٤).*مطلب إذا استحل المحرم على وجه الظن لا يكفر كما لو ظن علم الغيب وعلم من مسائلهم هنا أن من استحل ما حرمه الله تعالى على وجه الظن لا يكفر، وإنما يكفر إذا اعتقد الحرام حلالا.

ـ الفتاوى الهندية (٢/ ٢٧٣).*من أكل طعاما حراما، وقال: عند الأكل بسم الله حكى الإمام المعروف بمشتملي أنه يكفر.

ـ فائدہ: مذکوہ مسئلہ کے برعکس کہ اگر کوئی کسی قطعی حلال چیز کو ان شرائط کے ساتھ حرام کہے، لکھے، تو اس کا بھی یہی حکم ہوگا۔

(١٥٩) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٢٢٣).*ثم نقل في نور العين عن رسالة الفاضل الشهير حسام جلبي من عظماء علماء السلطان سليم بن بايزيدخان ما نصه إذا لم تكن الآية أو الخبر المتواتر قطعي الدلالة أو لم يكن الخبر متواترا، أو كان قطعيا لكن فيه شبهة أو لم يكن الإجماع إجماع الجميع أو كان ولم يكن إجماع الصحابة أو كان ولم يكن إجماع جميع الصحابة أو كان إجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعيا بأن لم يثبت بطريق التواتر أو كان قطعيا لكن كان إجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لا يكون الجحود كفرا يظهر ذلك لمن نظر في كتب الأصول فاحفظ هذا

تیسری صورت عرف و کثرتِ استعمال کی وجہ سے متعارف حرام اشیاء کو حلال کہنے یا لکھنے کا شرعی حکم:

جو اشیاء حرام مشہور ہیں، جیسے وائن، بیئر وغیرہ، ان کے بارے میں باوجود علم کے اپنے اختیار سے، کسی شرعی دلیل یا تاویل کے بغیر ان چیزوں کے حلال ہونے کا عقیدہ رکھنا، استہزاء و تمسخر کے طور پر ان چیزوں کو حلال کہنا یا لکھنا یا تصدیق کرنا یا حلال ڈیکلئیر کرنا شرعاً درست نہیں۔ مثلاً یہ کہنا کہ حلال بیئر (Halaal Beer) یا بئر کے نام سے کسی چیز کو حلال سرٹیفائی کرنا، کیونکہ بئر عرفِ عام میں ایک حرام نشہ آور مشروب کے لیے مشہور اور کثیر الاستعمال ہے۔

فائدہ:......الکحل فری وائن (Alcohol Free Wine) یا حلال وائن نام رکھنے کا شرعی حکم:

شراب (خمر) بحیثیتِ مجموعی مکمل نجس اور حرام ہے، جو آج کل عرفِ عام میں وائن کے نام سے مشہور و معروف ہے، چونکہ عام طور پر مشہور یہ ہے کہ خمر یعنی شراب (Wine) نشہ کی وجہ سے حرام ہے اس لیے اگر اس میں سے نشہ کا سبب یعنی

الأصل فإنه ينفعك في استخراج فروعه حتى تعرف منه صحة ما قيل، إنه يلزم الكفر في موضع كذا، ولا يلزم في موضع آخر. اهـ. [تنبيه] في البحر والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر، وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعيا كفر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وتمامه فيه.

الکوحل کو ختم کیا جائے تو وہ حلال ہو جائے گا، حالانکہ شرعی اعتبار سے یہ ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے اس لیے کہ شراب (خمر) میں حرمت کے دو سبب ہیں، ایک اس کا نشہ آور ہونا، دوسرا اس کا نجس العین ہونا۔ اس لیے اگر وائن میں سے الکوحل یا کسی بھی اور جزء مثلاً ٹارٹارک ایسیڈ (Tartaric acid) وغیرہ کو ختم (Remove) کیا گیا، تو یہ نکالا ہو جزء اور بقایا مجموعہ بالاتفاق حرام ہے۔ البتہ اگر انقلاب ماہیت ہو جائے تو اس کا حکم الگ ہو گا۔

جمہور کے نزدیک ہر قسم کی نشہ آور چیز خمر کے مصداق و حکم (حرام اور نجس) میں داخل ہے جبکہ فقہ حنفی کے راجح قول کے مطابق صرف انگور اور کھجور سے بنی شراب خمر کا مصداق و حکم (حرام اور نجس) میں شامل ہے۔ جبکہ ان دو کے علاوہ دوسری نشہ آور مشروبات نجس تو نہیں، لیکن نشہ کی وجہ سے حرام ہیں۔ تاہم فقہ حنفی میں انقلاب ماہیت یا ضرورت کی وجہ سے شرعاً جائز ضرورت و مقصد کے لیے ان دو کے علاوہ کی سخت شرائط کے ساتھ محدود گنجائش دی جاتی ہے۔

مذکورہ بالا تفصیل کی روشنی میں واضح ہوا کہ جمہور اور احناف سمیت تمام مکاتبِ فقہ کے نزدیک کسی مشروب کا نام الکحل فری وائن یا حلال وائن رکھنا درست نہیں، اس لیے کہ اس میں ایک معروف حرام چیز کو صراحۃً یا دلالۃً حلال کی طرف منسوب کیا جا رہا ہے جو کہ شرعاً جائز نہیں۔

مزید تفصیل کے لیے بندہ کی کتاب "الکحل سے متعلق شرعی احکام" کا مطالعہ فرمائیں۔

لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام

مذکورہ تفصیل کی روشنی میں لیبلنگ سے متعلق شرعی احکام کا خلاصہ درجِ ذیل ہے:

- حلال مصنوعات کو حرام کا عنوان دینا، نام رکھنا یا حرام کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔
- حرام مصنوعات کو حلال کا عنوان دینا، نام رکھنا یا حلال کی طرف منسوب کرنا جائز نہیں۔
- صانعین کے لیے ضروری ہے کہ لیبل پر مصنوعات کے اندر موجود تمام اجزاءِ ترکیبی، صانع کا نام اور پتہ وغیرہ مکمل معلومات واضح طور پر لکھیں تاکہ مسلمان صارف کسی بھی وجہ سے دھوکے کا شکار یا اکلِ حرام کا مرتکب نہ ہو جائے۔
- صانعین کے لیے شرعاً ضروری ہے کہ اگر مصنوعات حلال تصدیق شدہ (Halaal Certified) ہوں تو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنے والے ادارے کا نام، "لوگو" واضح طور پر لکھیں تاکہ مسلمان صارف کسی بھی وجہ سے دھوکے کا شکار یا اکلِ حرام کا مرتکب نہ ہو جائے۔
- مجموعی طور پر لیبلنگ اسلامی اقدار وروایات کے خلاف نہ ہو۔
- لیبلنگ میں کسی بھی ایسے لفظ یا جملے کا استعمال درست نہیں، جس کی شریعت میں اجازت نہ ہو۔
- مذکورہ بالا ناجائز صورتوں پر مشتمل لیبلنگ کی مصنوعات کو حلال سرٹیفکیٹ جاری کرنا شرعاً درست نہیں۔

شرعی دلائل ونظائر:

مذکورہ بالا شرعی احکام ومسائل کے شرعی دلائل ونظائر حسبِ ذیل ہیں:

قرآن مجید:

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقُولُوا رَاعِنَا وَقُولُوا انْظُرْنَا وَاسْمَعُوا وَلِلْكَافِرِينَ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾. [البقرة: ١٠٤]

ترجمہ: ایمان والو! (رسول اللہ ﷺ سے مخاطب ہو کر) "راعنا" نہ کہا کرو، اور "انظرنا" کہہ دیا کرو اور سنا کرو اور کافروں کے لیے دردناک عذاب ہے۔

اس آیت کی تفسیر میں مفسرین حضرات فرماتے ہیں کہ عربی اور عبرانی زبان میں اس لفظ کا تلفظ (Pronunciation) بالکل ایک جیسا تھا، عربی زبان میں اس کا مطلب اچھا تھا، "راعنا" کے معنی یہ ہیں کہ "ہماری رعایت فرمایئے"، لیکن یہی لفظ یا اس سے ملتا جلتا لفظ یہودیوں کی مذہبی زبان عبرانی میں ایک فحش گالی تھی، بعض مخلص مسلمان اس لفظ کو صحیح معنی میں استعمال کرتے تھے لیکن یہودیوں کی نیت خراب معنی کی تھی اور وہ مسلمانوں کا مذاق اڑاتے تھے جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال سے منع کیا۔ اور ہمیشہ کے لیے یہ سبق بھی دے دیا کہ ایسے الفاظ کا استعمال مناسب نہیں ہے جن میں کسی غلط مفہوم کا احتمال ہو، یا ان سے کوئی غلط فہمی پیدا ہو سکتی ہو۔(160)

مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اس آیت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ اگر اپنے کسی جائز فعل سے دوسروں کی

---

(160) (ملخص از آسان ترجمہ قرآن)، مفتی محمد تقی عثمانی۔

ناجائز کاموں کی گنجائش ملتی معلوم ہو تو یہ جائز فعل بھی اس کے لئے جائز نہیں رہتا۔ ایسے احکام کو اصول فقہ کی اصطلاح میں سد ذرائع سے تعبیر کیا جاتا ہے جو سبھی فقہاء کے نزدیک معتبر ہے خصوصاً حضرات حنابلہ اس کا زیادہ اہتمام کرتے ہیں۔[161]

اسلام کی چودہ سو سال پہلے دی گئی ہدایت کو غیر مسلموں نے بھی اپنایا ہے چناں چہ جرمنی کے شہر کاسل میں عدالتی فیصلے کے مطابق والدین اپنے بچے کا نام لوسیفر (ابلیس) نہیں رکھ سکتے، لفظ لوسیفر کا لاطینی زبان میں مطلب 'صبح کا ستارہ' ہے لیکن اب یہ لفظ ابلیس کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔[162]

سنت:

حرام کو حلال کہنے والے پر رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی ہے:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

«لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فجملوها، فباعوها».[١٦٣]

ترجمہ: اللہ تعالی یہودیوں پر لعنت کریں (کیونکہ) ان پر چربی حرام کر دی گئی تھی تو انھوں نے (یہ حیلہ کیا کہ) چربی کو پگھلایا پھر بیچنے لگے (کہ اب تو حلال ہے)۔

---

(161)(قرطبی)(تفسیر معارف القرآن: جلد اوّل، ص:۲۸، ط: ادارۃ المعارف کراچی)۔

(162)آپ اپنے بچے کا نام 'ابلیس' نہیں رکھ سکتے، جرمن حکام https://www.dw.com/ur//a-41131350

(١٦٣) صحيح البخاري (٤/ ١٧٠).* أن النبي صلى الله عليه وسلم، قال: «لعن الله اليهود، حرمت عليهم الشحوم فجملوها، فباعوها».

محدثین حضرات فرماتے ہیں کہ اس حدیث کی رو سے ہر ایسا کام ایسا حیلہ حرام ہے جس کے ذریعے کسی حرام چیز تک پہنچے کا ذریعہ ڈھونڈھا جائے اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کسی چیز کی محض شکل وصورت یا اس کا نام تبدیل ہونے سے اس کا شرعی حکم نہیں بدلتا۔(164)

حرام کو حلال نام رکھنے اور اس کے استعمال کو رسول اللہ ﷺ نے قیامت کی نشانیوں اور قہر الٰہی کا سبب فرمایا ہے:

صحیح بخاری میں امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ہے: باب ما جاء فيمن يستحل الخمر ويسميه بغير اسمه یعنی ان احادیث کا باب، جن میں ان لوگوں کا بیان ہے جو شراب یعنی خمر کو حلال کہیں گے اور اس کو دوسرے ناموں سے پکاریں گے۔

اس باب میں امام بخاریؒ نے نبی کریم ﷺ کی تفصیلی حدیث ذکر کی ہے جس میں فرمایا کہ میری امت میں سے ایسی قومیں ہوں گی جو زنا و بدکاری، ریشم، شراب،

---

(١٦٤) حاشية السندي على سنن ابن ماجه (٢/ ٣٣١).* وفي هذا إبطال كل حيلة يتوصل بها إلى محرم وأنه لا يتغير حكمه بتغير هيئته وتبديل اسمه.

— تيسير العلام شرح عمدة الأحكام (ص: ٧٢٨).*ما يستفاد من الحديث: تحريم المعاملة بالخمر، ببيع، أو شراء، أو عمل، أو إعانة، بأي نوع كان.، تحريم الحيل، فإن الله تعالى لما حرم الخمر، حرم ثمنه الذي هو وسيلة إليه.، من باعه فقد شابه اليهود الذين- لما حرمت عليم الشحوم- أذابوها وباعوها، وكلوا ثمنها، حيلةً ومخادعة.، أن كل محرم ثمنه حرام، لأنه لا يباح التوصل إليه بأي طريق.

موسیقی کے آلات کو حلال کہیں گے۔ایسی قوموں کو اللہ تعالیٰ قیامت تک بندر اور خنزیر بنائیں گے۔[165]

ایک اور حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دن رات کا نظام اس وقت تک چلتا رہے گا جب تک وہ زمانہ نہیں آتا جب تک میری امت کا ایک گروہ شراب کا نام تبدیل کر کے دوسرے ناموں کے ساتھ پینا شروع نہ کر دے۔ان کے سامنے گانے بجانے کے آلات بجائے جائیں گے ایسے وقت میں اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسادیں گے اور ان کو بندر اور خنزیر بنادیں گے۔

یعنی جب شراب کا نام تبدیل کر کے دوسرے ناموں کے ساتھ استعمال شروع

(١٦٥) صحيح البخاري (٧/ ١٠٦). * وقال هشام بن عمار: حدثنا صدقة بن خالد، حدثنا عبد الرحمن بن يزيد بن جابر، حدثنا عطية بن قيس الكلابي، حدثنا عبد الرحمن بن غنم الأشعري، قال: حدثني أبو عامر أو أبو مالك الأشعري، والله ما كذبني: سمع النبي صلى الله عليه وسلم يقول: " ليكونن من أمتي أقوام، يستحلون الحر والحرير، والخمر والمعازف، ولينزلن أقوام إلى جنب علم، يروح عليهم بسارحة لهم، يأتيهم - يعني الفقير - لحاجة فيقولون: ارجع إلينا غدا، فيبيتهم الله، ويضع العلم، ويمسخ آخرين قردة وخنازير إلى يوم القيامة" تعليق مصطفى البغا[ ]ش (الحر) الفرج وأصله الحرح والمعنى أنهم يستحلون الزنا، (المعازف) آلات اللهو، (علم) جبل أو هو رأس الجبل، (يروح عليهم) أي راعيهم، (بسارحة) بغنم، (فيبيتهم الله) يهلكهم في الليل، (يضع العلم) يدك الجبل ويوقعه على رؤوسهم، (يمسخ) يغير خلقتهم، (قردة وخنازير) يحتمل أن يكون هذا على الحقيقة ويقع في آخر الزمان ويحتمل المجاز وهو تبدل أخلاقهم ونفوسهم.

ہو گا تو اللہ کا عذاب شروع ہو گا اور قیامت قائم ہو جائے گی۔(166)

مصنوعات کا ایسا نام رکھنا جائز نہیں کہ جس سے مسلمان صارفین کے دھوکے یا گناہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہو:

مصنوعات کا ایسا نام رکھنا جس کی وجہ سے صارفین کے دھوکہ کھانے کا خطرہ ہو ،ایسا عمل درست نہیں۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے۔

چناں چہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ بازار تشریف لے گئے، ایک شخص کو دیکھا جو گندم کا ڈھیر لگا کر بیچ رہا تھا، رسول اللہ ﷺ کو وہ گندم اچھی لگی اور اس کی قیمت پوچھی، تو اس نے بتادی، اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے پرکھنے کے لیے اس ڈھیر میں ہاتھ داخل فرمایا، تو نیچے سے گندم گیلی تھی (جبکہ اوپر خشک تھی)، رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا: کہ یہ کیا معاملہ ہے (نیچے سے گیلی اور اوپر سے خشک)؟ اس شخص نے جواب دیا کہ رات کو

---

(١٦٦) سنن ابن ماجه (٢/ ١١٢٣).❊عن أبي أمامة الباهلي، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «لا تذهب الليالي والأيام، حتى تشرب فيها، طائفة من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها»[شرح محمد فؤاد عبد الباقي] [ش - (يسمونها بغير اسمها) أي يبدلون اسمها ليبدلوا بذلك حكمها.] [حكم الألباني] صحيح.

— صحيح سنن ابن ماجه (٢/ ١٣٣٣).❊عن أبي مالك الأشعري، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: «ليشربن ناس من أمتي الخمر، يسمونها بغير اسمها، يعزف على رءوسهم بالمعازف، والمغنيات، يخسف الله بهم الأرض، ويجعل منهم القردة والخنازير». شرح محمد فؤاد عبد الباقي [ش - (يعزف على رؤوسهم بالمعازف) في النهاية العزف اللعب بالمعازف وهي الدفوف وغيرها مما يضرب.] حكم الألباني.

بارش ہوئی تھی جس کا پانی اس کو لگ گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر یہی بات ہے تو گیلی گندم اوپر کیوں نہیں رکھی تاکہ لوگ اس کو دیکھ لیتے؟ یاد رکھو! کہ جس نے بھی دھوکہ کیا، وہ میری امت میں سے نہیں۔[167]

فقہ اسلامی:

استحلال حرام (حرام کو بغیر شرعی دلیل کے حلال سمجھنا) کفر ہے:

امتِ مسلمہ کے علماء کرام، مفسرین حضرات، محدثین عظام اور فقہاء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جس چیز کو شریعتِ اسلامیہ میں قطعی دلیل کے ساتھ حرام کیا گیا اور کوئی مسلمان باوجود علم کے اس کے حلال ہونے کا اعتقاد رکھے تو ایسا مسلمان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔[168]

---

(١٦٧) صحيح مسلم للنيسابوري (١/ ٦٩)، مستدرك الحاكم (٣/ ٩)، سنن أبي داود للسجستاني (٣/ ٢٨٧)، غاية المرام في تخريج أحاديث الحلال والحرام (ص: ٢٠٢).

(١٦٨) الدر المختار وحاشية ابن عابدين (رد المحتار) (٤/ ٢٢٣).*ثم نقل في نور العين عن رسالة الفاضل الشهير حسام جلبي من عظماء علماء السلطان سليم بن بايزيدخان ما نصه إذا لم تكن الآية أو الخبر المتواتر قطعي الدلالة أو لم يكن الخبر متواترا، أو كان قطعيا لكن فيه شبهة أو لم يكن الإجماع إجماع الجميع أو كان ولم يكن إجماع الصحابة أو كان ولم يكن إجماع جميع الصحابة أو كان إجماع جميع الصحابة ولم يكن قطعيا بأن لم يثبت بطريق التواتر أو كان قطعيا لكن كان إجماعا سكوتيا ففي كل من هذه الصور لا يكون الجحود كفرا يظهر ذلك لمن نظر في كتب الأصول فاحفظ هذا الأصل فإنه ينفعك في استخراج فروعه حتى تعرف منه صحة ما قيل، إنه يلزم الكفر في موضع كذا، ولا يلزم في موضع آخر. اهـ. [تنبيه] في البحر والأصل أن من اعتقد الحرام حلالا فإن كان حراما لغيره كمال الغير لا يكفر وإن كان لعينه فإن كان دليله قطعيا كفر، وإلا فلا وقيل التفصيل في العالم أما الجاهل فلا يفرق بين الحرام لعينه ولغيره وإنما الفرق في حقه أن ما كان قطعيا كفر به وإلا فلا فيكفر إذا قال الخمر ليس بحرام وتمامه فيه).

تشبہ بالحرام (حرام سے مشابہت) حرام ہے:

کسی جائز چیز کو حرام یا حلال و حرام کا مخلوط نام دینا تشبہ بالحرام ہے اور تشبہ بالحرام حرام ہے۔ فقہاء کرام فرماتے ہیں کہ جس طرح کسی حرام فعل کا ارتکاب حرام ہے اسی طرح کسی حرام کے ساتھ مشابہت اختیار کرنا بھی حرام ہے، چناں چہ جن روایات میں شراب کے مروجہ برتنوں کے استعمال سے منع کیا گیا ہے اس کی تشریح میں بعض فقہاء کرام نے یہ وجہ بھی لکھی ہے کہ اس میں تشبہ بالحرام کی وجہ سے روکا گیا ہے۔(169)

تحقیق و تحریر: ڈاکٹر مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی رکن شعبہ شرعی تحقیق

---

(١٦٩) درر الحكام شرح غرر الأحكام (٢/ ٨٨).*والانتباذ) أي حل اتخاذ النبيذ (في الدباء) وهو القرع (والحتم) وهو الجرة الخضراء (والمزفت) وهو الظرف المطلي بالزفت (والنقير) وهو ظرف يكون من الخشب المنقور فإن هذه الظروف كانت مختصة بالخمر فلما حرمت حرم النبي – صلى الله عليه وسلم – استعمال هذه الظروف إما لأن فيه تشبها بشرب الخمر وإما لأن فيها أثر الخمر فلما مضى مدة أباح النبي – صلى الله عليه وسلم – استعمالها وأيضا يبالغ في ابتداء تحريم شيء ويشدد ليتركه الناس مرة فإذا تركوه واستقر الأمر يزول التشديد) .

- العناية شرح الهداية (٢/ ٣٧٢).*التشبه بالحرام حرام.
- البناية شرح الهداية (٤/ ١٠٠).*التشبه بالحرام حرام.
- حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح (ص: ٦٧٨).*التشبه بالحرام حرام.
- اللباب في شرح الكتاب (١/ ١٧٣).*التشبه بالحرام حرام.
- بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع (٥/ ١١٧).*(وأما) ظروف الأشربة المحرمة فيباح الشرب منها إذا غسلت إلا الخزف الجديد الذي يتشرب فيها على الاختلاف الذي عرف في كتاب الصلاة، والأصل فيه قول النبي – عليه الصلاة والسلام – «إني كنت نهيتكم عن الشرب في الدباء والحنتم والمزفت، ألا فاشربوا في كل ظرف» فإن الظروف لا تحل شيئا ولا تحرمه.

کتابیات حسبِ وفیات

قرآن کریم

تفاسیر

١) مقاتل بن سليمـان، أبو الحسن مقاتل بن سليمـان بن بشير الأزدي البلخى (المتوفى: ١٥٠هـ)، تفسير مقاتل بن سليمـان ، الطبعة: الأولى – ١٤٢٣ هـ الناشر: دار إحياء التراث -بيروت.

٢) الطبري، محمد بن جرير، (المتوفى: ٣١٠هـ)، جامع البيان في تأويل القرآن، الطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ – ٢٠٠٠ م ، مؤسسة الرسالة.

٣) البغوي ، أبو محمد ، الحسين بن مسعود الشافي، (المتوفى : ٥١٠هـ) معالم التنزيل في تفسير القرآن = تفسير البغوي، الطبعة : الأولى ، ١٤٢٠ هـ، الناشر : دار إحياء التراث العربي –بيروت.

٤) الزمخشري، أبو القاسم محمود بن عمرو بن أحمد، (المتوفى: ٥٣٨هـ) الكشاف عن حقائق غوامض التنزيل) (الطبعة: الثالثة – ١٤٠٧هـ، الناشر: دار الكتاب العربي – بيروت.

٥) القرطبي، أبو عبد الله محمد بن أحمد (المتوفى: ٦٧١هـ)، الجامع لأحكام القرآن = تفسير القرطبي، الطبعة: الثانية، ١٣٨٤هـ - ١٩٦٤ م، الناشر: دار الكتب المصرية – القاهرة.

٦) أبو حيّان الأندلسي، محمد بن يوسف بن علي بن يوسف بن حيّان، (المتوفى: ٧٤٥هـ)، البحر المحيط في التفسير، الطبعة: ١٤٢٠ هـ، الناشر: دار الفكر – بيروت.

٧) ابن كثير، عمـاد الدين أبو الفداء إسمـاعيل بن عمر البصري ثم الدمشقي (المتوفى: ٧٧٤هـ)، تفسير القرآن العظيم (ابن كثير) الطبعة: الأولى - ١٤١٩ هـ،الناشر: دار الكتب العلمية، منشورات محمد علي بيضون – بيروت.

٨) النيسابوري، نظام الدين حسن بن محمد بن حسين القمي (المتوفى: ٨٥٠هـ) تفسير النيسابوري = غرائب القرآن ورغائب الفرقان ،الطبعة: الأولى - ١٤١٦ هـ، ٤٤٦ الناشر: دار الكتب العلميه – بيروت.

٩) الألوسي، شهاب الدين محمود بن عبد الله الحسيني (المتوفى: ١٢٧٠هـ) روح المعاني في تفسير القرآن العظيم والسبع المثاني، الطبعة: الأولى، ١٤١٥ هـ، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت.

١٠) المظهري، محمد ثناء الله، التفسير المظهري، الناشر: مكتبة الرشدية – الباكستان.

١١) صديق حسن خان، أبو الطيب محمد صديق خان بن حسن (المتوفى: ١٣٠٧هـ)، فتح البيان في مقاصد القرآن، عام النشر: ١٤١٢ هـ - ١٩٩٢ م، الناشر: المَكتبة العصريَّة للطبَاعة والنّشْر، صَيدَا – بَيروت.

12) تھانوی ،حکیم الامت، اشرف علی بن شیخ عبدالحق (متوفی 1362ھ)،بیان القرآن،ناشر:دارالاشاعت کراچی۔

13) مفتی اعظم پاکستان ،محمد شفیع دیوبندی بن مولانا محمد یاسین، (المتوفی6اکتوبر 1976ء) معارف القرآن،طبع جدید ربیع الثانی1429ھ-اپریل 2008،مکتبہ معارف القرآن کراچی14۔

14) تقی عثمانی،مفتی محمد تقی عثمانی بن مفتی محمد شفیع دیوبندی،آسان ترجمہ قرآن،طبع جدید،شعبان1431ھ-جولائی2010،مکتبہ معارف القرآن کراچی14۔

احادیث وشروحات حدیث

١٥) معمر بن راشد، معمر بن أبي عمرو راشد الأزدي (المتوفى: ١٥٣هـ) الجامع (منشور كملحق بمصنف عبد الرزاق) الطبعة: الثانية،

١٤٠٣ هـ، ناشر: المجلس العلمي بباكستان، وتوزيع المكتب الإسلامي ببيروت.

١٦) مالك،مالك بن أنس بن مالك بن عامر الأصبحي المدني (المتوفى: ١٧٩هـ)، موطأ الإمام مالك،سنة النشر: ١٤١٢ هـ، رقم الحديث:٢١٦٥، باب ما يكره من الذبائح،جلد٢ص١٩٨

١٧) عبد الله بن وهب بن مسلم الفهري القرشی، (المتوفى: ١٩٧هـ)، الجامع في الحديث لابن وهب، الطبعة: الأولى ١٤١٦ هـ - ١٩٩٥ م.

١٨) الصنعاني، أبو بكر عبد الرزاق بن همام (المتوفى: ٢١١هـ)، مصنف عبد الرزاق،الطبعة: الثانية، ١٤٠٣، المجلس العلمي- الهند.

١٩) ابن أبي شيبة،أبو بكر بن أبي شيبة، عبد الله بن محمد العبسي (المتوفى: ٢٣٥هـ) الكتاب المصنف في الأحاديث والآثار،الطبعة: الأولى، ١٤٠٩ الناشر: مكتبة الرشد – الرياض.

٢٠) ابن حنبل، ابو عبد الله أحمد بن محمد بن حنبل بن هلال بن أسد الشيباني، (المتوفى: ٢٤١هـ) مسند أحمد ت شاكر، الطبعة: الأولى، ١٤١٦ هـ - ١٩٩٥ م،الناشر: دار الحديث – القاهرة.

٢١) البُخاري، أبو عبدالله محمد بن إسماعيل الجعفي، (المتوفى: ٢٥٦هـ)،

صحيح البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ، الناشر: دار طوق النجاة ،مصورة عن السلطانية بإضافة ترقيم.

٢٢) مسلم بن الحجاج، أبو الحسن القشيري، النيسابوري، (المتوفى: ٢٦١هـ) صحيح مسلم ، ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت.

٢٣) أبو داود، سليمـان بن الأشعث بن شداد بن عمرو، الأزدي السجستاني، (المتوفى: ٢٧٥هـ)، سنن أبي داود، الطبعة: الأولى، ١٤٣٠ هـ - ٢٠٠٩ م ، الناشر: دار الرسالة العالمية-

٢٤) الطبراني، سليمان بن أحمد بن أيوب (المتوفى: ٣٦٠هـ) المعجم الأوسط، الناشر: دار الحرمين – القاهرة

٢٥) الترمذي، أبو عيسى، محمد بن عيسى (المتوفى:٢٧٩هـ) سنن الترمذي ت بشار الطبعة: الثانية، ١٣٩٥ هـ - ١٩٧٥ م، شركة مكتبة ومطبعة مصطفى البابي الحلبي – مصر.

٢٦) الخطابي، أبو سليمان حمد بن محمد، (المتوفى: ٣٨٨هـ)، معالم السنن، وهو شرح سنن أبي داود، الطبعة: الأولى ١٣٥١ هـ - ١٩٣٢ م، المطبعة العلمية – حلب.

٢٧) البيهقي، أبو بكر أحمد بن الحسين، (٣٨٤-٤٥٨هـ) شعب الإيمان،

الطبعة: الأولى، ١٤٢٣ هـ - ٢٠٠٣ م، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع بالرياض بالتعاون مع الدار السلفية ببومباي بالهند٤١٩.

٢٨) الحاكم النيسابوري، محمد بن عبد الله (المتوفى: ٤٠٥هـ)، المستدرك على الصحيحين ، الطبعة: الأولى، ١٤١١ – ١٩٩٠، دار الكتب العلمية – بيروت.

٢٩) ابن عبد البر، أبو عمر يوسف بن عبد الله القرطبي، (المتوفى: ٤٦٣هـ)، الطبعة: الأولى، ١٤٢١ – ٢٠٠٠، دار الكتب العلمية – بيروت.

٣٠) الباجي، سليمان بن خلف، (المتوفى: ٤٧٤هـ)، المنتقى شرح الموطأ. الطبعة: الأولى، ١٣٣٢ هـ، مطبعة السعادة - بجوار محافظة مصر.

٣١) البغوي، الحسين بن مسعود بن محمد بن الفراء، (المتوفى: ٥١٦هـ)، شرح السنة، الطبعة: الثانية، ١٤٠٣هـ - ١٩٨٣م، المكتب الإسلامي - دمشق، بيروت.

٣٢) ابن العَرَبي، محمد بن عبد الله، (المتوفى: ٥٤٣هـ)، المسالِك في شرح مُوَطَّأ مالك، الطبعة: الأولى، ١٤٢٨ هـ - ٢٠٠٧ م، دَار الغَرب الإسلامي.

٣٣) القاضي عياض، عياض بن موسى، (المتوفى: ٥٤٤هـ)، إِكمَالُ المُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم الطبعة: الأولى، ١٤١٩ هـ - ١٩٩٨ م، دار الوفاء

للطباعة والنشر والتوزيع، مصر.

٣٤) النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف، (المتوفى: ٦٧٦هـ)، المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج الطبعة: الثانية، ١٣٩٢، دار إحياء التراث العربي – بيروت.

٣٥) التبريزي، محمد بن عبد الله الخطيب العمري، (المتوفى: ٧٤١هـ)، مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة، ١٩٨٥، الفصل الثاني، الناشر: المكتب الإسلامي – بيروت.

٣٦) ابن المُلَقِّن،عمر بن علي بن أحمد الأَنْصَارِي الشافعيّ، (المتوفى: ٨٠٤هـ)، التوضيح لشرح الجامع الصحيح الطبعة: الأولى، ١٤٢٩ هـ - ٢٠٠٨ م،الناشر: دار النوادر، دمشق – سوريا.

٣٧) البرماوى، أبو عبد الله محمد بن عبد الدائم بن موسى النعيمي العسقلاني المصري الشافعي (المتوفى: ٨٣١ هـ)، اللامع الصبيح بشرح الجامع الصحيح، الطبعة: الأولى، ١٤٣٣ هـ - ٢٠١٢ م، الناشر: دار النوادر، سوريا.

٣٨) ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي (المتوفي: ٨٥٢هـ) فتح الباري شرح صحيح البخاري، دار المعرفة - بيروت، ١٣٧٩.

٣٩) العيني، أبو محمد محمود بن أحمد، (المتوفى: ٨٥٥هـ)، عمدة القاري

شرح صحيح البخاري، دار إحياء التراث العربي – بيروت.

٤٠) القسطلاني، أحمد بن محمد، (المتوفى: ٩٢٣هـ)، إرشاد الساري لشرح صحيح البخاري، الطبعة: السابعة، ١٣٢٣ هـ، المطبعة الكبرى الأميرية، مصر.

٤١) زَكَرِيَّا الأَنْصَاري، زكريا بن محمد بن أحمد بن زكريا الأنصاري،(المتوفى: ٩٢٦ هـ)، منحة الباري بشرح صحيح البخاري المسمى «تحفة الباري»، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م، الناشر: مكتبة الرشد للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية.

٤٢) الملا علي القاري، علي بن (سلطان) محمد، (المتوفى: ١٠١٤هـ)، مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢هـ - ٢٠٠٢م، دار الفكر، بيروت – لبنان.

٤٣) المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين (المتوفى: ١٠٣١هـ) التيسير بشرح الجامع الصغير، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي – الرياض.

٤٤) المناوي، زين الدين محمد المدعو بعبد الرؤوف بن تاج العارفين

(المتوفى: ١٠٣١هـ) فيض القدير بشرح الجامع الصغير، الطبعة: الثالثة، ١٤٠٨هـ - ١٩٨٨م، الناشر: مكتبة الإمام الشافعي – الرياض.

٤٥) الشوكاني ،محمد بن علي اليمني (المتوفى: ١٢٥٠هـ)، نيل الأوطار الطبعة: الأولى، ١٤١٣هـ - ١٩٩٣م، ، دار الحديث، مصر.

٤٦) عون المعبود، محمد أشرف بن أمير العظيم آبادي (المتوفى: ١٣٢٩هـ)، عون المعبود شرح سنن أبي داود، ومعه حاشية ابن القيم،الطبعة: الثانية، ١٤١٥ هـ، ،دار الكتب العلمية – بيروت.

٤٧) الكشميري، محمد أنور شاه بن معظم شاه الكشميري الهندي ثم الديوبندي (المتوفى: ١٣٥٣هـ)، فيض الباري على صحيح البخاري، الطبعة: الأولى، ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥ م، الناشر: دار الكتب العلمية بيروت – لبنان.

٤٨) عبد الرحمن المباركفورى، محمد عبد الرحمن بن عبد الرحيم، (المتوفى:١٣٥٣هـ)، تحفة الأحوذي بشرح جامع الترمذي،دار الكتب العلمية – بيروت إحياء التراث العربي – بيروت.

٤٩) عبيد الله الرحماني المباركفوري، أبو الحسن عبيد الله بن محمد عبد السلام بن خان (المتوفى: ١٤١٤هـ)، مرعاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، الطبعة: الثالثة - ١٤٠٤ هـ، ١٩٨٤ م، الناشر: إدارة

البحوث العلمية والدعوة والإفتاء - الجامعة السلفية - بنارس الهند.

٥٠) الإبتوبي الوَلَّوِي، محمد بن علي بن آدم بن موسى (المتوفى: ١٣٦٦ هـ) شرح سنن النسائي المسمى «ذخيرة العقبى في شرح المجتبى». الناشر: دار المعراج الدولية للنشر الطبعة: الأولى.

اصول فقہ

٥١) السَّرْخَسيّ، محمد بن أحمد بن أبي سهل شمس الأئمة السرخسي (المتوفى: ٤٨٣هـ)، أصول السرخسي، الناشر: دار المعرفة – بيروت.

٥٢) الاخسيكيسى، محمد ابو عبد الله حسام الدين ، (المتوفى:٦٤٤هـ)، الحسامى بالنامي، مكتبة الحنفي، باهتمـام كريم بخشش.

٥٣) عبد العزيز البخاري، عبد العزيز بن أحمد بن محمد، علاء الدين البخاري الحنفي (المتوفى: ٧٣٠هـ)، كشف الأسرار شرح أصول البزدوي ،دار الكتاب العلمي.

٥٤) الزركشي، أبو عبد الله بدر الدين محمد بن عبد الله، (المتوفى: ٧٩٤هـ)، البحر المحيط في أصول الفقه، الطبعة: الأولى، ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م، الناشر: دار الكتب.

فقہ وفتاوی

٥٥) الماوردي، أبو الحسن علي بن محمد بن محمد بن حبيب البصري البغدادي، الشهير بالماوردي (المتوفى: ٤٥٠هـ) الأحكام السلطانية، الناشر: دار الحديث – القاهرة.

٥٦) السرخسي، محمد بن أحمد (المتوفى: ٤٨٣هـ)، المبسوط للسَّرَخْسِيّ، دار المعرفة – بيروت.

٥٧) الكاشاني، علاء الدين، أبو بكر بن مسعود بن أحمد الحنفي (المتوفى: ٥٨٧هـ)، بدائع الصنائع في ترتيب الشرائع، الطبعة: الثانية، ١٤٠٦هـ - ١٩٨٦م، الناشر: دار الكتب العلمية.

٥٨) ابن مَازَةَ، أبو المعالي برهان الدين محمود بن أحمد بن عبد العزيز بن عمر بن مَازَةَ البخاري الحنفي (المتوفى: ٦١٦هـ) المحيط البرهاني في الفقه النعماني فقه الإمام أبي حنيفة رضي الله عنه، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤ هـ - ٢٠٠٤ م الناشر: دار الكتب العلمية، بيروت – لبنان.

٥٩) النووي، أبو زكريا محيي الدين يحيى بن شرف (المتوفى: ٦٧٦هـ) روضة الطالبين وعمدة المفتين، الطبعة: الثالثة، ١٤١٢هـ / ١٩٩١م الناشر: المكتب الإسلامي، بيروت- دمشق- عمان.

٦٠) الموصلي، عبد الله بن محمود بن مودود الموصلي البلدحي،

(متوفى: ٦٨٣ هـ)، الاختيار لتعليل المختار، تاريخ النشر: ١٣٥٦ هـ - ١٩٣٧ م، مطبعة الحلبي — القاهرة.

٦١) ابن الرِّفْعَة، أحمد بن محمد بن علي الأنصاري، (المتوفى: ٧١٠هـ) كفاية النبيه في شرح التنبيه الطبعة: الأولى، م ٢٠٠٩ الناشر: دار الكتب العلمية.

٦٢) الزيلعي، عثمان بن علي بن محجن البارعي، فخر الدين الحنفي (المتوفى: ٧٤٣ هـ) تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق وحاشية الشلبي الطبعة: الأولى، ١٣١٣هـ الناشر: المطبعة الكبرى الأميرية- بولاق، القاهرة.

٦٣) البابرتي، أبو عبد الله محمد بن محمد الرومى، (المتوفى: ٧٨٦هـ) العناية شرح الهداية، كتاب الكراهية، باب الأكل والشرب، دار الفكر.

٦٤) العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى (المتوفى: ٨٥٥هـ)، البناية شرح الهدايةالطبعة: الأولى، ١٤٢٠ هـ - ٢٠٠٠ م، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان.

٦٥) مُلا خسرو، محمد بن فرامرز بن علي (المتوفى: ٨٨٥هـ)، درر الحكام شرح غرر الأحكام،الناشر: دار إحياء الكتب العربية.

٦٦) الأنصاري، زكريا بن محمد بن، زين الدين أبو يحيى السنيكي

(المتوفى: ٩٢٦هـ) أسنى المطالب في شرح روض الطالب الطبعة: بدون طبعة وبدون تاريخ الناشر: دار الكتاب الإسلامي.

٦٧) ابن نجيم، زين الدين بن إبراهيم المصري، (المتوفى: ٩٧٠هـ)، البحر الرائق شرح كنز الدقائق، الطبعة: الثانية - ، دار الكتاب الإسلامي.

٦٨) شيخى زاده، عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده، (المتوفى: ١٠٧٨هـ)، مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر ، دار إحياء التراث العربي.

٦٩) الصنعاني، محمد بن إسماعيل المعروف كأسلافه بالأمير، (المتوفى: ١١٨٢هـ)، التَّنويرُ شَرْحُ الجَامِع الصَّغِيرِ، الطبعة: الأولى، ١٤٣٢ هـ - ٢٠١١ م، مكتبة دار السلام، الرياض.

٧٠) العدوي، أبو الحسن علي بن أحمد بن مكرم الصعيدي (المتوفى: ١١٨٩هـ) حاشية العدوي على شرح كفاية الطالب الرباني، تاريخ النشر: ١٤١٤هـ - ١٩٩٤م الناشر: دار الفكر – بيروت.

٧١) الطحطاوي، أحمد بن محمد بن إسماعيل الحنفي - توفي ١٢٣١ هـ، حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح شرح نور الإيضاح، الطبعة: الطبعة الأولى ١٤١٨هـ - ١٩٩٧م، الناشر: دار الكتب

العلمية بيروت – لبنان.

٧٢) ابن عابدين الشامى، محمد أمين بن عمر بن عبد العزيز الدمشقى الحنفي، المتوفى: ١٢٥٢هـ ١٩٩٢م رد المحتار، الطبعة: الثانية، ١٤١٢هـ، دار الفكر–بيروت.

٧٣) أبو بكر بن حسن بن عبد الله الكشناوي (المتوفى: ١٣٩٧ هـ) أسهل المدارك «شرح إرشاد السالك في مذهب إمام الأئمة مالك» الطبعة: الثانية، الناشر: دار الفكر، بيروت – لبنان.

٧٤) العثيمين، محمد بن صالح بن محمد (المتوفى: ١٤٢١هـ) الشرح الممتع على زاد المستقنع، الطبعة: الأولى، ١٤٢٢ - ١٤٢٨ هـ دار النشر: دار ابن الجوزي.

٧٥) الزُّحَيْلِيّ، وَهْبَة بن مصطفى (المتوفىٰ شوال ١٤٣٦هـ) الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ، الطبعة: الرَّابعة -سسسسسس

٧٦) الموسوعة الفقهية الكويتية، (مجموعة من المؤلفين) جماعة من العلماء تصدرها وزارة الأوقاف، الطبعة: (من ١٤٠٤ - ١٤٢٧ هـ) الأجزاء ١ - ٢٣: الطبعة الثانية، دارالسلاسل - الكويت.الأجزاء ٢٤ - ٣٨: الطبعة الأولى، مطابع دار الصفوة - مصر.الأجزاء ٣٩ - ٤٥: الطبعة الثانية، طبع الوزارة.

٧٧) الطيار ،الأستاذ الدكتور/ عبد الله بن محمد بن أحمد ، ولد في

الزلفي عام ١٣٧٣ وَبَلُ الغَمَامَةِ في شَرْحِ عُمْدَةِ الفِقْهِ لابْنِ قُدَامَة الطبعة: الأولى، (١٤٢٩ هـ - ١٤٣٢ هـ) الناشر: دار الوطن للنشر والتوزيع، الرياض - المملكة العربية السعودية.

لغات و مصطلحات

٧٨) الراغب الأصفهاني، أبو القاسم الحسين بن محمد (المتوفى: ٥٠٢هـ)، المفردات في غريب القرآن، الطبعة: الأولى - ١٤١٢ هـ، الناشر: دار القلم، الدار الشامية - دمشق بيروت.

٧٩) الزَّبيدي، محمّد بن محمّد بن عبد الرزّاق الحسيني (المتوفى: ١٢٠٥هـ) تاج العروس من جواهر القاموس ، دار الهداية

مقاصد شریعت

٨٠) الدهلوي،الشاه ولي الله، أحمد بن عبد الرحيم بن الشهيد وجيه الدين بن معظم بن منصور (المتوفى: ١١٧٦هـ)، حجة الله البالغة، الطبعة: الأولى، سنة الطبع: ١٤٢٦ هـ - ٢٠٠٥م، دار الجيل، بيروت – لبنان.

نظرِ ثانی و اضافہ شدہ دوسرا ایڈیشن
موضوع سے متعلق
جامعہ دارالعلوم کراچی، جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فتاوی
اور مروجہ حلال اسٹینڈرڈز کے حوالہ جات کے ساتھ
ماکولات مشروبات، ادویات اور کاسمیٹکس سے متعلق
حلال سرٹیفکیشن
شریعت کی روشنی میں
HALAAL CERTIFICATION
In the light of Shari'ah
مؤلف
مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی
فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی
متخصص جامعۃ الرشید کراچی
پی۔ایچ۔ڈی اسکالر کراچی یونیورسٹی
ناشر
SANHA HALAL ASSOCIATES PAKISTAN

الکوحل سے متعلق
شرعی احکام
800
600
400
مؤلف
مفتی سید عارف علی شاہ الحسینی
ناشر:
SANHA HALAL ASSOCIATES PAKISTAN

The Shari'ah Laws Regarding
HALAAL
FOODS
Other Than Meat
Mufti Shoaib Alam
Shari'ah Advisor
SANHA HALAAL ASSOCIATES
PAKISTAN
PUBLISHER:
SANHA Halal Associates Pakistan

in The Light of The Sharī'ah

Author:
Mufti Syed Arif Ali Shah
Shariah scholar
Jamia Darul Uloom Karachi
MPhil/PhD Scholar (Unified World Halaal Standard)
University of Karachi Pakistan
Halaal Certification Manager
SANHA Halaal Associates Pakistan.
Member (as Sharia Expert/Mufti)
National Standardization Committee for Halal. (NSC Halal)
Pakistan Halal Standardization Technical Committees:
Pakistan Standard Quality and Control Authority (PSQCA)
Federal Ministry of Science and Technology Govt. of Pakistan

PUBLISHER:
SANHA Halal Associates Pakistan